

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْعَالَمِينَ لَا يُجِيبُكَ إِلَيْكَ

یہ عجیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں



قرآن وحدی کی پیشینگوئیاں

تالیف

حضرت مولانا الحاج محمد امین صاحب دہلی

شیخ الحدیث الجمعۃ الاسلامیہ بکارتون

مکتبہ برہان الروابض جامعہ محمدیہ دہلی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْغَيْبُ يُوحِيهَا إِلَيْكُمْ
یہ غیب کا خبر ہی ہے جو تم آپ کو ظن دے کر دے رہی

لَحَبَابُ التَّنْزِيلِ

قرآن وحد کی پیشینگوئی

تالیف

حضرت مولانا الحاج محمد امین صاحب دہلی

شیخ الحدیث الجمادی الاسلامیہ بنیاد دہلی

ناشر

مکتبہ برہان اردو بازار دہلی

حقوق بن مصنف محفوظ

طبع اول

جمادی الاول ۱۳۹۲ھ مطابق جون ۱۹۷۲ء

قیمت

مجلد چھ روپے

غیر مجلد پانچ روپے

مطبعہ: جمال پرنٹنگ پریس، دہلی

فہستہ

۱	پیش لفظ از حضرت مفتی عتیق الرحمن	۷	حضرت عثمان غنی سے مسائل فقہیہ میں
۲	عربی حال	۸	جیور کا اختلاف
۳	وجہ تالیف	۱۰	حضرت عثمان اور اہل مصر کی بنیاد
۴	مقدمہ	۱۵	خلافت رضوی اور حضرت عثمان
		۱۹	رقم مصنف کا واقعہ مصیفین
	اسلام کے متعلق پیشگوئیاں	۲۰	قرآن حکیم کو سینہ میں محفوظ رکھا جائیگا
۵	دشمنان اسلام کے ظل افرم اسلام	۲۱	قرآن مجید کا حفظ کرنا آسان ہوگا
۶	کی دہشت و خفایت ظالم کی رنگ	۲۲	قرآن کریم کی کتابت و طباعت برابر
۷	اسلام کی انجیل اور اس کا انتہام	۲۱	ترقی پذیر ہوے گا
۸	اسلام کے احکام اور شاعت میں	۲۳	داخل انجیل بھی قرآن کا مقابلہ نہ کرے گا
۹	برابر احسانہ ہوتا ہے گا	۲۴	حضرت محمد مسلم کے متعلق پیشگوئیاں
۱۰	ہر دور میں اسلام کے دلائل و ہر دور	۲۵	تفصیل رسالت آب مسلم
۱۱	ظاہر و ثابت ہوئے دیں گے	۲۸	تحفہ مسلم کے سادہ میں عربیوں کی
۱۲	اسلام میں لوگ جوق در جوق داخل ہوئے گئے	۲۹	نکاحی
	قرآن مجید کے متعلق پیشگوئیاں	۳۰	دنیا میں پکا نام نایاب ہے جبریل
۱۳	قرآن مجید کے شل کوئی نہ ہلے گا	۳۲	صحابہ کے متعلق پیشگوئیاں
۱۴	قرآن مجید ہمیشہ ہر طرح محفوظ رہے گا	۳۵	تنگدستی کے بعد سہا پتی ہو جائیں گے
۱۵	تورات	۳۹	صحابہ کا تدبیر کا ترقی اور پھر کمال
۱۶	انجیل	۵۰	مہاجرین کے متعلق پیشگوئیاں
۱۷	مید	۵۵	
۱۸	قرآن کا نزول ترتیب اور جمع	۵۷	

۲۹. ہابزین کو درست و فراخ حال ہوگی
۳۰. منظم ہابزین کے لئے دنیا کا اپنا شکار
اور آخرت کا اجر عظیم
۳۱. تاجین و راج تاجین

غزوات نبوی و اسلامی فتوحات

۳۲. غزوہ بدر
۳۳. غزوہ خیبر
۳۴. غزوہ احزاب
۳۵. فتح مکہ
۳۶. خلافت راشدہ اور مسلمانوں کی حکومت
۳۷. مسلمانوں کا غلبہ
۳۸. مسلمانوں کی بادشاہت و حکومت
۳۹. مسلمانوں کی خوشنالی
۴۰. مسلمان سب پر غالب ہو گئے
۴۱. متبیین کے گلاب لہام
۴۲. حریف سرداران قریش آپ کے
دوست بن جائیں گے
۴۳. مسلمانوں کو کتبہ اللہ سے روکنے والے
کعبہ کی اس تک نہ پہنچ سکیں گے
۴۴. اپنی مکہ کے مصارف ان کے چھوٹ
ہیں گے اور وہ مشروب ہوں گے
۴۵. کفار مسلمانوں کو عاجز نہ کر سکیں گے
بلکہ خود رسوا و خوار ہوں گے

۴۶. مسلمانوں کا مشرکین عرب پر حملہ اور
مشرکین کی سرحدیت
۴۷. ولید بن مغیرہ کی ناک اور چہرہ
۴۸. داغدار ہوگا
۴۹. ولید بن ابی اس کی بیوی کی ہلاکت
۵۰. مشرکین کتبہ اللہ کے قریب تک نہ
جاسکیں گے

منافقین کے متعلق پیشینگوئیاں

۵۱. دنیا میں منافقین کا کوئی بدکار نہیں ہوگا
۵۲. منافقوں پر دوسری بار پڑے گی
۵۳. منافقین ہر طرح غمراہ ان اور لوگوں میں بیگیں
۵۴. منافقین نہ مہربان رہ سکیں گے
۵۵. یکہیا اور

مکلفین جہاد کے متعلق پیشینگوئیاں

۵۶. جہاد میں شرکت کو خیر الہی و عذر فراہم
۵۷. مکلفین جہاد
۵۸. غزوہ بنو نضیر و دہلی پر منافقین
کے جوئے افسار
۵۹. یہود و منافقین کے مسابقات
۶۰. یہودی مسلمانوں کے مقابلہ میں
نہ ٹھہریں گے

۵۸. یہودی موت کی تنہا کبھی بھی نہ کرینگے	۱۱۹	۷۴. یہودی کا کفر اور ایک ایسی قوم کا	۷۴
۵۹. یہودی ہمیشہ ذلیل و خوار رہیں گے۔	۱۲۰	۷۵. اسلام جو کبھی کفر نہ کہے گی۔	۱۴۱
۶۰. یہودی پر نسلت و مسکنت مسلط کر دی گئی۔	۱۲۱	۷۶. ارتداد اور مسلمانوں کی تعداد	۷۶
مسیحیوں کے متعلق پیشینگوئیاں		میں اضافہ۔	۱۳۳
۶۱. مسیحائی دنیا میں خوشحال رہیں گے۔	۱۲۳	احادیث کے متعلق پیشینگوئیاں	
۶۲. مسیحائی فرقوں کی باہمی ملامت۔	۱۲۵	۷۷. بحرین طائی اور امام عسکرم کی شہادت	۱۴۶
۶۳. مسیحائیوں کو مسلمانوں سے لہبتا		۷۸. مسلمانوں کا امام بن دینی ہونا۔	۱۴۸
قریب و دورت رہے گی۔	۱۲۶	۷۹. فتوحات ملک۔	۱۴۹
۶۴. بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ		۸۰. فتوح مصر۔	۱۵۰
میں آجیگا۔	۱۲۶	۸۱. مالک مغفور کا ایک طبع تعلق	۱۵۱
۶۵. غلبہ روم	۱۲۸	۸۲. شہنشاہ ایران کے لکھن اور سرارت	۱۵۱
۶۶. کعبۃ اللہ پر حق کے بعد باطل نہ آجیگا۔	۱۳۳	۸۳. غزوہ ہند۔	۱۵۲
۶۷. مستقبل میں وہ چیزیں ظاہر ہونگی		۸۴. حجاز میں ایک بڑا ڈال کاغذور۔	۱۵۳
جن کو کوئی نہیں جانتا۔	۱۳۴	۸۵. مسلمانوں کی ترکوں سے جنگ۔	۱۵۴
۶۸. تقوٰی قلبہ پر اعتراضات۔	۱۳۵	۸۶. فتح قسطنطنیہ۔	۱۵۴
۶۹. فتوح مکہ وغیرہ اور صدق روایا۔	۱۳۶	۸۷. جنگ بدر میں کافروں کے قتل	
۷۰. سرزمین عرب بت اور بت پرستی		کاشمیر۔	۱۵۴
سے پاک ہو جائے گی۔	۱۳۷	۸۸. ثعلبہ بن مالک کا اتفاق	۱۵۴
۷۱. غیر قوام کا اسلام اور ان کی خدمات۔	۱۳۸	۸۹. قیامت سے پہلے ۶ چیزوں کا ظہور	۱۵۴
۷۲. زید بن حارثہ کی شہادت۔	۱۳۹	۹۰. خانہ کعبہ کی ذلت	۱۵۵
۷۳. قرآن پاک کے مخالفین اور میں		۹۱. یورینا قوام اور مسیحائیوں کا خروج۔	۱۵۶
برہم پر نوالے فضلہ کی پیشینگوئی	۱۴۰	۹۲. امت محمدیہ کے ۴۳ فرقے۔	۱۵۷
		۹۳. مسلمانوں کا خروج دروزوال۔	۱۵۷

۱۴۱	۱-۲	مزیج آفتاب کا طلوع -	۹۲	ابتدا اور انتہا میں اسلام کی
۱۴۴	۱-۳	طبیۃ الارض کا فروج -	۱۵۸	غریب و پیکار کی -
۱۴۵	۱-۴	سرود ہراسے اہل ایمان کی موت -	۱۵۹	۹۳۔ مسلمانوں کی بیخ کنی ناممکن ہے -
	۱-۵	حبشہ کے کفار کا قلبہ اور	۱۶۰	۹۴۔ مسلمانوں کا روضہ طے جائے گا اعدا
۱۴۵		کعبہ کا انہدام -	۱۶۰	مخالف طاقتیں غالب آجائیں گی -
۱۴۶	۱-۶	نفس مسوراؤں اور عالم کا فنا ہونا -	۱۶۱	۹۵۔ عیسائیوں کا غلبہ اور مسلمانوں کی پستی -
۱۴۶	۱-۷	نفس سوداگی اور عالم کا دھجود -	۱۶۲	۹۶۔ امام مہدی کا ظہور -
۱۴۸	۱-۸	روحی کرکٹر -	۱۶۳	۹۷۔ فروج و مجال -
۱۴۸	۱-۹	شفاعت -	۱۶۰	۹۸۔ فروج یا جرح یا جرح -
۱۸۱	۱-۱۰	بندوں کے اعمال کا حساب -	۱۶۱	۱۰۰۔ غلامت جہاد -
			۱۶۱	۱۰۱۔ خست اور دشمنان -

پیش لفظ

محبت قدیم مولانا محمد امجد علی خاں کو قدس نے مختلف کمالات سے نوازا ہے۔ جامعیت و یوں ہند کے راسخ العقیدہ رکن ہیں اور تقریباً نصف صدی سے قومی و ملی خدمات اور تبلیغ دین میں لگے ہوئے ہیں۔ مدتوں میدان سیاست کے شہسوار رہے اور اپنی لکڑی سمجھوں اور ذہور خطابت سے قوم کو بیدار کرنے میں بھرپور حصہ لیا۔ اظہار حق کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بکسر داشت کیں اور اب شک شکاکر دس و تندرہ میں ابد خدمت حدیث کی صف میں کھڑے ہیں بکران معقول کے ایک حصے کے مقتدیوں کی اہمیت فرما رہے ہیں، چنانچہ جامعہ عربیہ آنند دہرات اور جامعہ رحمانیہ موہنگی کے بعد ان دونوں جامعہ اسلامیہ (ہندس) کے شیخ الحدیث ہیں اور پیرانہ سال کے باوجود ذوق و شوق سے یہ خدمت اہتمام سے رہے ہیں۔

موصوف کی قابلیت اور کمال کا اصل میدان اگرچہ تقریر و خطابت ہے اور جیسے طبع کے متنازع غیب سے جہان ہے پھر بھی جنت کر کے اپنے تصنیف و تالیف کا وادی میں قدم رکھ دیا ہے اور مقامات تصوف کے بعد یہ آپ کی دوسری قابل قدر تالیف ہے اور جیسے یہ ظاہر کرنے میں مستطرب ہو رہا ہے کہ فاضل مؤلف کا یہ قدم ایک مفید علمی اور دینی خدمت کی جانب اٹھایا اور بصیرت کے ساتھ اٹھا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رستا کی صداقت کا یہ باب زیر نظر تالیف پوری طرح روشن ہو گیا ہے۔ اس مجموعہ میں قرآن پاک اور فروع نبوی کی پیش گوئیوں کو سادہ اور پراثر انداز میں بیان کر دیا گیا ہے جو یقیناً بے مبالغہ کی سنی محکوم ہوگی اور عوام و خواص سب اس کی برکتوں سے فیضیاب ہوں گے۔

کتب کا دینی اور جلیبی افادیت کے پیش نظر طے کیا گیا ہے کہ نذر و قال المصلحین کے مساوی دینی کی خدمت میں بھی اس کو ادارے کی دیگر مطبوعات کے ساتھ پیش کیا جائے۔

عَلِیْقُ الرَّحْمَنِ عَثْمَانِی

۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء کو لاہور مطبوعہ مطابقیہ دہلی ۱۹۷۲ء

عجل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَرَّمَ وَجْہُہٗ عَلٰی اَمَّا الدِّیْنِ اَصْطَفٰی

۱۳۴۷ء مراد آباد میں کوکاب رانت اور عصری ملار و نھلا کے اجتماع نے افادہ اور استفادہ کے اعتبار سے ایک دارالعلوم اور بلند پایہ تربیت گاہ بنادیا تھا۔ روحانی مسرتوں کا کیا پر لطف حسین منظر تھا جبکہ مرشدی و مولائی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز، مجاہد ملت مولانا حفصا الحسن، مولانا انقاری، حافظ عبد اللہ حافظ، محمد اکرم، وزیر حکومت ہند، کامرہ محمد اکرم، مراد آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ، مولانا محمد میاں، مفتی حسین الدین، رئیس منہل اور برادر عزیز مولوی عبد القیوم ایسے ستارہ اور یگانہ روزگار حضرات قیہ فرنگ کی تخیوں سے شاد و کام تھے۔

اس زمانہ میں مولانا حفصا الحسن صاحب مرحوم قصص القرآن کی تالیف میں مشغول تھے۔ غالباً اس کی پہلی جلد نے نہ وقتاً مٹھیں دہلی سے شائع ہو کر خواص و عوام میں شہرت و قبولیت حاصل کر چکی تھی مولانا موصوف دوسری جلد کا سودہ کھڑے تھے اس وقت ایک مجلس میں کہا گیا کہ قرآن مجید اخبار غیبیہ کا مال ہے اور اس کی یہی خصوصیت اور امتیازی حیثیت اس کے کلام الہی ہونے کی دلائل میں سے ایکہ و شریعت میں بکر بہان ساطع ہے۔

اخبار غیبیہ۔ سابق رسولوں اور نبیوں کے فراموش نبوت و رسالت کی انجام دہی، مطلب

اقوام کی مشاغل و مشاقت اور خدا کے برگزیدہ بندوں کے صبر و ضبط اور غیر متزلزل متقا
یا اہل برحق کے غلبہ بکثرت ہیں آموزہ و احکامات ہیں جو آج بھی خدا پرستی کے لئے دلیل
راہ ہیں یا انہماق مستقبل میں جو نزول قرآن اور اس کی تکمیل تک مختلف آیات میں پیشگوئی کی
حیثیت رکھتے ہیں اگر دوسرے موضوع پر کوئی کتاب تالیف کی جائے تو بہت مناسب اور
موزوں رہے گی اس دے کو پسندیدہ قرار دیا گیا اور یہ خدمت میرے سپرد کی گئی۔ مجھے ان
حضرات کے رائے سے اتفاق کرنا پڑا اور اپنی ٹمپے لائی گئی۔ عمل بے بضاعتی اور کم ہمتی کے باوجود
اسلام اور مشکل کام کو اپنے ذمے لیا اور وہیں اس کی داغ بیل ڈال دی۔ جیل سے رہا ہونے کے
بعد کئی بار خیال ہوا کہ اس خدمت کو انجام دہن لیکن تدبیر و سیاسی مشاغل کی کثرت اور مجسٹ
علماء ہند کی نظامت کی وسیع تر ذمہ داریوں نے مہلت نہ دی۔ کچھ میری کالی ہستی بلکہ آرام
پسندی بھی مانع رہی تاہم قرآن پاک کی اس خدمت کو انجام دینے کا داغ میں تصور اور دل میں
دور تھا اس طرف سے کبھی غافل نہیں رہا بلکہ برابر اس حدود و حکمیں نگاہاں کس طرح یہ ہم اور
مزدوری کام اپنی تکمیل تک پہنچاؤں۔ چنانچہ جب بھی وقت ملا کچھ اشارے لکھتا رہا اور یادداشت
مرتب کرتا رہا۔

اواخر سبب الاول ۱۹۳۷ء کو ہامو عربیہ آنند گجرات سے آٹھ نو سال تک تدبیر خدمت
انجام دینے کے بعد ملاقات طبع کی بنا پر وطن مالمف سنبھل چلا آیا اور یہیں مستقل اقامت اختیار
کر لی اور اس خدمت کی انجام دہی میں ملگ گیا۔

قرآنی پیشگوئیوں کے اہم موضوع پر کتاب لکھنے وقت اس بات کا بھی خاص طور پر
التزام کیا گیا ہے کہ کوئی بات جو تحقیق اس میں درج نہ کی جائے اس لئے تفسیر حدیث، لغت
اور تاریخ و سیر وغیرہ کی کتابوں کی شدید ضرورت پڑی سو کچھ کتابیں تو میسر کیں اس ذاتی وجود
میں کچھ خریدی گئیں اور کچھ مستعار عمل کی گئیں۔ تفسیر تھائی تمام ضروریات باسانی مہیا ہوئیں۔
کام کی اہمیت اور وقت کی نزاکت اور اس پر اپنی ٹمپے بھڑا مٹی ایسے زبردست

اور حوصلہ شکن مواقع تھے، مگر وہ فوج شوق نے آخر ان دکاؤں پر قابو پایا اور کمر بستہ پندھی
 ، در صنعت و نقابست کی حالت میں بھی متناکرہ سکتا تھا اتنا کیا آخر شب و روز کی عرق پڑی
 اور ہجر سوری کے بعد یہ تالیف پدیا نظریں کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ناچیز سہمی کو قبول فرماتے
 میرے لئے سرمایہ آخرت اور ناظرین کے لئے مشعل ہدایت بنائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

وقت تالیف

انسانی ہمدردی اور ادائیگی خریفہ و محنت حق کا تقاضہ ہے کہ دنیا بھر کے انسانوں
 تک آفتاب موت کی شعاعوں کی روشنی پہنچائی جائے تاکہ وہ توحیات درخام و بے بنیاد
 اذکار کی تابیر کیوں اور اطل پرستیوں کی اندھیروں سے نکل کر مبرا مستقیم پر تیزی کے ساتھ
 گامزن ہوں اور رحمت الہی اور الطاف ربانی سے بہرہ ور ہوں و شمع الہی جس کو حق تبارک
 تعالیٰ نے نام عالم کی حریت اور رہنمائی کے لئے پیما ہے اور جس کے ساتھ دونوں جہات کی
 کامیابیاں وابستہ ہیں وہ قرآن ہی ہے

اگرچہ وہ پیلر سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عالم ظہور میں آیا لیکن اس میں
 چند ایسی خصوصیات قدرت کے و ولایت کی ہیں جن سے اس کا کام الہی جو نافع روز روشن
 کی طرح ظاہر ہوتا ہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دعویٰ نبوت کی سہماں اور
 اپنی رسالت کی صداقت بیان کرنے کے لئے یوں تو مار گاہ و رب العزت سے مزار بلائی نیاں
 حذیت ہوئیں، آپ کی ہیبت و زندگی سے باخبر لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ صمود علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی ہر ادا معجزہ اور ہر بات آپ کے ہی برحق ہونے کی ایک نشانی اور برہان ہو سکتی
 قرآن حکیم کو ایک قلم اتیار حاصل ہے اور وہ خدا کی نشانات میں ایک ہیبت بڑا نشان ہے
 جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق اور آپ کی نبوت ثابت کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

کوئی چیز نہ ہو جس سے وہ اس کا حکم آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر حاصل ہو تو اس
حکم پہلے اور دوسرے درجہ کے حکم سے زیادہ چمکتا اور بخشنے پر چمکتا ہی وجہ ہے کہ جو لوگ علم کی
روشنی میں سوائے صداقت کا مسطا نہ کرتے ہیں ان کا ایمان غیر ستر ملل اور رنگ و شبہ کی پسینہ
و لافنس ہوتا۔

مسیح پر کرامتوں اور انسانی صفتوں کا ایمان اس کی وجہ سے توں سچا کہ اس نے اسلام کی
سچائی اور ہی اکرم مسم کے صداقت کو دسی آنکھوں سے دیکھا تھا اور ایمان و دہائی کی کوئی
پر پرکھ سہا سچ اگرچہ سنا ہے کہ غاصد آنکھوں سے دیکھے گا کوئی ذرہ بدہائی نہیں باسیکن
برایمین دولائل کی تاملی اب بھی کفر عالم اور بدہاد میں کو مسود کر رہی ہے۔

لہذا دلائل سے یہ کہہ کر آنکھ بند کر لیا کہ جس قرآن مجید کی سچائی پر یقین کاں ہے کسی
طرح نہ رسا ہے نہ مفید نفوس ایسی حالت میں جب کہ شہادت و فتوک کی گٹھ ٹوٹا ہوا ہے
میں سی پی کار سے مظلوم کرنا، اپنی زبان کے لئے سخت مشکل ہو رہا ہے۔

اس لئے اہل افریقہ کے دلائل پر نظر رکھنا گراں اور بکروہی سے بچے و گم کردہ ہو چلا
کی دایت و دان کی عوامیت پر لانے کے لئے وقت کی اہم ضرورت اور عصری تقاضا ہے۔
رب العزت نے مسلمانوں کو قرآن میں خود و مرکز ہدایت فرمائی ہے کہ اب انزل اللہ مبارک
لہبدا بودا آیسنبہ و لند تراوالا لایاب۔ یہ مہلک کتاب ہم لے آپ کے اوپر
مہلے نازل کی ہے کہ بکھراؤ ہوگی جس کی جوں میں خود و مرکز کریں اور اس سے صیحت پکڑیں۔
غرض جس قدر دلائل کی فراوانی اور ایمان کی کثرت پیش نظر ہوگی اسی قدر ایمان میں
پختگی و اعتقاد میں سفاقت اور یقین میں قوت حاصل ہوگی۔

اگر مسلمان اس کتاب کا مطالعہ اور رغبت و شوق اور خود و مرکز کے ساتھ کریں گے تو جیسے روشن
ستارہ کے اندر ایمان میں تاریکی ہوگی اور قرآن کے کلام ہی اور وحی کریم صلوات کی صداقت پر
ان کا یقین و ایمان بڑھ جائے گا اور ان کا ایمان آدھار و استوار اس دور میں غیر ستر ملل

اور شک و شبہات سے پاک رہ گیا۔

اللہ عظیم و غیرہے اسی وصال اور استقبال کے پیمانے کے لئے ناکافی ہیں وہ ازل ابدی اور سرمدی ہے اس کا علم ہر وابد اور اس کے دیرانی تمام اود و ازمہ پر حاوی ہے اس کی ذات کی طرح اس کی تمام صفات بھی کیف و کم سے بلند ہیں اس کی ایک صفت تکلم ہے جس کو اس نے آسمانی کتاب میں نازل کر کے انسانوں پر آشکار کیا ہے قرآن کریم اس سلسلہ کی مکمل جامعہ اور آخری کتاب ہے جو رب العالمین نے حضرت جبریل کے ذریعہ آسمان کے لال رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر مدنی الناس اور عقابہ کی تلقین کی صفت سے منصف کر کے نازل کی یہ مجموعہ کلام اپنی عقائد، احاطہ، اوجہ، رموز و حکم احکامات، قصص اور واقعات کے ساتھ ساتھ روشنی زمانے کے بارے میں بہت کچھ بتاتی ہے اس کتاب میں قرآن پاک کی اسی حیثیت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) قرآن مجید میں مسلمانوں کو ان کی خود نصرت کی اس وقت خبر دی گئی جبکہ مسلمان کمزور ترین اور دشمن تو ہی ترین تھے اس وقت مسلمانوں کی فتح کے کوئی آثار نہ ہونے کی وجہ سے دشمنوں نے ان کا مذاق اڑایا، مگر زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ دیکھ کر دیکھ کر اپنی آنکھوں سے پور جوتے ہوئے دیکھ لیا۔

(۲) قرآن مجید میں خود اس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے اور اس کو اس طرح پورا کر کے دکھایا کہ آج چودہ سو برس گزرنے پر بھی اس میں ذیرو وزیر اور لفظ تک کا فرق نہ آسکا جبکہ اتنے عرصہ میں دشمنان دین کی ایسی ذمہ دہست طاقتیں گدردی ہیں جن کے ملکات میں اگر ہوتا تو وہ تعریف اور تہنید ہی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتیں۔ مگر آج تک کسی مخالف طاقت کو یہ جرات نہ ہوئی اور اگر کسی نے چاہا بھی تو محدود ہی اس کے حصہ میں آئی۔

(۳) قرآن مجید میں ایسی قوام کی قسموں کا ہمیشہ کے لئے ایسا فیصلہ نہایا گیا ہے کہ جس میں صدیاں گزرنے کے باوجود کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اور دنیا کی کوئی تہذیبی طاقت بھی

آج تک اس کو بدل نہ سکی۔

۴) قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ ہر یاد کرنے والے کیلئے آسان اور سہل بنا دیا گیا ہے اس کے ثبوت میں ہر جگہ اور ہر مقام پر بچے سے لے کر بوڑھے تک ہزاروں حفاظ موجود ہیں، قرآن شریف کے علاوہ دنیا میں کسی کتاب کو یہ شرف اور خصوصیت حاصل نہیں کہ زبان دانی اور مطلب و مفہوم سے نا آشنا ہونے کے باوجود مکمل اور ریزہ ریزہ حرف اور لفظ کی فرق کے بغیر انسانی سیوں میں محفوظ ہو اور جو شخص ماوری زبان تک گننا، پڑھنا نہ جانتا ہو وہ پڑھ کر نہ ذل نا آخر فرمنا ہے۔

ظاہر ہے کہ انسانی کلام میں یہ خصوصیت اور اختیار کبھی نہیں پیدا ہوتا۔
دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور ان کی صدا جہ کتابیں ہیں مگر نام کے لئے بھی ان کو زبانی یاد کرنے والے تو کہاں دیکھ کر رہنے والے بھی لئے مشکل ہیں
ناظرین غور فرمائیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس میں انسانی طاقات کام کر رہی تھیں اور کو نہیں۔
ان حقائق کی موجودگی میں ہر شخص جان سکتا ہے کہ قرآن نے آئندہ دو قعات کے متعلق جو پیش گوئیاں کیں وہ سب کی سب درست اور حتمی ثابت ہوئیں۔

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٰیْمَنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مَا جَاءَنَا مِنَ النَّبِیِّ اَنْزَلَ عَلَیْهِ الْكِتَابَ

آسمانی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے خود واضح معانیوں کو لوگوں کو اس کا یقین والینان دلائے کہ وہ کتاب آسمانی اور منزل من اللہ ہے اور دلائل و برہین اثبات کے کلاس میں انسانی دماغ کا مطلق دخل نہیں اور یہ کہ وہ صرف اللہ کا کلام اور وحی الہی ہے فرق پاک چونکہ آسمانی کتابوں میں سب سے آخری اور سب سے زیادہ مکمل اور صالح کتاب ہے اور اس کی دعوت کثرت بعد کی طرح کسی خاص قوم و ملک کے لئے نہیں بلکہ تمام ہی امت انسان اس کا مخاطب ہوا ہے قرآن پاک نے بنیائت زور و قوت کے ساتھ اپنے منزل اس اللہ مہمنے کو بیان کیا ہے اس لئے یہ خاصا شخص اور اوصاف کو صاف اور واضح طور پر انکار کیا ہے جن کی بنا پر ہر شخص دھماں اور اطمینان کی روشنی میں کر سکتا ہے کہ قرآن پاک کلام اللہ اور وحی الہی ہے اس میں انسانی دس و فکر کو کوئی دخل نہیں قرآن مجید میں اس مسئلہ کی آیات کو پڑھے ان میں مکرر تہ تبرک سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے ان جملہ چیزوں کو بے رحمت بیان کیا ہے اور اپنے منزل اس اللہ ہونے کے تمام اوصاف و خصوصیات کو نہایت قوت اور زور کے ساتھ بیان کیا ہے تاکہ لوگوں کو قرآن مجید کے وحی الہی ہونے میں کسی قسم کا شک اور تردد نہ رہے۔

میں کہہ دوں اسلام کی اساس اور بنیاد ہے اس لئے ضرورت تھی کہ اس پر سب سے زیادہ زور دیا جائے چنانچہ قرآن مجید کے اشارۃً انھیں یہ دلائل انھیں سے نہیں بلکہ ظواہر البصوح سے حسب ذیل طور و آئینا اور بیان ہیں :

۱) قرآن پاک اللہ کا کلام اور وحی الہی ہے ۔

۱۲۔ حضرت جبرئیل کی وساطت میں پیغمبر اسلام علیہ السلام پر قرآن کا نزول ہوا
 ۱۳۔ قرآن پاک مجربہ اور انسانی ذہن و فکر اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی مثل لانے
 سے قاصر و عاجز ہے۔

قرآن پاک کے شواہد خاصہ اور اوصاف میں جن کی بنا پر اس کا کلام الہی ہونا ثابت
 ہے لیکن ان تمام خاصہ کے لئے ایک جانب لفظ مجربہ یعنی قرآن عزیز جو اپنی خصوصیات اور
 اعلیٰ اوصاف کے اسرار اور مقام پر ہے کہ انسانی قوت فکر اور قلب و ذہن کی اہتلاسی اور
 انفرادی بر قوت اس کے مقابلہ اور معارضہ سے قطعاً عاجز اور دوا نہ ہے۔
 محمدی رسولوں کے دود میں سے کہ یہ کتاب منزل من اللہ ہے قرآن میں ان کو محمدی کی
 محبت ہے۔

وَأَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
 فَاتَّبِعُوا أَوْصَايَ وَلَا تَوَلَّوْا سُلُوكَ
 الَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ لَا يُصْلِحُونَ

اگر تم کو شک ہو اس کلام میں جو نازل کی میں نے اپنے
 بندے پر حق اور ایک سیدھا اس میں اور بلاؤں
 کو جو تمہارے درگاہوں میں سے اگر تم پیچے ہو۔

پھر نہایت نہید اور سخت انداز میں فرمایا جاتا ہے،

فَذَرْهُمْ أَفْعَالَهُمْ وَأَوْفَرُوا
 أَسْمَاءَ رُسُلِهِمْ وَكُذِّبُوا السَّامِرَ وَالْجَحْدَارَ
 أَوَدَّتْ إِلَيْكَ فَمِنْ

پھر اگر تم ایسا کرو گے اور اگر تم کو شک ہو پھر
 تم اپنے آپ کی اس گمراہی کا یہ میں آدمی اور
 پھر خود گمراہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ایک مقام پر اس طرح فرماتا ہے،

ثُمَّ لَئِنْ أَجْمَعْتَ إِلَّا نَسْرَ وَالْمُوتِ
 عَلَى أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَتُكَ هَذِهِ الْقَارِئَةُ
 بِمُوشَلِّهِ وَتُؤْكَلُ بَعْضُ فَرْسِئِهِ

تو کہہ دے کہ اگر تمام انسان اور نباتات جمع
 ہو کر اس قرآن کی مثل بنانا چاہیں تب بھی وہ
 صلیب اس قرآن کی مثل نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ
 لیکر دوسرے کے درگاہوں میں۔

ان آیات میں قرآنی احجاز کو پیش کر کے سخت ترین تحدی کی گئی ہے اور منکرین کے غرضے ثابت کیا گئے ہیں کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

جس طرح موت و حیات، سورج کا طلوع و غروب اور برسم کی کائنات کی تخلیق سے انسان عاجز ہے کیونکہ یہ تمام چیزیں ایک ایسی زبردست قوتِ قاہرہ سے وابستہ ہیں کہ وہ اس کے باہر طرح ضعیف اور کمزور انسان سے ان کی تخلیق قطعاً ناممکن اور محال ہے، اسی طرح اس کے کلام کی مثل بنانا، سامان کی قوت اور طاقت کو قطعاً باہر ہے۔

اس سوال پر رہ جاتا ہے کہ قرآن پاک کے وہ وجوہ اظہار اور اسباب کیا ہیں جن کی بنا پر اس کی مثل بنانا ان کی قوت و طاقت سے باہر ہوا۔ علماء و مفسرین نے قرآن پاک کے وجوہ اظہار پر کئی گفتگو کی ہے اور نہایت تفصیل سے اپنے اپنے مذاق کے مطابق ان وجوہ کو بیان کیا ہے جنہوں نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء و علماء اور شعراء و خطباء کو اس کی مثل لانے سے عاجز اور درماندہ کر دیا تھا۔

ابن کثیر سیوطی اور شاہ ولی اللہ وغیرہم اکابر حضرات نے اس پر نہایت مفصل اور مدلل بحث کی ہے۔ قرآن حکیم چونکہ خود ہی اپنے معجزوں کا مدعی ہے اس نے معزوری ہے کہ اس نے خود بھی وجوہ اظہار اور اس کے دلائل پر کال برداشتی ڈال دی ہوگی۔

قرآن پاک میں خود دیکھ کر لےئے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ پانچ چیزوں کی وضاحت کی ہے:

(الف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت

(ب) فصاحت و بلاغت

(ج) قرآن پاک کی غیر معمولی تاثیر

(د) قرآن احکام و قوانین

(۱) گذشتہ اقوام کے واقعات اور دستدر و چٹائیوں کے حوادث کے بارے میں جیسے جیسے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُکیریت

وَمَا كُنْتُمْ تَنَالُوا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ كِتَابٍ
وَلَا تَذْكُرْتُمْ بِهِ بَعْدَ رِسَالَتِهِمْ إِذَا الْأَنْدَادُ
الْمُتَّبِلُونَ ۝

اور آپ تو اس دوران میں سے قبل نہ کوئی کتاب
ہاتھ نہ لے سکتے تھے اور نہ اسے (میں کوئی کتاب) کہہ
سکتے تھے ورنہ یہ بھی اس لوگ شہدائے لگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قواعد جو نے پر یہ ایک مزن شہادت ہے۔

أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ الْأَمَنَةُ
أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ الْأَمَنَةُ
الشُّرُوءُ وَالْإِخْبَانُ ۝

جو اس قدر رسولِ نبی کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ
اپنے اہل کھانا پاتے ہیں تو ریت اور نہیں

— ب —

كَانُوا مِنْكُمْ نَبِيٌّ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ الْأَمَنَةُ
أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ الْأَمَنَةُ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

ایمان لاؤ اور امداد اس کے ای رسول و نبی پر جو
خدا یا ان رکھتا ہے اللہ اور اس کے کالوس پر اور
اس کی پیروی کرتے رہو تاکہ راہ پاؤ۔

عرب میں اتنی جیسے آدمی کو کہتے ہیں جو اپنی پیدائش حالت پر جو کچھ پڑھنے اور علم و فہم
سے پہلے کسی کے سامنے شاعر کی حیثیت سے پیش نہ ہوا جو صاحبِ عرب کے ہاتھ سے بھی
انہی کہانے کیونکہ وہ تعلیم و تربیت سے آشنا نہیں ہوئے تھے یہ پہلے اسلام کو اللہ ہی فرمایا
کیونکہ ساری تعلیم و تربیت کا ان پر سامنے تھا یہ پڑا تھا جو کچھ تھا سرچشمہ وحی کا فیضان تھا۔
چونکہ نبوت کی شہادت میں پیغمبر موجود کے اس وصف کی طرف اشارہ تھا اس کو
قرآن پاک میں خصوصیت کے ساتھ اس وصف کا ذکر کیا گیا ہے۔ آیاتِ سابق میں قرآن کے
منزل من اللہ جو سبکی دلیل یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ ایسے ہی پر نازل ہو جو نہ کوئی کتاب
پڑھ سکتا تھا اور نہ کھن جانتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہی ہوا یہ ایک ایسی حقیقت ثابت

ہے کہ کفر کر میں باوجود مخالفت امتراہمتاں ہندی اور قسّم کی ایذا رسانی کے یہ جرات
کسی کو نہ ہوئی کہ آپ کے الی ہونے کا انکار کرتے۔ حکماء و علما کے سالانہ اجتماعات میں کبھی آپ
نے کوئی خطبہ کوئی تقریر کوئی قصیدہ نہیں پڑھا اور پورے چالیس برس الی میں گزر گئے
حالانکہ شباب کا زمانہ تھا۔

اگر قرآنی فصاحت و بلاغت کا لکھ آپ کا ایک ذوق و وصف ہوتا تو چالیس سال
کی عمر سے پہلے ایک مرتبہ تو اس کا اظہار ہوتا

یہ ہے قرآن کا اسرار کہ عرب کا ایک گوشہ نشین الی کو لوگ اسے صادق و امین و
مستباز کہ پیشین سے جانتے ہیں لیکن حکمت آپ ضمیمہ و طبع کی حیثیت سے دے کوئی شہرت حاصل
نہیں پھر قرآن پاک سبب آپ کی زبان مبارک سے پیش کیا گیا تو اس نے فصاحت و دہانت
ایسے بے گوہر بے گراں ایسے کائنات نگار دیا کہ بڑے بڑے فصحاء و جمہالی زبانیں بار بار کے پیچھے
کے باوجود اس کے کسی ایک منظر قریب جزد کا جواب لانے سے بھی گنگ ہو گئیں و اس الی کی
دبان کا ایک ایک لفظ شدید ترین غلتوں میں بھی حقانیت و صداقت کا آفتاب جہان تاب
بن کر چمک رہا ہے قرآن کا جو زاویہ ہے نبوت اس امر کا کہ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے آپ نے صرف بندوں تک پہنچانے کی مہمت کا فرض ادا کیا ہے۔

قرآن کی فصاحت و بلاغت

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک بہت بڑی دلیل اس کا انتہائی ضمیمہ و طبع ہونا ہے۔

قرآن عزیز نے اسی فصاحت و بلاغت کو اس طرح ظاہر کیا

قُرْآنًا عَرَبِيًّا مُبِينًا ذِي بَيِّنَاتٍ ۖ قُرْآنٌ عَرَبِيٌّ رَّسَانٌ کَاسِیٰ کَیْ نَہِیْ .

قرآن ہے بہایت صاف

کھلی عربی زبان میں

دُفْرًا مُبِیْنًا ۚ ۝

پیشانی عکس کی پیشین ۝

فصاحت و بلاغت کے لئے اگرچہ قواعد و قوانین وضع کئے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کے صحیح ادراک اور اس کے مراتب کی معرفت اہل زبان، صاحب ذوق و ذہن اور طبیب متعین ہی کر سکتے ہیں۔

قرآن پاک کے نزول کے زمانہ میں عرب کا بچہ بچہ شعر و شاعری کا ذوق خدا داد رکھتا تھا آتش بیاں خطباء قہیدہ قہیدہ میں موجود تھے جو کسی شے سے بڑے شاعر و خطیب کے کلام کو خاطر و نظر میں نہیں لے لے تھے فصاحت و بلاغت کا جوہر و گولہ کے حیر میں پڑا ہوا تھا اور وہ اس کیلئے سب سے بڑا سرمایہ آتش و افتخار تھا اب دور کہ فصاحت و بلاغت اور شعر و خطابت کی اس گرم بازار کی جگہ میں کوئی خاک چلک سے ایک بنی انی کا طور ہونا ہے اور وہ چالیس سالہ خاموش زندگیاں بسر کرنے کے بعد یکا یک ایک نئے پیغام کی دعوت نے کراہت ہے اور اس دعوت کی تہائی کج ثبوت میں قرآن پاک کو پیش کرتا ہے۔ اس کلام کو شہید کر کے وہ حجب نامور شاعروں، آتش بیاں خطیبوں اور میدان فصاحت و بلاغت کے شہسوروں کو یک مرتبہ ملیں جگہ بار بار غری اور کھن سے نہیں جگہ نہایت صحت زجر و توجہ کے انداز میں پھر یکے بعد دیگرے نہیں ملکر سب کو ایک ساتھ چلیں دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ اس کے دعویٰ کی تکذیب میں پچھیں تو سارے قرآن کا نہیں بلکہ اس کے معجز ترین جرد کا مثل اور دکھا دیں۔

پھر یہ حقیقت نہیں کہ سنی مافی کی فصاحت و خصوصیت میں مخالفین نے کیا کیا نہیں کیا اور کیا کہہ سکتا لیکن کیا عرب کے یہ ہمدرد شعراء و خطباء سب لکھ کر قرآن کی تہدی کے جواب میں اس کی کسی ایک سورت کا مثل لکھ سکے یا ہرگز نہیں۔

سب کی بیاں گنگ قہیں اور قہ فصاحت و بلاغت مخلوج

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن اپنی غیر معمولی فصاحت و بلاغت کے باعث تمام عرب کے لوگوں کو سحر کر چکا تھا یہی کہ زبان پر قرآن کی آیتیں تھیں جس میں وہ بلا تکلف بولیں چاہاں تقریر و خطابت میں استعمال کر کے اپنے کلام کو مزین کیا کرتے تھے۔ اندر بحال، بلاشبہ

بیان اور طرز کلام و گفتگو قرآن کے نظم کلام سے متاثر تھے اور نزول قرآن کے بعد نظم و منشا
تقریر و تقریر قرآن اسوۃ کا متبع ملے ملتوں کا سرمایہ اختیار کیا تھا۔

قرآن پاک کی غیر معمولی تاثیر

کفار نے انصاف پر غناؤ کی وجہ سے قرآن اور اس کے احوال کا انکار کیا اور نہ جو لوگ اس
نعمت سے بہرہ مند تھے ان کے صد اوقات آپ کو ایسے نہیں ملے کہ قرآن کو ایک مرتبہ سن کر ہی
اس کے کلام اپنی ہونے کے معترف ہوئے۔

تمہیداً چند واقعات لکھے جاتے ہیں:

عقرب بن رمیہ قریش میں صاحب اثر و دسترخ شمس تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر
تنبوہ بن الوزع النجدیہ کی صورت کا کچھ حصہ سن کر جب اپنی قوم میں گیا تو یہی نہایت اثر تھا اور
یا ثمالہ کے چہرہ بشرہ سے ظاہر تھا اس نے اپنی قوم سے کہا خدا کی قسم میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے
کہ اس جیسا کہ تمک نہائی نہیں تھا خدا کی قسم یہ کلام ہرگز ہرگز شعر ہے زیادہ اور نہ کسی کا سن
یا نبی کا قول ہے نے قریش تم میری بات مان لو۔ (شرح نہ خالی فی الوہاب جلد ۱، صفحہ ۱۹۹)
انہیں جو قبیلہ فہر کے نامہ شر میں سب سے بڑے شاعر تھے ان کے بڑے بھائی ابو ذر عذاری
الہی کو کہ میں پیغمبر اسلام کے حالات معلوم کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا
چند آیات سن کر واپس گئے تو بے بھائی ابو ذر عذاری سے کہا کہ لوگ ان کو شاعر اور شاعر کا نہیں کہتے
ہیں لیکن میں نے ان کا کلام سنا ہے اور میں شعر کے اسباب و طرق سے بخوبی واقف ہوں میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو ان سب پر مطلق کر کے دیکھا واللہ وہ ان میں سے الگ
اور ایک عجیب اپنی خصوصیت کا مسفر کلام ہے۔ (بخاری ص ۱۱۱، جلد ۱، صفحہ ۱۹۹) در قریش کے
لوگ جھوٹے ہیں۔ (صحیح مسلم اسلام ابو ذر عذاری)

وہی ہی معبرہ قریش و تہذیب اور فصاحت کا امام تھا جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوایت، اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کو سننا تو اس قدر متاثر ہوا کہ دوبارہ سننے کی درخواست کی اور دوسری مرتبہ سن کر کہا خدا کی قسم اس کلام میں اودھی شیرینی ہے کئی قسم کی مازگی بھی ہے اس نخل کا اعلیٰ حصہ تر آ رہا ہے اور اس کا زیریں حصہ مضبوط بنا ہے۔ کوئی بشر اس جیسا کلام نہیں کہہ سکتا۔
(زندگانی جلیقہ جیل)

شہرہ پیش کے دربار میں جب حضرت جعفرؓ نے مسودہ مریم کی تلاوت کی تو وہ اس درخت پر ہوا کہ بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر بواحد کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پر تو ہیں۔ (مسند رک ماکم جلد دوم ص ۱۸)

طاہرہ ازب صحابہ کے واقعات دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قرآن پاک کس قدر مؤثر تھا۔ خود حضرت عمرؓ نے حضورؐ کو زور و کوب کر کے دھوکے سے پور کر دیا لیکن جب اپنی بہن فاطمہؓ سے سببِ طلاق مائی اکتھوت نکال کر انہیں الگ کر دیا تو حال دیگر گویا ایک ایک لفظ بدل پر تیر و سان کا کام کرتا تھا یہاں تک کہ جب حضرت فاطمہؓ بنت خطابؓ و آمنہؓ و ابی طالبؓ کے درمیان پر پہنچیں تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت عثمان بن عفونؓ مسودہ نخل کی آیت اِنَّا اللّٰہُ یَا اَعْرَبَ الْعَدَلِ وَالْاِحْسَانِ کو سن کر متاثر ہوئے اور مسلمان ہو گئے جبکہ گھر سے شیعہ رسالت کو بچانے کا حزم نہ کر چکے تھے اور اب اس شیعہ کے پرہیز بن کر رہے۔

حضرت جلیل بن عمروؓ نے حضرت ابو جریجہؓ و حضرت ابو سلمہؓ حضرت رقیہ بن ابی ارقمؓ اس کتاب کی تقابلی کشش سے کہنے پر اسلام لائے تھے اسی قسم کے اور بھی ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں واقعات کتب ایہ ادواب اور احادیث صحابہؓ سے پیش کئے جاسکتے ہیں ان واقعات سے قرآن پاک کا حیرت انگیز اثر و زور و شن کی طرف حیاں جو جانا ہے کیا روئے زمین پر پختہ شیر کے نالہ سے کوئی کتاب ایسی ہے! اس کا جواب بخوشی!

قرآن پاک کے احکام و قوانین

قرآن پاک میں جو احکام و قوانین بیان کئے گئے ہیں وہ اس قدر مجموعہ جامع اور مکمل ہیں کہ ہر شے پر تہذیب و تمدن، نکاح و طلاق، یتیم و یتیم، میراث اور عام معاملات و اخلاق کے احکام و قوانین کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس خانہ میں جبکہ علوم و فنون کی بڑی گرم بازاری اور ہنسی و مسرت کی حیرت انگیز ترقی و بلند کی کا دور دورہ ہے تمام تمدن اور ترقی یافتہ قوموں کے دستکار وہ اصول و قواعد قرآنی قواعد و قوانین کے متجاہد ہیں ان کا اور ان کا قصہ ہی بہت بڑا ہو گا یہی وجہ ہے کہ عجب دوسری قوموں کو بھی اپنی سوشل اصلاح کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے اپنی قدیم مروجہ امور یا اہل مدعی روایت کو ترک کر کے اسلام کے احکام و قوانین کے واسطے پناہ لی ہے۔

مثلاً کے طور پر یورپ نے ایک زمانہ تک عوامی قانون طلاق کا مذاق اڑایا تھا اور ازدواج پر طعنہ زنی کا مسانوں کے جہاد کو وحشت و ہر جہت کہا مگر آخر کار اس کو خود طلاق کا قانون وضع کرنا پڑا لیکن اس میں یہ بات تصرف کیا کہ حق طلاق مرد کی طرح انہوں نے عورت کو بھی دیا اس کا نتیجہ جو بھی برآمد ہوا وہ باخبر نسواں سے ملنے نہیں کہ غلط فہمی زد و رنج اور جلدی شرم و خوار کو یہ حق دینے کے وجہ سے کثرت طلاق سے ملے لوگوں کو کس طرح معاشرتی زندگی میں بدعت مدالی تابہوری اور بہتری کا معاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں میں فقہ بیوگاہ ہیں تمام عورتیں اعتبار سے اس کو بڑا پاپ اور گناہ کہتے تھے کیونکہ ہندو دھرم میں ازدواجی تعلق ناقابل شکست ہے موت ہی اس الٹ و رشتہ کو نہیں توڑ سکتی لہذا فقہ ثانی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوا لیکن جب اس کی وجہ سے ان کی سوسائٹی میں خفاقی مصائب پیدا ہونے لگے اور ان کو اپنی اصلاح کا جہاں واس گیر ہوا تو ان کی مسئلہ اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے استفادہ پر مجبور ہونا پڑا یہی حال میراث کا ہے جہاں کو پنے، بچے ترک کر کے کوئی حصہ نہیں دتا تھا اب جب ہندوستان میں سماجی اصلاح

کی کوشش ہو رہی ہے وہاں بر ملا کہا جا رہا ہے کہ جی کو بھی حضرت ملنا چاہیے اور آج یہ حق ہست در
 خوالین حاصل کر چکی ہیں تعدد دائرہ وایع کی اجازت کو یورپ سے تجسین دیکھتا ہے اور کہنے لگا ہے
 کہ در حقیقت اسلام میں اس اجازت سے ہیبت سے اطلاق تو نداشت و مفاد کا السداد جو تاجہ اور
 یاس کا بہترین ذریعہ ہے یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہی چاہیے کہ دوسری شری کر نیکا شریعت
 اس میں حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ اجازت دی گئی ہے اس اعتبار سے نظر انداز کرنے سے ہی مسخر معین
 جرات اعتراض کر سکتے ہیں جہاں کی کوتاہی کا ثبوت ہے۔

جس جہاں کو یورپ وحشت و درندگی کہتا ہے آج دیکھئے وہاں کیا ہو رہا ہے اور وہاں
 دین کے کس طرح اس حقیقت کا اعتراف کر رہا ہے کہ جب تک وہاں شر و فتنہ و آشوب و نفس
 اور فرائض ناسودہ کی آجگاہ ہے حق کی حفاظت کے لئے طاقت سے کام لینا پڑے گا اور عطا یورپ
 کی ہندوب انوائمنے اپنے مقاصد کے لئے کب طاقت کے استعمال کر گزریا ہے لکھنؤ زیادہ تر غیر دین کو
 ہی نشانہ بنایا ہے، غور کر دیکھو یہ قزاق کالامی نہیں ہے کہ اس نے دنیا کے سامنے جو قوانین پیش کئے
 ہیں وہ اس اندر نہ نفع میں کس دور ترقی میں بھی اگر کسی قوم کو اپنی اصلاح کا خیال و امیگر
 ہوتا ہے تو قرآن ہی کے قوانین اختیار کرنا پڑتے ہیں اور اپنی مذہبی روایات کو کسی پشت ڈال دین
 پڑتا ہے مسلمانوں نے اگر اپنی ترقی کیلئے دوسروں کے دس میں سپاہی اور نئے احکام و قوانین کو
 ٹوک کیا تو قدرت میں گر پڑے اس سے قانون قرآن کی دست و حوث نہ کا پتہ چلتا ہے کہ کتنا
 اُنوکشت آیت اللہ

گزشتہ اقوام کے حالات

قرآن حکیم کے احادیث میں دلیل اور روشن بران یہ ہے کہ اس نے گزشتہ اقوام و مل
 کے ان صحیح حالات و واقعات کو بیان کیا ہے جن کے علم و ادراک کا کوئی ذریعہ غیر علوم علیہ السلام
 کے پاس موجود نہ تھا ظاہر ہے کہ گزشتہ زمانہ کے واقعات کا علم آپ کو نہیں ہی درجوں سے ہو سکتا تھا

ان تینوں ذریعہ کی آپ کے حق میں نفی کی گئی ہے۔

اولاً۔ یہ کہ جلد و قعات آپ کے سامنے پیش آئیں اس کا نفی قرآن پاک نے اس طرح کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقع میں اشارہ ہے :

فَمَا كُنْتُمْ بِحَاجِبٍ لِّعَلِيٍّ فِى الْكُتُبِ
يٰٓمُوسٰى اِنَّا جَعَلْنَا فِى الْكُتُبِ مَوْعِظٰتٍ لِّلنَّاسِ هٰدِيٰتٍ وَبَيِّنٰتٍ لِّمَا قُودُوا
فَتَطٰوَنَ عَلٰىهَا لَعَنُوْا مَا كُنْتُمْ
تَادِيُوْنَ اٰهٰلِىٓ قَدۡ يَرۡسَبُوْا عَلَيْهٖمْ
اٰتٰىنَا وَاٰتٰىنَا مَافَرۡسَبۡتَہٗمْ
وَبَحَابِىطِ الطُّوۡى وَآدَمَاۤ اٰتٰىنَا وَاٰتٰىنَا
رَحۡمٰتُكَ مِنْ رَّبِّكَ لَیۡسَ بِہٖمْ قُوۡمًا
مَاۤ اٰتٰہُمۡ مِنْ مَّوَدِّۡنَہٗمْ فَمَسٰہُ
لَعَنَہُمۡ رَّبُّہُمۡ فَمَآ تَدۡرِیۡ

اور آپ میرا ایک معرّفی جانب موجود نہ تھے جب میں نے
موسىٰ کو احکام دیتے تھے اور نہ آپ ان لوگوں میں
سے تھے جو (اس وقت) موجود تھے لیکن ہم نے بہت سی
لکھیں پیدا کی ہیں ان پر مائدہ وادار گھر گھر در آپ
ان میں یہ قیام پذیر تھے کہ ہماری آیتیں ان کو چڑھ
کر نہ رہے ہوں لیکن ہم آپ کو رسول بنا چکے تھے اور نہ
آپ کو کہ یہ سب میں اس وقت موجود نہ تھے جب میں نے موسیٰ کو
تواذ دی تھی لیکن آپ اپنے پروردگار کی رحمت سے ہی
بنائے گئے تاکہ آپ یہ لوگوں کو دلائل پر لے کر آپ کے پاس پہنچے
کوئی دوسرا جس پر ناکوہ و گنہ گار نہ ہو ماسل کریں۔

انہم۔ ان جلد و قعات کو کسی کتاب میں پڑھنے ہی کا نفی اس طرح کی گئی ہے :

مَا كُنْتُمْ مِّنۡہٗۤ اِذَا مَا كُنْتُمْ لَا
یٰۤاٰہۡنَ ۝

آپ کو نہ یہ جہز کی کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ
ہر ایک کیا چیز ہے۔

الثانی۔ پیغمبر سلام علیہ السلام ان واقعات کو کسی سے قرآن پاک نے اس کی نفی کی ہے :

یٰۤاٰہۡنَ مِّنۡ مَّوَدِّۡنَہٗۤ اَللّٰہُ یُؤۡتِیۡہِ مَا یَۡشَآءُ
مَا کُنْتُمْ تَعۡلَمُہَا اَمۡنٌ وَّلَا فَوۡحٌ
مِّنۡ قَبِیۡلِہٖۤ اٰ

یہ عیب کی خبریں میرا ہم ان کی آپ کی طرف وحی کرتے
ہیں اس سے پہلے ان کو نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ
کی قوم۔

قرآن حکیم کی اس تصریح کے مطابق قریش کے اہل کتابت مومن کے باعث اعدائے اقوام

مل کے واقعات سے قطعاً، آتش تھے آپ ہی تھے اور صرف دو مرتبہ آپ نے ملک شام کا سفر کیا ہے ایک مرتبہ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ جبہ طفولیت میں اور دوسری مرتبہ جبہ شباب میں اور وہ بھی چند روز کے واسطے باقی کرکسار و مصر اسی قوم قریش ہی میں بسر ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ قریش جس طرح آپ کی نیت کے منکر نہ تھے اسی طرح ان واقعات کے حصول قریش میں سے کسی کو بھی یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ یہ واقعات آپ ملاں شخص سے سن کر بیان کرتے ہیں۔ اب قرآن پاک کے ارشاد موسیٰ الہی سے خود بخود واضح ہوتا ہے کہ اس میں واقعات کے بیان کا سرچشمہ خود وحی باری کے اور کچھ نہیں ہے پس قرآن مجید کے سبب اس نہ اسباب میں سے ایک مطلوب یہ بھی ہے کہ کس نے گذشتہ قوسوں کے واقعات ان کے نیک و ہر حال کے ثمرات و نتائج کو یاد دلایا اور لاکر آج والے انسانوں کو عبرت و نصیحت کا سامان بنایا ہے یہاں پر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہی چاہئے کہ قرآن حکیم کا اصل مقصد نفوس بنی آدم اور جنی نوع انسان کے حقائق و احوال و اسواق کی اصلاح کرنا ہے۔

اس کا مقصد تا یہ بیان کرنا نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ واقعات کے بیان کرنے میں تاریخی اسلوب بیان کے درپے نہیں ہوتا اور نہ وہ ایک مورخ کی حیثیت سے کسی واقعہ کے جلاہر ار کو بیان کرتا ہے بلکہ وہ ان ہی معنی بزرگ کو معرض بیان میں لیتا ہے جو عبرت و نصیحت کیلئے ضروری ہیں اور واقعات و قصص بھی ان ہی انبیاء و اقوام کے بیان کرتا ہے جن کے اسرار و کمال احوال حالات سے اس وقت اکثر لوگ واقف تھے اور جن کے بارے میں بہت سے غلط واقعات مشہور اور کثرت کے موضوع تھے غیر معروف قواعد ان سے قرآن پاک تعرض نہیں کرتا کیونکہ اس سے بچائے اعتبار و تذکرہ کے طبیعت نفس واقعہ میں الجھ کر رہ جاتی ہے اور نہ قرآن کے مقصد کے بالکل خلاف ہے نیز واقعات کے بیان کرنے سے پہلے عرض چو کہ غواہیدہ قورنہ ٹکریہ کو بیدار کرنا اور عقائد و احاط کی اصلاح کرنا ہے اور اس غرض کے پورے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مختلف اسلوب پرپورے سے طبعی بحالات کو حقائق کی طرف بار بار توجہ کی جائے اس لئے قرآن پاک

حسب موقع و محل ان واقعات و قصص کو تکرار کے ساتھ بیان کرتا ہے مگر اور واقعات اسی سے ہے کہ مقصد واقعات کی تفصیل و تشریح ہیں بلکہ افادی پہلو یعنی عبرت پذیری کا سامان پیدا کیا جائے۔

آئندہ آیتوں کے واقعات کی پیشینگوئیاں

قرآن حکیم نے جس طرح گزشتہ اقوام و مل کے مجموعہ حالات اور واقعات بیان کئے ہیں اسی طرح آئندہ آیتوں سے واقعات اور حوادث کی پیشینگوئیاں بھی کی گئی ہیں اور وہ قرآن میں ایک دو نہیں بلکہ محض تین ہیں جو صرف بکثرت پوری ہوئی۔

دیا میں کسی امر کو ثابت کرنے کے لئے واقعات اور حکایت سے بڑھ کر کوئی اور قوی ہتھیار نہیں ہو سکتا ایک شخص جو طیب امر ہونے کا دعویٰ ہے وہ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں ان مہمات و اطلاع اور اپنے امر میں کمال سے ایسے جو بچانے والے مہمات کو پیش کرتا ہے جس کی اس کے اطلاع سے صحت اور شعاع حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ کھڑے بنائے ہوئے اثبات کن اور شہادت کو پیش کرتا ہے۔ ایک خوش نامی اپنے کچے بونے کتبہ کو سامنے لانا ہے ایک شاعر اپنے قیاس کو اظہار کی کمال کے ثبوت میں پیش کرتا ہے اسی طرح قرآن حکیم کے معجز ہونے کے ثبوت میں قرآن حکیم کہ وہ پیشینگوئیاں ہیں جو آئندہ آیتوں سے امتحان کے مستحق کی گئی ہیں اور چودہ صدیوں کا طویل زمانہ شہادت دے رہا ہے کہ رسول قرآن پاک کے بعد سے آج تک وہ پیشینگوئیاں بھی صحیح صاف کی روشنی کی طرح دیدہ و بینہ کے نور کی افزائش رہی ہیں۔ قرآن پاک میں جو پیشینگوئیاں کی گئی ہیں ان میں چند باتیں خاص طور پر ملحوظ رہیں۔

اولاً جو پیشینگوئی نہایت جرم و تقصیر کے ساتھ کی گئی ہے ان میں کائناتوں و کونینوں کی پیشینگوئیوں کی طرح کا بہام نہیں ہے۔

ثانیاً۔ پیشینگوئیاں انسانی نقطہ نگاہ سے ایسے ناسازگار حالات و کوائف میں کی گئی

میں کائنات و مخلوقات کے اعتبار سے ان کے پورا ہونے کا ضعف سا بھی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔
 ٹائٹل شینگوئیاں حرف بحرف صحیح ثابت ہوئیں اور بہت سے لوگ قرآن پاک کے اس
 اعجاز کو دیکھ کر حلقہ گوش اسلام ہوتے رہے ہیں۔

عہد مستقبل کا قطعی حکم کسی انسان کو نہیں

وَمَا تَذَكَّرُ مِنْ نَفْسٍ مَا دَأَىٰ تَكْوِينُهَا
 کس شخص کو یہ بھی پستہ نہیں کہ انورے کل کو
 خدا ۵۱ وہ کیا کرے گا۔

عرب کا اگر صرف رب العالمین ہے رب العالمین ہی اپنے برگزیدہ انبیاء و رسل پر غیب کا
 اس قدر حصہ عطا فرماتا ہے جس کی ان کو ضرورت ہوتی یا جس کی ضرورت ان کی مصداقات و
 رسالت کے تقیین و لاع کے لئے ضروری کہی گئی۔

فَلَا يُظَاهِرُ غَيْبَهُ آخِذًا بِالْأَمْرِ
 وہ غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس رسول
 الٰہی کے لئے ضروری ہے وہ خوش ہو۔

جی کے حضرات کا انکار کرنے والے اور شکوک و اہام کے حاملین میں گرفتار تو بہت
 پائے جاتے ہیں مگر مستقبل کے واقعات کے اطلاق کی کسوٹی تاویل ایسے لوگ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ کسی
 واقعہ کی شہادت یک منہو اور یا قابل انکار شہادت تسلیم کی جاتی ہے۔ قرآن پاک میں جن پیش
 آہوائے واقعات کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں وہ سب حرف بحرف پوری ہوئیں اور تمام واقعات
 چور پذیر ہوئے اور یہ اس کے کام اٹھانے کی کھلی دلیل ہے۔

سند و مطابقت میں قرآن پیشگوئیوں کی تفصیل جی کی جارہا ہے جس سے حقیقت بخوبی
 واضح ہو جائے گی۔

اسلام متعلق پیشینگوئیوں

پیشینگوئی

دشمنانِ اسلام کے علی الرغمِ اسلام کی ہدایت و تحفا غالب ہوتی رہیگی

هَؤَالِذِیْ اَنْوَسَدَ رَسُوْلُکَ بِالْمَنَکَہِ
وَدُوْبِیْرِ الْخَیْثِ یَسْطَہْرُکَ عَلَی الَّذِیْنِ
اِنَّہُ کَیْ شَانِ یَہْ کَاسَ لَہِ اَیْنُ رَسُوْلِکَ
ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ
تمام دینوں پر غالب کرنے اگرچہ دشمن کیا ہی
ہو مانتے رہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو نذیب عالم پر اسلام کے غالب ہونے کی اطلاع
اور پیشینگوئی فرمائی ہے۔ اسلام کا غلبہ باقی دوسرے ادیان پر معقولیت و حجت
اور دلیل کے اعتبار سے مردانہ میں ہوتا رہا ہے۔ باقی حکومت اور سلطنت کے اعتبار
سے صحابہ کرام اعداء بعد کے زمانہ میں بھی ایسا ہو چکا ہے جبکہ مسلمان اسلام کے پوری طرح
پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں پر گامزن اور چھاؤنی سبیل اللہ میں ثابت قدم
رہے۔ یا آئندہ جب بھی ہوں گے ایسا ہی ہوگا اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل و دیان کو
مغلوب کر کے بالکل مٹا دیتا ہے تو کر دے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اور قریب

قیامت میں بائیسین ہونی والا ہے۔

دودۃ غردندی کے بموجب غلبہ اسلام کو جاننے کے لئے تاریخی واقعات پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے اس لئے یہاں پر ہم نہایت اختصار کے ساتھ کچھ جہتہ جہتہ حالات اور واقعات باظرین کے سامنے لا رہے ہیں۔

جنوبی عرب | بشت نبوی کے وقت عرب کی پولیکل حالت یہ تھی کہ اس کے جنوب میں اور صیائیت | سلطنت حبشہ کی حکومت تھی اور شمالی اقطاع پر روم کی سلطنت کا قبضہ تھا، یہ دونوں میانی سلطنتیں تھیں۔ صیائیت اگرچہ عرب میں مسلمانوں میں داخل ہو گئی تھی اور ہونفان صیائی بن گئے تھے مگر رفتہ رفتہ عرب، عراق، بحرین، صحراء فاران اور دومتہ لجنہ کی پر بھی یہی مذہب مکران ہو گیا تھا، پر دنیسریہ پر لکھا ہے کہ ۳۹۵ء سے ۶۱۰ء تک عرب میں اشاعت صیائیت پر بہت ہی زور لگایا گیا تھا لیکن اسلام نے چند ہی سال میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور یہ جہاں تک دین حقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

عرب یہودیہ | یہودی عرب میں اس وقت آتے جب یونانیوں در سر یونین نے ان کو اپنے مالک سے نکال دیا تھا ان کا مذہب حجاز اور نواحی خیبر و مدینہ منورہ میں پھیل گیا تھا اور اس نے اہم کام بھی حاصل کر لیا تھا۔ اسلام کے آتے ہی اس کا بھی چہرہ صد سارا افتادہ عرب کے بالکل مٹ گیا۔

مشرقی عرب مجوسیت | عرب کے مشرقی حصہ پر سلطنت فاران کا اثر تھا اور اس حصہ کا گورنر شاہ ایران کی منظوری اور انتخاب سے

مقرر ہوا کرتا تھا۔ مشرقی حصہ میں آتش پرستی کی رسوم اور طریقے خوب آہی طرح رواج پائے گئے تھے کتب کو تاریخ میں ان عربوں کے نام بھی لکھے ہیں جو مجوسیت کے اثر میں آکر اپنی بیلی اور اپنی بہن کو گھر میں ڈال لیا کرتے تھے۔ اسلام کی پاک تعلیم کے سامنے یہ مذہب بھی نہ ٹھہر سکا۔

عربِ مطہیٰ اور بت پرستی
جہازِ وسطِ عرب میں ابنِ النبی نامی ایک شخص ملک
شام سے بت لے آیا تھا اور اسلام سے تین صدی
پہلے تمام قبائل بت پرست بن گئے تھے۔

عرب اور مذاہب متعددہ | صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی اور مادہ پرستی
خود پرست اور خوش باتر وغیرہ کے نام سے اور
بہا چھوٹے بڑے مذہب و رواج پذیر تھے جن کے ماننے والوں کی تعداد سینکڑوں یا
ہزاروں تک پہنچی ہوئی تھی لیکن ظہورِ محمدی علیہ السلام کی حقیقت نے مناسب
لوگوں کو باطل کی پیروی سے آزاد کر دیا یہی حقیقت ظہورِ علیہ السلام کے لیے جس کا
ظہور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ قدس میں ہو گیا تھا۔

پیشینگوئی اسلام تکمیل اور اتمام کو پہنچے گا

وَاللّٰهُ مُبْتَدِئُ الْخَلْقِ وَكَوْنُهُ الْكَلَمُ ۚ وَاللّٰهُ تَعَالٰی نے اپنے یہ کو کس تک پہنچا کر
آیت میں نور سے دین اسلام مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے دین اور مذہب
اسلام کی جڑوں کو مضبوط جاکر رکھے گا اور وہ اس کو کمال تک پہنچائے گا اگرچہ کافروں
کو یہ امر کیسا ہی ناگوار ہو۔

وعدہ کی زمین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوئے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
سیرت پاک پر غور کرو اگرچہ
ان کے ائمہ سے ایسے معجزات اور آیاتِ مبارکات کا ظہور ہوا جو اپنا نظیر ہمیں نہیں ملے گا
مگر اللہ تعالیٰ نے غایت کیا بنی اسرائیل کو مسندِ رحیمہ کو اس کی خشک زمین سے راستہ
دیامن و سلوئی آثار، وہی میں خاک کے بجائے سے ان کی رہائی کی اور رات کو اسی بجائے کو

دیکھو کہ کون سا کلمہ ہی اس کی طرف سے

آگ کا ستون بنا کر کیمپ کو روشن کیا۔ یہ سب کچھ ہوا جو مقصد اصل جو ارض موجودہ میں
بنی اسرائیل کو پہنچا دینا تھا وہ ان کی حیات میں مکمل نہ ہوا۔

داؤد علیہ السلام خدا کا گھر نہ بنا سکے | حضرت داؤد علیہ السلام کی مستطیر پاک کو دیکھو
ان کو دوازدہ اسباہ پر حکومت سبھی ملی انہوں

نے مالوت کو بھی مالک و خون میں سلا یا سوئیل کو بھی نیپا دکھایا شہر یار بنایا، قلعے بنائے
لیکن خدا کا گھر بننے کا ان کو اجازت نہ ملی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی سرگرمی اور تعلیم کا نام لے جانا | حضرت مسیح علیہ السلام کی
سرگزشت کو پڑھو جیسے

و اشاعت کی غرض سے وہ شہر روز سفر میں رہے اپنے رسالہ ۲۴ سالہ تبلیہ میں انہوں نے دو
شب کسی ایک مقام پر چٹکل سے قیام فرمایا جو گا لیکن پھر بھی یوحنا باب میں ان کا اعلان یہی
تھا کہ وہ مکمل تعلیم نہ دے سکے اور رساری صداقت و سچائی نہ سکھانے کے مناسب حالات
کی موجودگی میں قرآن مجید کا اعلان نام یہ ہے کہ دین اسلام بالغ و تکمیل اور اتمام کے
درج پر پہنچے گا اور اسلام اپنے مقاصد میں یقیناً فائز المرام ہوگا۔

اس آیت کا نزول اس وقت ہوا تھا جب کہ مہاجرین و انصار کو اپنی ایک نئی
دولت تک لانے کو نہ ملتی تھی اور غازی دشمنوں کے حملے سے بے خوف و خطر ہو کر ادا کیے جاتی تھی
رفتہ رفتہ اس جہش گیتی کے پورا ہونے کا وقت آگیا اور اس مبارک دن کا سورج
نکلنا جس روز اللہ کے نبی مسلم نے عرفات کے میدان میں وہاں کی سب سے بڑی پہاڑی کو چڑھ کر
پرچہ بڑے سب سے بڑے مرکب ناقہ قصویٰ پر سوار ہو کر تعین ادا کی دنیا کی آسمانی بستی کے
سر پہ پاؤں رکھ کر عالم و عالمیاں کو اس فرخ کوید سے زندہ جاوید فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
لَا تُدْرِيكُمْ وَاَنْتَ تَعْلَمُ تَعْلَمُ يَتَقَبَّلُكَ وَدَعِيَّتُكَ لَكُمْ الْاِسْلَامُ وَبَيْنَا۔ آج تمہارا دین
تمہاری مادہ کے لئے کالیں کر دیا آج میرے تم سب پر اپنی رحمت کا اتمام فرمادیا میں بتلا ہوا

کرمیری خوشنودی یہ ہے کہ اسلام ہی تہذیبِ رادین ہو۔

ناظرین، آپ نے پیشینگوئی کو بھی دیکھا اور اس کا اتمام بھی دیکھ لیا۔

پیشینگوئی

اسلام کے احکام اور اس کی استقامتیں براہِ راضا ہوتا رہیں گی

قُرْبَانَ اللَّهِ مَا شَاءَ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَيْفَ تَقُولُ
 قُرْبَانَ اللَّهِ مَا شَاءَ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَيْفَ تَقُولُ
 قُرْبَانَ اللَّهِ مَا شَاءَ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَيْفَ تَقُولُ
 قُرْبَانَ اللَّهِ مَا شَاءَ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَيْفَ تَقُولُ

اللہ تعالیٰ نے کسی اپنی تخیل کو طیس کی سیان کی
 ہے کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کے شاخ سے جھکی
 جڑ خوب مضبوط ہے اور اس کی تاریں خوب پھیل
 رہ جاتی ہیں وہ اپنا پھل ہر قسم میں پہنچے

نکات اسمِ فاعل ہے اور اس میں استمرار ہوتا ہے۔

سَمَاءُ مَكْنُوعَةٍ اخذ ہے رفعت و شوکت، بلند کی و حرکت کے معنی اس نفع میں

نہاں ہیں۔ اصلہا ثابت ہیں اس کی جڑ زمین میں خوب مضبوط ہے درخت فی السماء اس
 کی شاخیں وہ احوالِ حسنہ میں جو ایمان پر مرتب ہوتے ہیں اور بارگاہِ قبولیت میں آسمان کی
 طرف لے جاتے ہیں۔ کلمہ حق کا بول یا ادنیٰ میں بھی جاتا ہے اور غرّت میں بھی۔

تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کا دعویٰ تو حسید و ایمان نہایت پکا و درخت ہے
 جس کے دلائل نہایت صاف، واضح مضبوط اور فطرت کے موافق ہونے کی وجہ سے اس کی
 جڑیں قلوب کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہیں اور احوالِ صالحہ کی شاخیں آسمانِ قبول سے جا
 ملتی ہیں۔ اس کے لیلیٰ و شیریں ثمرات سے موعودین ہمیشہ لذت اندوز ہوتے رہتے ہیں۔
 الفرم حق و وحدت اور توحید و معرفت کا سراپا بار و رحمت و دُورِ مہموتنا چھتا
 اور بڑی پائیداری کے ساتھ اونچا ہوتا رہتا ہے وہ درخت جس کی جڑیں پائال کی طرح
 جڑتی جا رہی ہیں سے درخت مضبوط بھی زیادہ ہوتا ہے اور خوراک بھی اسے زیادہ ملتی ہے

وہ درخت جس کا نشود نما جاری ہو جس کی تراوٹ و تلاوٹ قائم ہو اس کی شاخیں پھیل کر رہی ہیں، فضا میں اُٹھایا کرتی ہیں، آسمان کو چایا کرتی ہیں، وہ آسمانی بارش سے بھی فضا میں رہ کر زمین پر برکتوں جہر دہشتیوں سے بھی پتا ہے۔ اس کا تہ ایک ہوتا ہے مگر پھیلاؤ کے اعتبار سے اس کی شاخیں گنجان ہوئی مثال اسلام کے کلمہ طیبہ کی ہے جہاں اس کا بیج بویا گیا تھا وہاں اسی طرح قائم و دائم ہے اور اس کی شاخیں چین وافر پتہ انگلینڈ و امریکہ تک پھیل گئیں۔

آریوں کی بابت کوئی کہتا ہے کہ وسط ایشیاء سے آئے اور کوئی کہتا ہے تبت سے نیچے اترے، تبت و ترکمان اور مارا دھرم میں جا کر دیکھو اور پوچھو کوئی اس دعویٰ کا مصدق بھی موجود ہے۔ ہرگز نہیں۔

معلوم ہو کہ جہر قائم نہیں یہی حال اکثر اقوام کا ہے بنی اسرائیل کو فلسطین کی زمین دعوہ کے ساتھ دی گئی تھی کہ اگر وہ شریعت کے پیرو رہے تو ابد الابد کے یہ ملک و حکومت انہیں کو حاصل رہیگی، لیکن کیا اب اس کی جہر اس دعوہ کی زمین میں قائم ہے۔

جنگ عظیم ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء میں ان بیچاروں نے اربوں روپیہ بڑی بڑی مملکتوں کو قرض دیا کہ دعوہ کی زمین کو ان کا قومی گھر بنا دیا جائے، لیکن وہاں کے باشندے اب تک ان کے قدم وہاں جنے نہیں دیتے۔

اگر انگلستان وغیرہ کی کوشش بار آور گئی ہوئی تب بھی یہ ملک و مملکت تو نہ ہوئی جس کا دعوہ حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا بلکہ یہ تو دوسری غلامانہ اطاعت ہوئی جس کے بدلے میں بخت نغراور داؤد و سلیمان علیہم السلام و غیرہ حضرات نے بھی بیہودہ سوا کو اس سرزمین پر بسنے کی اجازت دیدی تھی جبکہ وہ بعد مسیح و میوں کی آنکھ میں رہتے تھے۔

پارسی قوم کا قومی گھر ایران ہے لیکن اب تو وہاں ان کا کوئی پرسان حال بھی نہیں۔

غور کرو کیا ان حالات میں یہ اقوام اصلاً ثابت کے الفاظ اپنے ادب چسپاں کر سکتی ہیں۔ یہودیوں یا مسیحیوں اور ہندوؤں وغیرہ کی قومیں جس جوہر پر پڑی ہوئی ہیں یا جس لگی صاف میں محدود ہیں وہ ان حالات میں فرما ہائی السماء کے مصداق ہو سکتا ہوگا بھی کر سکتی ہیں؟

ہاں اسلام ہے جو نہ کسی حویلی کا پہل ہے نہ کسی صحن خانہ کا نیم ہے نہ کسی باغیچہ کا قطر وہ آسمان کے تمام غلارہ کو سہاگتا ہے اور اسی میں پھیل رہا ہے۔

قوی اکلاھا کی حیات باذن ہو

ہر یک درخت کے پھل لایا ایک وقت غور ہوتا ہے، کوئی موسم گہریا کوئی موسم سرا میں کوئی بہار میں اور کوئی موسم خزاں میں پس لایا کرتا ہے۔ جن فصلانے اسلام کو ایسا درخت بنایا جو ہر وقت پھل لائیوا ہے۔

قیام مکہ کے ایام میں اشتیاء اسلام
اسلام کے اس ابتدائی داذ کو دیکھو جب کہ
اپنی جان وال کپے غنم مالک میں پناہ جیتے پھرتے تھے کہ مشرکین میں اس وقت
اسلام نے پن سایہ ڈالا تھا۔

قیام مدینہ کے ایام میں اشتیاء اسلام
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
میں قیام فرماتے تو اس وقت بحرین،

علاء دومتہ ہندو، در سرحد شام تک لوگ اسلام کے درخت کے شریں پھل پیستہ کر
مساحدین نے مساجدات کا شکست کا اعلان
دور صدیقیت میں اشتیاء اسلام کر دیا تھا، تمامین سرحد عراق اور ایران
پر تو جس جمع کرنے لگ گئے تھے حلیف رسول مسلم ابو بکر خلیفہ قبادت میں غراب آگے بڑھے
اور یہ کچھ دن کے لوگ نور صد اقت سے مستی ہو کر شریں ٹریں گئے۔

خلافت راشدہ میں اشاعت اسلام دورِ چہارم میں فاروقی عظیم اور عثمان غنیؓ کا زمانہ شامل ہے جبکہ مشرقی سائبیریا سے میکس مغربی تیونس تک اسلام پہنچ گیا تھا اسوی زمانہ میں اسلام نے جبلِ طہارقی پہنچا اور سندھ پر سے اچھلا اور آپسین کو زیرِ نگیں کیا۔

مغیوں کا اسلام چھ سات صدیوں کی اقبالِ ہندی کے بعد مسلمانوں کی دولت و حکومت کو زوال آیا اور دارالسلطنت بغداد تباہ ہوا لیکن انہیں دنوں میں دی تاتاری نخل جو اس حدیث کے کاٹنے کے لئے تیشہ و تبرے کو بڑھاتے اس کی شاخوں سے ہیوست ہو گئے اور خزہ بشریاں بت ہوئے۔

یونانی فلسفہ اور ہندوستانی توہمات اسلام اپنی مظلومی کے عہد میں ہی بڑھا اور ترقی و دانش کے زمانہ میں بھی اس نے ترقی کے منازل طے کئے۔ اسلام پر یونانی فلسفہ اور ہندوستانی توہمات کے زہر دست ملے ہوئے مگر وہ پھر بھی ترقی پذیر رہا۔

یورپ میں پالیسی اور فلسفہ جدید ہائے ہمدی فلسفہ جدید اپنی تعلیمات سے گولہ باری کو رہا ہے اور یورپ میں طاقتوں نے اور دم چار کھا ہے۔ مسلمانوں کی سلطنتیں برباد ہو رہی ہیں ترکی دولتِ عظمیٰ سے ٹکٹ کر ایک معمولی سلطنت رہ گئی ہے۔ مراکھ اذل دورِ جہل کی سلطنت سے باہگہ زار بن گیا ہے عرب اور عراق کی حکومتیں اختیار کی دستِ نجر میں تنہا قوم کا مسلہ پر اگندہ ہے، نامِ اسلام انگلت بن جرمنی اور امریکہ پر اپنا اثر ڈال رہا ہے، بڑے بڑے کونٹ و رکوش و وڈز اور پرنسز اسلام کا پھل تابوت ہو رہے ہیں۔

حالیہ عہد میں اسلامی ترقی چین اور افریقہ میں چند سال کے اندر مسلمانوں کی تعداد دو چند اور سببہ چند ہو گئی ہے۔ ان تمام حالات

اور واقعات پر غور کرو تو قیام کا ہمارا کل سہولت گونی کی صداقت کا اندازہ لگاؤ جب مسلمانوں کی بے بسی اور سلام کی ترقی کو وقت واحد میں دیکھا جاتا ہے تو باذن اللہ کی معنویت بخوبی ہویدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پیشین گوئی کا پورا ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

پیشین گوئی ۴

ہر دور میں اہل مہم کے دلائل و براہین ظاہر ثابت ہوتے رہیں گے

مَسْمُومِيہُمْ اَنبَاؤُنَا فِي الْاَمَانِ وَ سَلَامٍ
اَلْقُسْمُ سَمْعِي يَسْتَعِيثُ لَكُمْ اِنَّهُ اَلْحَقُّ
ہم مقترب ان کو اپنی کتاب و اسی و اسی میں
وہی کہے اور خود ان کی روت میں بھیجا رہا کہ
کان پر کھل کر رہیں گے یہ قرآن حق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قرآن اور مذہب اسلام کے حق ہونے پر ایک بہت بڑی پیشین گوئی فرمائی ہے۔

یعنی ہم اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلائیں گے جو قرآن حکیم اور مذہب اسلام کی حقانیت و صداقت پر کھل دیں ہوں گے۔ ان کے بعد گرد کے اقطاب عرب فتنہ ہوا نیچے اور ان کی ذاتِ حامی میں بھی کہ یہ ہماری بارگاہِ جاہل گئی ان کا کہن کہ بھی فتح ہو یا ہنگام یہاں تک کہ اس پیشین گوئیوں کے وقوع اور مطابقت سے ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن اور مذہب اسلام حق ہے۔

چنانچہ نہ صرف علاقہ حجاز و مکہ و مدینہ کے اطراف و فواح اسلام کے سرخوئے اور کفار کے بڑے بڑے رؤسا و سردارانِ ریاست مرکٹ کر رہے اور تباہ و برباد ہوئے۔

مَسْمُومِيہُمْ اَنبَاؤُنَا فِي الْاَمَانِ وَ سَلَامٍ

آفاق جمع ہے ان کہ جس کے معنی کفارہ کے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ مفسرین کے اقوال مختلف ہیں مگر دعوات اور سیاق کے مطابق معنی یہ ہیں کہ ہم جن کو اپنی جو نشانیاں دکھائیں گے وہ دو قسم کی ہونگی ایک آفاقی یعنی بلاد و ممالک کے متعلق اور دوسری وہ جو ان کی ذات سے متعلق ہونگی۔

آفاق سے تعلق رکھنے والی نشانیاں بکثرت ہیں جن کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت میں دی ہے اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب کہ نہایت قلیل عرصہ میں اسلام کا دور دورہ دورہ و دھارازنگوں میں ہو گیا۔ قیصر و کسری کا سقوط ہونا، عرب کا کایا پٹ ہونا، سب میں ایک نئی زندگی کا پیدا ہونا اسی طرح زلزلوں کا آن پڑے بڑے حادثوں کا ظہور، مجاز میں بیسیوں تک ایک جیسے قریب آگ کاشتیں ہونا وغیرہ انکے جن کی تفصیل کے لئے ایک ضخیم کتاب لکھا جاتا ہے۔

اسی طرح آیات انسانی بھی بہت سے لوگوں نے کس کس میں قیامت ایک انقلاب شروع ہوا اور عبرت کے بعد سے وہ ترقی کرتا گیا، سنگدل اور سفاک رعموں ہو گئے، بت پرست خدا پرست، وحش اور انسان پھر لوگ قیصر و کسری کے گھومنے کے انتظام کرنے لگے، دنیا بازی کی مادی طبعانے راست بازی کی طرف الٹ ہو گئیں۔ نفاق کی جگہ تقاضا نے دونوں میں گھر کر لیا، پست و متکبر کی جگہ بلند و متواضع پیدا ہو گئی، اعدائے کفر کے سینے علوم و حکمت کے چشمے بن گئے۔ غور کرو جب نشانیاں قدرت کی اندر دلی و بیرونی، داخلی و خارجی شہادت کسی معادہ کی راست بازی اور صداقت پر جمع ہو جائے تو کیا اس وقت کوئی صحیح مانع ایسی شہادت کا انکار کر سکتا ہے۔

جب چشم و گوش اور عقل و ہوش کے سامنے ہر ایمان سلطہ موجود ہوں جو حواس میں ظاہری و باطنی کو امام تصدیق پر سبوتاہتی میں تو پھر ان کو باطل کس طرح ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین کے سامنے وہ نشانیاں و امارات

بھی دکھائے جن کی شہادت خود ان کے ضمیر نے دی اور وہ طاعات و نوافل بھی قائم کئے جس کا تائید زمین و آسمان کے ہر انقلاب و گردش سے ہوئی تب ان کو حقیقت اسلام کی تیسیم کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا اور وہ ہر دلائل و اس شیعہ حق پر ٹوٹ کر گرے اور جان و مال کو اس منہج، نوار پر شاہ کر دیا۔

سینا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آیاتِ تسو کا حق زیادہ تر اتفاق سے تھا، فرعونوں پر محبت الہی تو ختم ہوئی مگر وہ ہدایت سے دور ہی دور رہے آیاتِ قرآنیہ کا اثر انی الانفس بھی ہے اور لی اتفاقاً ہی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین نور حق سے قریب قریب ہوتے گئے۔ در مستفیض ہوتے ہوئے خود سراپا نور بن گئے۔ اصحابی کا لہجہ و کلام بھی مفہوم ہے۔

پیشینگوئی اسلام میں لوگ جوق در جوق داخل ہونگے

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَكَانَ
النَّاسُ مِنَ خَلْقٍ إِلَىٰ رُفِيفٍ اَعْلٰی
اَفْوَاجًا فَمَسَّتْهُمُ الْيَحْيٰی فَمَاتَ كَوْنٌ مِّنْهُمْ
جب اللہ کی مدد و فتح آجائے اور آپ دیکھیں
کہ لوگ اسلام میں جوق در جوق داخل ہونے
لگے تو آپ اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگ جائیں

(پارہ ۱۳۰)

اس سورت کا نزول فتح کے پہلے ہوا ہے جبکہ اسلام میں ایک ایک دو دو آدمی داخل ہوتے تھے، اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ فتح کے بعد لوگوں کی جماعتیں اور قبیلے اگر اسلام قبول کریں گے۔ چنانچہ اس پیشینگوئی کے مطابق جب کہ فتح ہو گیا تو عرب کے وہ قبیلے جو اس فتح کے انتظار میں تھے اور وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کا یہ خیال تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم باطل پر ہیں تو وہ ہرگز نہ پرستش حاصل نہ کر سکیں گے اور وہ بھی

صاحبِ فیض کی طرح ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کو کامیابی نصیب ہوگئی اور قریش ان کے مقصد میں پسپا ہو گئے تو بلاشبہ محمد مصمم نبی برحق اور اللہ کے چنے ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس فیصلہ کے تمام قبائل فتح مکہ کے بعد حقوق و درجوں سے محروم ہو کر اللہ جل جلالہ کا خدمت میں حاضر ہو کر مشرفِ اسلام ہوئے۔ مکہ طائف، یمن کے بسے والے و رفیلہ بنی جازن سب دستہ عمان ہوئے تھے اس کے علاوہ عرب کے دوسرے قبیلوں نے بھی گروہ درگروہ مجلسِ نبوی میں حاضر ہو کر سلام قبول کیا ظاہر ہے کہ اس قسم کی کئی خبر صرف مسندِ انبیاء ہی دے سکتا ہے۔

آئینہ آئیولے واقعات کی پیشینگوئیاں

قرآن حکیم نے جس طرح گزشتہ اقوام و ملل کے صحیح حالات اور واقعات بیان کئے ہیں اسی طرح اس نے متنبس میں جو نبولے واقعات اور حوادث کی پیشینگوئیاں بیان کی ہیں وہ قرآن میں ایک وہ نہیں بلکہ بحیرت میں جو سب حرفِ پوری ہوئی۔ دنیا میں کسی امر کو ثابت کرنے کے لئے واقعات اور حقائق سے بڑھ کر کوئی درستی شہادت نہیں ہو سکتی۔

ایک شخص جو طیب و امیر فن ہو نیکام رہا ہے وہ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں ان لاعلاج دراپنے امراض کی صحت سے ایسی جو بانیولے مریضوں کو پیش کرتا ہے جن کو اس کے علاج سے صحت و شفا حاصل ہوئی ہے۔ ایک دیکھنے والے نے بنائے ہوئے آلات ابھن اور مشینوں وغیرہ کو اپنے فنی کمال میں پیش کرتا ہے۔

ایک خوش نویس اپنے کلمے جوئے کتبہ کو سامنے لاتا ہے ایک شاعر اپنے قصیدہ کو اپنی شاعریت کے کمال کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم کے معجز ہونے کے ثبوت میں قرآن پاک کی وہ پیشینگوئیاں بیان کرنا جو آئینہ آئیولے واقعات کے متعلق کی گئی ہیں اور

چودہ صدیوں کا طریقہ نہ شہادت دے رہا ہے کہ نزولِ قرآن پاک کے بعد سے آج تک وہ پیشگوئیاں صحیح صادق کی روشنی کی طرح دیدہ بعیرت کے نور کی افراش رہی ہیں قرآن پاک میں جو پیشگوئیاں لگتی ہیں ان میں چند باتیں خاص طور پر ملحوظ ہیں:

اولاً پیشگوئی بنائیتِ حرم و تقیہ کے ساتھ کی گئی ہے۔ ان میں کایسوں اور نجومیوں کی پیشگوئوں کی طرح کابہام اور شک و شبہ نہیں ہے۔

ثانیاً پیشگوئیوں انسانی نقطہ نگاہ سے ایسے نامائذِ کارِ حالات و کونف میں کی گئی ہیں کہ آثار و علامات کے اعتبار سے ان کے پورا ہونیکا ضعیف سا بھی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔

ثالثاً پیشگوئیاں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئیں اور بہت سے لوگ قرآن پاک کے اس اعجاز کو دیکھ کر حلقہٴ تجرشِ اسلام ہوتے رہے ہیں۔

عہدِ مستقبل کا قطعی علم کسی انسان کو نہیں

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ ۚ
خُذْ اِنْ دَارَ ۝۱۲
کسی شخص کو بھی یہ پتہ نہیں کہ اُسے کس
کدوہ کی کرے گا۔

علمِ غیب کا الٰہ صرف رب العالمین ہے۔ رب العالمین ہی اپنے برگزیدہ انبیاء میں پر غیب کا اس قدر حصہ ظاہر فرماتا رہا ہے جس کی ان کو ضرورت ہوتی یا جس کی ضرورت ان کی صداقت و رسالت کے یقین دلانے کے لئے ضروری سمجھی گئی۔

فَلَا يَخْفَىٰ عَلَىٰ غَيْبٍ مَّا أَحَدًا ۝۱۳
اِنْ تَقْنِيْ مِنْهُ وَتَسْئَلِ
وہ غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس پر مہر
ہے وہ خوش ہو

نبی کے معجزاتِ امدی کا انکار کرنا تو ایسے امدِ شکوک و اہام کے واسطے ہیں مگر قتارِ تو بہت پائے جاتے ہیں مگر مستقبل کے واقعات کی صحیح اطلاع کی تاویلیٰ یہ لوگ سمجھ نہیں

کر سکتے کیونکہ دنیا میں کسی واقعہ کی شہادت ایک مضبوط اور ناقابل انکار شہادت تسلیم کی جاتی ہے۔

قرآن پاک میں جن بیشیہ آخوالے واقعات کی پیشینگوئیاں کی گئی ہیں وہ سب حرت پر حرت پر ریزی ہوئیں اور تمام واقعات بطور پذیر ہوئے اور یہ اس کے کلام اللہ ہونے کی کھلی دلیل ہے

آئندہ صفحات میں قرآنی پیشینگوئیوں کی تفصیل بیشیہ کی عمارت جس سے حقیقت واضح ہو جائے گی کہ قرآن پاک میں جس قدر غیب کی خبریں اور آئندہ کے متعلق پیشینگوئیاں ہیں وہ سب تمام کی ہیں جن سے ان کا صدائی خبریں اور اس کا کلام اپنی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

قرآن عزیز کے متعلق پیشینگوئی

پیشینگوئی

قرآن مجید کی مثل کوئی نہ بنا سکے گا

فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُتَوَلِّينَ ۚ
تَكُنْ أَوْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا
يَأْتُونَ بِشَيْءٍ مِّثْلِهِ وَلَوْ كَانَ
بِعِندِكَ خِزْيَانٌ مِّنْ غِنًى ۚ

لے رسول سب کہہ چکے کہ اگر سب انسان
اور تمام جمیع ہوجائیں اور ایک دوسرے
کی مدد و اعانت بھی کریں اور پھر وہ اس قرآن
جیسی کتاب بنانا چاہیں تو وہ ہرگز نہ کر سکیں گے۔

کفار نے قرآن حکیم کے متعلق کہا اگر ہم بھی چاہیں تو یہاں کلام بنا سکتے ہیں، اس پر اللہ
تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ تم کیا اگر ساری دنیا کے انسان و جنات
بھی جمع ہوجائیں اور اس کلام کے مثل بنانا چاہیں تو یہ بات ان سب کی قوت و طاقت
سے باہر ہے وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ یہ عظیم انشال اور عظیم نشان کلام اس خالق
اسموت و رزق کا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر احد مثال نہیں پائی جاتی تو یہ عاجز و درندہ
مخلوق بھلا اس کلام کی مثل کس طرح بنا سکتی ہے۔ چنانچہ زمانہ نزول سے آج تک اس کی
مختصر سورت (کوثر) کا شکی کوئی نہ بنا سکا اور اس اعلان کو جھوٹا نہ کر سکا۔

دعویٰ اور پیشینگوئی کی قوت و شوکت عطا فرمائی ہو کر نے سے ظاہر ہے
عہد نبوت نزول قرآن کے وقت اور زمانہ محمدی میں نہ ہیرا باقیہ امر انیس اور عشرو

جیسے دگ موجود تھے تو اپنے اپنے کلام کو ہرن کی جھلیوں پر تاج زر سے نکھونے اور یام جے کے
 موند پر خاند کعبہ کی دیوار پر آویزاں کیا کرتے تھے لیکن قرآن مجید کے اس دعویٰ کا مقابلہ
 نہ کر سکے اور تھدی کا جواب نہ دے سکے ابو قیل، ابو لبت، کعب بن اشرف اور سلام بن
 مشکم جیسے قریشی و یہودی جنہوں نے اسلام کو تباہ کر سکی وہیں میں زروال اور بنو امیہ اور
 کو قریباں کر دیا تھا لیکن ایسی کوئی ترکیب نہیں کی کہ قرآن کی مثل لائیں ایک شخص جو ابھی میں
 بلا طعنا جو دبی زبان بولتا ہے جو ان سب کی ہے اور پھر وہ ان سب کے پیارے مذہب
 اور مروجہ رسوم اور پندیدہ عادات اور ان کے برگزیدہ معبودوں کے خلاف جو شخص
 دلائل نبویہ الفاظ کا استعمال کرتا ہے اور اپنی صداقت کی تائید میں ایک کلام کو جو نہ کی
 زبان ہے وہ ایک کے طور پر پیش کر رہا ہے ان سب حالات کی موجودگی میں کوئی شخص بھی اس
 جیسی بات نہیں بول سکتا اور کوئی شخص ہاشم کلام پیش کر کے اس کی تھدی کو ہاتھ نہیں
 ٹھہرا سکتا۔ یہ عجز کلام نہیں تو اور کیا ہے۔

عہد حاضرہ
 اب نہ نہ حاضرہ پر نظر ڈالو شام، بیروت، طبع، مصر اور سیطیں میں لاکھوں
 جہانی و یہودی موجود ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے جو عربی زبان میں
 نظم و شعر لکھنے پر قادر ہیں جن کی ادارت میں بکثرت اخبار، رسائل اور رسائل اشاعت پذیر
 ہیں۔ وہ آج کیوں اس دعویٰ قرآن کے مقابلہ میں کھڑے نہیں ہو جاتے۔ ان میں تو یہ ہے
 ادیب و ماہر زبان بھی موجود ہیں جنہوں نے لغات عربیہ میں قطر المیہ، المذہب، القرب، المواردا
 اور الجملہ جیسی کتابیں لکھ کر ان میں وہ کیوں قرآن جیسی کتاب لکھنے کی سعی نہیں کرتے وہ کیوں
 دس سو توں کے برابر بھی نہیں لکھتے، وہ کیوں ایک ہی صورت کی برابر لکھنے کی جرات نہیں
 کرتے حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بتنا زیادہ حریت میں ماہر ہو وہ ادیب میں یدِ طولیٰ رکھنے والا
 ہے اس قدر وہ اس کی خوبیوں سے متاثر اور مرعوب نظر آتا ہے۔ آج یہاں بہت کی اشاعت
 میں کرداروں اور ادیبوں، وہ پانی کی طرح بہا یا مانتا ہے لیکن جس نے قرآن حکیم نے تھدی

ہنہ اس پر کوئی بھی قلم اٹھایا کہ حوصلہ نہیں کرتا۔ مگر سخن بہدینوی کے متعلق شاید یہ کہہ سکتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے شب و روز ہورن و نون کی قدامت کا اندازہ کرنے کے بعد ایسا دعویٰ کر دیا ہو گا لیکن وہ اس چودہ صدیوں کے زمانہ کی حادثی کی بہت کیا توجیہ پیش کر سکتا ہے کہ اسے طویں عرصہ میں قرآن کی حمد کی کو باطل کر نیچے نہ کوئی کامیاب کوشش نہ کی جا سکے۔

پیشینگوئی ۱

قرآن مجید ہمیشہ ہر طرح محفوظ رہے گا

إِنَّا نَحْنُ مُرْسِلُوهُمَا كَذِبًا لَّيْسَ لَهُ خَالِفٌ فِي السَّمَوَاتِ
ان ہم ہی اس قرآن کو اتارے اور ہم ہی اس کی حفاظت بھی مقررہ و زور رکھیں گے۔

کھار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کیا تھا جس سے ان کا مقصد رہتا کہ جو کچھ رسول ہم کو سنائے وہ کلام ہی نہیں۔ بلکہ دیوانوں کی بڑا اور بھواس ہے۔ ان کی تردید میں حق تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ذکر سے مراد قرآن پاک ہے لائق قاری شرح شعار حاشیہ میں میں تحریر فرمائے ہیں۔
إِنَّا نَحْنُ مُرْسِلُوهُمَا كَذِبًا لَّيْسَ لَهُ خَالِفٌ فِي السَّمَوَاتِ
کہہ رہے ہیں کہ، مادی اور تحریف بہدینوی سے قرآن کی حفاظت کو اللہ ہی نے دوسروں کے لئے نہیں کیا بلکہ اس کا خود مکمل ہوا اور کلمات دیگر کتب الہیہ کے کہ ان کی حفاظت کا خود اس نے دوسرے نہیں دیا بلکہ ان کی بحوالہ احوار و رہبان کے سپرد کی اس میں ہوشی
فَاحْتَفِظُوا بِهِم بِحِرَمٍ غَالِبٍ وَخَالِفٍ
اختلاف کیا اور تحریف و تبدیلی کر دی۔

رب السّموات والارض نے اس آیت کریمہ میں ایک نہایت اہم پیشینگوئی فرمائی کہ

مذہب وادیان کو اس طرح آدیا کر میں نے فورات کے تین حصے لکھے اور کچھ وقت اپنی جانب سے کچھ کی اور زیادتی لکھ کر دی پھر ان کو فروخت کیا تو وہ تیسویں لکھے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اس کے بعد میں نے قرآن مجید کے تین حصے اپنے قلم سے تحریر کئے اور اس میں بگڑائی کر دی سے کی اور زیادتی کر دی اور ان کو ذرا قس کے اس بھجودیا ابولہ نے اس کی ورق گردانی کی اور حسب ایس کی پیشی پائی تو ان کو پھینک دیا اس وقت میں سوچ گیا کہ وہ حقیقت یہی کتاب معلوم ہے اور یہی میرے سلام کا سبب ہوا۔ یعنی ابن اکثم جو اس واقعہ کے راوی ہیں، نے یہ کیا کجج کے موقع پر حسب میری طاقت حضرت سفیان ابن عیینہ سے مولیٰ تو میں نے بہ راقعہ ال کے درو بر و میان کیا اس پر انہوں نے لڑنا فرمایا کہ اس کا مصدق تو خود قرآن حکیم میں موجود ہے میں نے عرض کیا بھلا کہاں انہوں نے فرمایا کہ قدرت و رحمت انجیل کے شمس بدلتا ہے غرض اہل بیت میں ان کتابوں کی حفاظت خود انہیں کے ذمہ رہی لہذا وہ محفوظ نہ رہ سکیں اور فرقہ کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ہم اس کے نگران اور محافظ ہیں لہذا یہ ضائع ہوا اور ہر طرح محفوظ رہا لیکن ہے کہ بعض حضرات کو اس موقع پر سبب ظہان پیش گئے کہ مقدس تورات اور انجیل بھی تو آسمانی کتابیں ہیں ان کی حفاظت تکفل قرآن حکیم کی طرح خود حق تعالیٰ نے کیوں نہیں فرمائی اس شک کا مقررہ ہایت واضح جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ جو کتاب مذہب کی حفاظت و نگرانی میں آجائے وہ کسی وقت بھی ضائع اور غیر محفوظ نہیں ہو سکتی لہذا حفاظت عدادہ ہی اسی کتاب مقدس کی متوں و مشکفین ہوگی جس کا دائمی تدار و قدر سے مقدر ہو چکا ہے اور یہ کتابوں کا نزول معراج اور غرض میں زمانہ و درجہ ہر صرح کے کاغذ سے ہوا جو ان کا تنقہ اسی وقت ہونا چاہئے ان کا واکھی بقا غیر معقول ہو گا اس میں نیکیوں کی وقت اور حفاظت قرآن کی عظمت پر اسے غور سے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ کہ تفسیر ماحول اس وقت ساندہ کا لکھی جائے تاکہ اس امر کا وسیع اندازہ ہو جائے کہ اگر کتب اور کتب محاررہ و حفاظت چوتھ حد و بدوہ ملے پنے

زیر نہیں لی تھی نہ کاکی حشر ہوا اور قرآن حکیم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے یہ قدرت میں رکھی تھی۔ تو وہ آج تک کس طرح محفوظ ہے۔

تورات تورات جو دو الواح تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی لکھا لی کو وہ طور پر دی گئی تھیں جو اسی وقت ٹوٹ پھوٹ گئیں تھیں۔ جب حضرت موسیٰ کو وہ

طور سے الواح تورات نے کر میدان میں آئے اور اپنے لشکر کو گوسالہ پر سیاہی میں مصروف پایا تب کلیم اللہ عز و جل نے یہاں سے بیابان ہو گئے اور لو میں پسینہ گرمی اور اپنے بھائی، دونوں کو جا بچا اس واقعہ کے بعد احکام مشرہ اور دوسرے احکام شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات بھائی میں موعود تحریر میں آئے اور عہد کے صندوق میں رکھے گئے۔ (انتشار باب ۲۵) یہی ایک نسخہ تھا جس کی بابت تورات کی کہ کہ عہد داؤدی تک فیضِ عبادت میں موجود رہا لیکن یہ وقت ہے کہ جب عہد کا صندوق منہ عبادت سے، کئی برسوں میں دیا گیا تو پتھر کی دھڑکنے لگوں کے ہو، صندوق میں اور کچھ بھی نہ تھا۔ (سلاطین اول، باب ۱) اب ہمیں بلا کسی سند کے، ان میں چاہیے کہ حضرت سہمان نے کس طرح تورات کی شریعت کو جمع کیا ہو گا اور پھر عہد کے صندوق میں اتار رکھا دیا ہو گا لیکن یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ اسکیل میں جو نسخہ بھی موجود تھا، یہ بھی بخت نصر نے بیکل کے ساتھ جلادیا تھا یہ حادثہ ۵۸۶ ق م میں واقع ہوا اور شاہ ایران کے جبر میں روایاں دغیرہ سرداران بنی اسرائیل نے بیکل کو از سر نو تعمیر کیا تھا کتاب کی تلاش دینی مگر نہ لی کتاب عزیز اتب حضرت عزیر نے بنی یسود شت اور یحییٰ دزکریا کی امداد سے چرکتب کو تیار کیا جسے یہودی تورات کہتے ہیں۔ اسی کتاب کا ترجمہ یونانی زبان میں ابن تکیس کے حکم سے موشیہ واقعہ ۳۰۰ ق م کا ہے پھر ابن تکیس چہارم کے وقت جب یہ بادشاہ ملک مصر پر حلاوت ہوا تھا اس کے سپہ سالار نے اس نسخہ اور بیکل کو جھاڑ دیا یہودیوں کی تمام کتابوں کی تلاش کی گئی اور سب کو نظر نش کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۶۶ ق م کا ہے ایک بوڑھا کا بن چے تین فرزندوں کے

ورنہ کسی کو نکھویا، ورنہ بعد میں جن اشخاص نے نکھی ہے ان میں سے صرف یوحنا اور مٹی ایسے تھے
 جن کو حضرت مسیح کی محبت سے متروک رہ گئے مرقس اور لوقا تو اہوں نے حضرت مسیح کو دیکھ
 تک نہیں پہچانے تھے ان کا تئیں کو اس کا اعتراف ہے کہ اہوں نے حضرت مسیح کے جلاؤں جمع نہیں کئے
 بلکہ بعض معصیات کو نکھا ہے یہی صورت میں صرف تین چار آدمی اس کے بیان پر کیا اعتماد کر سکتے
 ہیں اور اہل کائنات ان پر کبوں نہیں ہو سکتا بالخصوص جب کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح کے حق میں دھوکا لگ
 چکا ہے حتیٰ کہ یہی معاملہ رافائلاٹ ہے کہ مصوبہ و حقیقت حضرت مسیح تھے یا اور کوئی شخص
 مگر نصاریٰ اس پر یقین یہ قدر کرتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ اور موصوم تھے لہذا ان کے متعلق
 غلطی کا تو ہم نہیں کیا جاسکتا مگر چونکہ ان کا رسول اللہ ہونا اس پر مبنی ہے کہ صلی علیہ السلام کا
 خود الہ ہونا ثابت کیا جائے۔ (العیاذ باللہ) لہذا یہ ممکن ہے ہزار گنا ہے۔ دوسری جگہ
 ارشاد فرماتے ہیں: یہ چاروں اشخاص یہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انما نبی اللہ میں اور نہ یہ کہتے
 ہیں کہ حضرت مسیح نے ان کو صدائے تعالیٰ کی طرف سے لعن فرمایا ہے بلکہ کہ حضرت مسیح کے فرمودے
 نقل کرتے ہیں اور کہ ان کے افعال و معجزات اور یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ پہلے جو کہ نقل کیا
 ہے ان کی شکل و رنگائیاں نہیں ہے لہذا اب انہیں کی حیثیت ایسی رہ جاتی ہے جیسے کتب میر
 کی جن میں صحیح و سقیم مطالب و ابواب برقم کی روایات کا ذخیرہ ملتا ہے نہ کہ ایک الہامی کتاب کی
 جس میں شک و شبہ کے لئے کوئی راہ نہیں ہوتی اس کے بعد فرماتے ہیں: یہ بھی اسی وقت ہو گا جبکہ
 ان انجیل کے کھنڈے دانوں پر کوئی ہفت کذب و عہدہ کی نہ ہو کیونکہ اگر ایک دوسرے سے بھی ہوں پھر
 ان میں غلطی کا ہونا مست کچھ ممکن ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کے حیدرہ کے بموجب ان کے
 دین کا خود حضرت مسیح سے متصل ہند کے ساتھ نقل ہوا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ اس کے نزدیک ان
 کے اکابر کو یہ حق ہے کہ وہ ایسا دین ماننے لگیں جس کو حضرت مسیح نے بیان نہیں کیا اس کا
 لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کو نہ حضرت مسیح کی طرف توجہ ہو سکتی ہے اور نہ اس کے اہتمام کی
 ضرورت رہتی ہے چنانچہ پھر فرماتے ہیں:

انت جو نصاریٰ کے دین میں داخل ہے اور صلاۃ للیٰ المشرقیٰ حالت حضرت پر ترک فتنہ
تعمد صلیب اور گنہگاروں کو قتل کرنا یہ سب احکام وہ ہیں کہ خود حضرت مسیح سے منقول
اور نہ اناجیل میں ان کا تذکرہ ہے۔ بلکہ وہ ایسی باتیں ہیں جو منقول نہیں۔ خلاصہ یہ کہ نصاریٰ کے پاس کوئی
صحیح نقل متواتر اس امر کی شدت نہیں دیتی کہ ان اناجیل کے الفاظ اور حقیقت حضرت مسیح
کے اقوال ہیں بلکہ ان کی اکثر شریعت کلام کے پاس نہ کوئی ضعیف ثبوت ملتا ہے نہ قوی۔

خلاصہ بن تیریہ کی اس تقریر سے حسب ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) اس پر کوئی شدت قوی نہیں کہ اناجیل کے الفاظ حضرت مسیح کے فرمودہ ہیں۔

(۲) اناجیل نے حضرت مسیح کے زمانہ احوال جمع کئے اور نہ سب حالات۔

(۳) اناجیل کی حیثیت کتب سیر کی ہے۔

(۴) اناجیل کے کلام وہی جو ہے پر نہ متواتر نقل ہے نہ غیر متواتر۔

(۵) کاتبین اناجیل نے خود اس کے کلام اللہ کو نیکادھوی کرتے ہیں اور نہ حضرت مسیح

کے متعلق۔ یہ تمام نتائج مافط ابن تیریہ اور ابن حرم کے یہاں سے برآمد ہوئے۔ اب آپ
غور فرمائیے کہ اسی لوگ جو نصف مزاج اور حق گو ہیں، اناجیل کے متعلق یہ فرماتے ہیں۔

انہ نیگلو پیڈیا یوں بیان فرماتے ہیں کہ متعلق کتاب کے انہیں سلسلہ میں عبرانی زبان یا
اس زبان میں جو کلامانی اور عبرانی کے مابین ہے تحریر کی گئی لیکن موجودہ انجیل اس کا یونانی
ترجمہ ہے۔ درحقیقت اس وقت عبرانی زبان میں لکھی گئی تھی وہ درحقیقت اسی یونانی انجیل کا
ترجمہ ہے۔

حزق ۴۰ اپنی کتاب میں تصریح کرتا ہے کہ بعض علماء متقدمین انجیل مقدس کے آخری باب
کے متعلق شک کرتے ہیں اور اس طرح بعض متقدمین کو بخین لوقا کے باب ۱۱ میں کی بعض بات
میں شبہ تھا۔ اور بعض اس انجیل کے ذوالاول باب میں شبہ پا کر کہتے تھے چنانچہ یہ دونوں باب
قرن واری یونانی کے نسخے میں نہیں ہیں۔ محقق نورث انجیل مقدس کے متعلق اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۷

ہے۔ ان انجیل میں ایک عبارت ظاہر تحقیق ہے اور وہ آخری اکی ذوقی آیت سے سیکر آخر تک ہے تعجب ہے یہاں سے کہ اس نے قرآن میں اس پر کوئی شک کی علامت نہیں لگائی اور اس کی شرح میں بلا تفسیر کئے ہوئے اس کے الفاظ کے دلائل بیان کئے ہیں۔ اس آدھن اپنی کتاب میں تصریح کرتے ہیں کہ بلا تفسیر انجیل یوحنا تمام کی تمام مدد سے اس کے کس طالب علم کی تصدیق ہو اس طرح مطلق برطانیہ کا کلبا ہے کہ انجیل اور انجیل یوحنا کی تصنیف نہیں ملے گی۔ ابتدائی قرآنی مانی میں ان کو تصنیف کیا ہے۔ ہجرت اپنی تعمیر جس سے مزاج میں گھٹا ہے۔ قدامت مورخین سے جو حالات تا الیغ انجیل کے صدر کے مطلق سم تک پہنچے ہیں ان سے کوئی صحیح فہمہ برآمد نہیں ہوتا۔ قدامت شارح نے وہاں روایات کی تصدیق کر کے ان کو لکھ ڈالا ہے۔ دوران کی غفلت کا خیال کر کے متاخرین میں کی تصدیق کرتے چلے آئے اور اس طرح چھوٹی چھوٹی روایات ایک کتاب نے دوسرے کے حوالہ میں حتی کہ ایک مدت مدید کے بعد ان کی تفسیرات ناظم ہیں۔ جس جو طار پر دلفنٹ میں بڑا امر درگشتا ہے اپنے فرقہ کے طار کی ایک فہرست کا ذکر کرتے ہیں۔ کتب سے بہت سی کتابوں کو فائدہ دے کر دیا تھا اس خیال سے کہ یہ سب اکاذیب اور جھوٹ سے چھٹی میں پائی یا یاں نکلتے ہیں کہ دیونیش کہتا ہے کہ بعض قدامت کے کتاب الماثبات کو کتب مقدسہ سے خارج کر دیا تھا اور اس کے رد و رد نہایت زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ بے فائدہ ہے اور حیات و بے عقلی کا کرشمہ ہے۔ اور اس کی نسبت یوحنا حواری کی طرف کراہی غلط ہے اس کا مصنف جو رہی ہے نہ کوئی ایک شخص بلکہ صحیح ہی نہیں حقیقت یہ ہے کہ ستر جن جن نے اس کو یہاں کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ لیکن کتب مقدسہ میں، اس کو اس نے خارج نہیں کر سکا کہ جس سے بہت مدد دی ہو جائے اس کو بظاہر غفلت دیکھتے ہیں لیکن میرزا خیل یہ ضرور ہے کہ کیسی شخص کی تصنیف ہے لیکن میں اسے اس کے ساتھ نہیں کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ یہ شخص وہی یوحنا حواری تھا۔ انجیل ہوتا اور مقلی میں ایسے واضح اختلافات پائے جلتے ہیں جہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ انجیل میں جہد ہوتا ہے

مشہور و معتبر تھی ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ توحید کاغیب نامہ انہی ہی کے خلاف تحریر کر دے۔
اور ایک مذہب کا مذاق نہ کرے جس سے یہ اختلاف منہ بوجائے۔

ان اعتبارات کے پیش کرنے سے بھلا مقصد یہ ہے کہ مقدس انہی کے خلاف نہ ہوگی اور خود
مسیحیوں کو اس امر کا اقرار کرنا پڑا ہے کہ حضرت مسیح کی کیں تاج دنیا میں موجود اور محفوظ نہیں۔
بہ پارسیوں کی کتاب کا حال ملاحظہ فرمائیے۔

ایران قوم بہایت قدیمی قوم ہے۔ ان کی کتابیں بھی محفوظ رہی ہوں گی لیکن کتاب زرتشت
توزرشت کے جسے کہ پہلے نادور الوجود ہو چکی تھی۔ زرتشت کے مسیحا کے یہی جس سے اہل لکھن
ہے کہ کتاب کا نام اس نے زرتشت ہوا اگر اس کے اندر گہرا کفر موجود ہے کہتے ہیں کہ کتاب زرتشت کے
پیش باب تھے۔ درجہ صرف ایک انیسویں باب پایا جاتا ہے زرتشت کے بعد اس کا درجہ پانچ
نے حاصل کیا ہے لیکن سکندر کی فتح ایران کے بعد وہ بھی معمار ہو گئی۔ سکندر کے بعد تین سو سال تک
طوائف الملوک رہی ورنہ یہی حالت بھی بہت خراب تھی جب امد شیر بابا ایران کا ارشاد
بنائے زرتشت اور پانچہ کی جگہ دس بار لکھی گئی۔ اور اسی کو اس کی کتاب کا درجہ دیا گیا لیکن جب
مال نے اپنا مدد یہاں کتاب دس بار کو بھی تک کر دیا اور پارسیوں کی تمام کتابوں کو نیست و
ناہود کر ڈالا۔ یہ جلد واقعت اسلام سے پہلے کے ہیں۔ دساتیر کے متعلق اہل تحقیق کا بیان ہے کہ
وہ صرف دعا و دعا کا مجموعہ ہے اور شام و شام ٹریس مانیوال دعائیں اس میں مددج ہیں۔ استناد
کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نزول قرآن کے بعد لکھی گئی۔ اور اس کتاب کے آغاز میں بسم اللہ
الرحمن الرحیم کا ترجمہ ثبت کیا گیا ہے۔ تمام ایندین کا سندہ و نشانہ۔ مندرجہ بالا حالات
اور واقعات کی کوئی اندازہ ہو سکتا ہے کہ سکندر کی غارتگری کے بعد پارسیوں کے پاس یہ
کوئی مصیفہ نہ تھا جو آسمانی کہانیاں لکھتے ہو۔

ہندوستان میں نہایت قدیم کتاب وید بھی جاتی ہے۔ وید کی عزت کو آریہ و
وید سناتنہ دھرمی دونوں تسلیم کرتے ہیں۔ اس اعلیٰ مکتب کا اقرار کے بعد آریہ و سناتن

دھرمیوں میں زبردست اختلاف ہوا ہے۔ کہ یہ کہتے ہیں کہ وید صرف منتر بھاگ کا نام ہے
 سناں دھرمی کہتے ہیں کہ برہمن بھاگ ہی مال وید ہے۔ برہمن بھاگ اپنی جگہ کے اعتبار سے دو چند
 زیادہ ہے اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ وید کو ماننے والی قومیں یا تو طوطا حصہ وید کو اصل سے
 خارج کر دیں۔ یا تمام وید اصل میں داخل کر دیں۔ ہر دو صورت میں کتاب مذکور
 کا غیر محو ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ لہذا حاضری میں سب ہندو کہتے ہیں کہ وید چار میں مگر
 منجھنی مہاراج کی کہن میں صرف تین ویدوں رگ، یجر، سام کا نام آتا ہے چوتھے آتھرو وید
 کا نام نہیں آیا۔ سنسکرت کی اور بھی قدیم تر کتب میں ایسی ہی ہیں۔ یمن نام پائے جاتے
 ہیں لیکن بعض پرانی کتب میں ایسی ہی ہیں۔ تقریباً سینکڑی تو ہیں۔ اسم وید کا استوں
 کیا گیا ہے۔ سب ہندو وید کو خدا سا نہ جانتے ہیں مگر نیاتے دشمن کا صنف گوتم وید کو
 کلام ان کی بتاتا ہے گوتم اس وید کا شخص ہے کہ اس کا ستر چوہا ستروں میں سے ایک ہے
 اور ان ہر شش ستروں کو بطور منکر کر دیا اور سناں دھرمی سب تسلیم کرتے ہیں۔

ہندو تان کے قدیم مذاہب میں سے جیہت بگد ہے جینی لوگ وید کے ایک حرف
 کو بھی پس نہیں سمجھتے اور وید کا کاش و دانی ہونا ہی وہ قطعاً نہیں مانتے یہ لوگ بھی اپنی قدامت
 کو ویدوں کے زمانہ سے داخل کی بتلاتے ہیں اور اپنی کتابوں کو وید سے قدیم تر ظاہر کرتے ہیں
 بلکہ ان کا تفرقت سے نظریں کوئی نہ گئے ہوں گے کہ حفاظت انہی نے مستند و باکتاب میں
 کسی کا ساتھ نہیں دیا اور اسی لئے ہر ایک کتاب کے دو دو اجڑے دو دو پر خود اسی مذہب کے
 لوگوں نے شک و گمان اور ظنون و اوہام کے خلاف چڑھا رکھے ہیں خود فرماتے کہ حفاظت ایہ
 لئے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں کی حفاظت نہیں کی بلکہ اس زبان و لہجہ کی حفاظت بھی چھوڑ دی
 جن میں یہ کتابیں لکھی گئی تھیں۔ خود کہہ جرتی جو قورات کا زبان تھی اور خدی یا
 کال دی جو سیک کی زبان تھی اور دڑی جو ژندہ اور یا ژد کی زبان تھی اور سکریت قدیم جو وید کی
 زبان تھی اب دنیا کے کسی پروردہ پر کسی مغلظ یا کسی ملک یا کسی مسلح یا کسی شہر میں بطور رہائش نہیں

قدرت نے ان لہجہ کو ناپید کرنے سے اپنا میلہ قطعی صادر کر دیا ہے کہ اب انسانوں کو ان کتابوں کی بھی ضرورت نہ رہی جو ان زبانوں میں اورج کی گئی تھیں اب اس حفاظت الہیہ کا اندازہ کر دو جو قرآن مجید کے متعلق ہے کہ اس کا زیر و زبر اور صوت و حرف تو فی ذلوات کے ساتھ ثابت شدہ ہے۔ ملک میں یہ ایک ایک حرف پورے یقین کے ساتھ اسی طرح ثابت شدہ ہے جیسا کہ مراکو میں موجود ہے۔ اگر حفاظت الہیہ خود کا رفر نہ ہوتی تو یک ایسی کتاب میں ہزاروں غلطیوں کا ہوجانا نہ صرف ممکن بلکہ مزید متاحس کا پیش کرنا والا و لائنہ قطعہ پیسید کے مخاطب ہو آپ تو اپنے دائمی ہمت سے خاک کیس میں جانتے ابران بال حفاظت خداوندی کے متعلق جس کی شبیہ گوئی آیت قرآنی میں کی گئی ہے، قطعی اور یقینی ہے۔ سیکڑو طرح کے رنگا رنگ غلط فہمی اُٹھ رہی تھیں اس کے ذہن میں ہونے سادات حل کئے گئے مسلمانوں میں نہ بڑے ست باہمی اختلافات پیدا ہوئے، مگر قرآن مجید کا کسی شکریہ اللہ سے تاج ملک کہ چودہ سو برس کے قریب ہو چکے ہیں ایک حرف بھی حرف نہ ہو سکا، چنانچہ وہ منہ موجود ہے اور ہم با یقین کہہ سکتے ہیں کہ قیامت تک اس طرح محفوظ رہیگا کیونکہ اگر دنیا میں ایک جگہ بھی اس کتاب الہی کی موجود نہ رہے تب بھی وہ کھول حانہ ہوتے رہتے ہیں اور جیسے یونہی ہوتے رہیں گے وہ حقیقت حفاظت اسی کو کہتے ہیں کہ میں یہ کہہ رہی ہوں اور کبھی بھی مانع ہونے کا خطرہ نہ ہو اور شبیہ گوئی اس کا کام ہے کہ اندھا اور آنکھوں والا کسی مدب کا کیوں نہ ہو ہر وقت اس پر یقین کر سکتا ہے اور کسی طرح کا شک اندک پاس نہیں پیش کر سکتا۔

پیشینگوئی ش

قرآن کے نزول ترتیب اور جمع کے بارے میں

اِنَّ عَلَیْكَ اَمْرًا فَرَضًا فَاِنَّ الْاَوَّلَیْنَ قُرْآنَ یَا کَیْج کو یہ اس کا پڑھا ہے وہ
فَاِنَّ الْاَوَّلَیْنَ قُرْآنَ (پ ۱۷۹)
تو یہ بہت بڑے ہیں تو یہ ہے تا بہ جہا کیجئے۔

صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ جراتِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت مشقت اور دشواری پیش آئی تھی۔ کیونکہ آپ حضرت جبرائیل کے ساتھ ساتھ کلامِ الہی کو تلاوت فرماتے جاتے تھے یا یہ خیال کہ کوئی کلمہ مجھ سے رو نہ جائے یا اس میں کوئی بے ترتیبی واقع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس مشکل کے پیشِ نظر ارشاد فرمایا کہ آپ ایسا نہ کیجئے۔ حضرت جبرائیل جب ہمارا کلام پڑھیں تو آپ ہمیں متوجہ ہو کر اس کو سنتے رہیں۔ آپ گویا دکر دیتا، آپ کی زبان پر جاری کردہ یہ سورہ پھر تیس کے وقت بھی اس کا یاد رکھنا اور لوگوں کے سامنے اس کا پڑھنا دینا پس ہمارے ذمہ ہے۔

قرآن مجید یا صحیحہ، نزل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا تیس برس میں دفناً فوتاً نازل ہوا۔ اس لیے اس کتاب کی ترتیب اور تدوین نہایت مشکل اور دشوار کام تھا۔

لیکن اس اہم اور مشکل کام کو بھی سب اہل علم نے اپنے ہی ذریعہ میں طرح و دنیا میں بھی ہر ایک مصنف کتاب اپنی تصنیف کردہ کتاب کی ترتیب و تدوین کا کام خود سر انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بعد میں کسی آپ کی بھی تنقید کرنا یا خبر نہیں ہوئی مشرق سے کہ مغرب تک تمام دین ایک ہی ترتیب کے ساتھ قرآن مجید کی قرأت کر رہے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی پورے قرآن کے حافظ تھے، اور آپ کی برکت سے بہت سے صحابہ بھی حافظ تھے اور بعد آپ کی امت میں بھی اب تک لاکھوں کروڑوں حافظ پائے جاتے رہے ہیں۔ جو ایک ایک حرت اور زیر و زبر پر حاوی ہیں۔ یہ جہد اب تک کسی مذہبی کتاب کی بات نہ دیکھی اور نہ سنا گیا اور قیامت تک یونہی ان شاء اللہ ظاہر جاری رہے گا۔

اس سنجیدگی کوئی سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ترتیب کی جو صورت و شکل موجودہ دنیا میں پائی جاتی ہے وہ نیک اور ترتیب و قرآن کے موافق ہے جو علم لیس اور نزاعِ مادی میں مغرور ہے یہ وہم کہ فردِ درست میں سے کسی ایک نے اس میں کچھ تصرف کیا ہے۔ شکل غلط اور قطعاً باطل ہے اس

برائے کے حاضر پڑ گئیں مدعا کی عرض سے یہ بھی کھدینا ضروری ہے کہ ایسے مومنین حضرت عثمان
ذوالنورین سے بھی مخالفت و جمع قرآن اور کتابت قرآنی میں بہت بڑی خدمت انجام دی جو
اجوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب و حق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہجرتی
میں سات نسخے قرآن مجید کے لکھوائے اور ان کو سات انبیاءِ سلطنت کے پاس اپنے دستخط و
مہر رسالت سے مزین کر کے بھجوا دیا اس سے ان کا مقصد مخالفت قرآن ہی تھا تا کہ اس کے رسم
اختلاف آئندہ چل کر کوئی تفاوت پیدا نہ ہو جائے۔ کاتب و حق کے قلم، خلیفہ راشد کے
دستخط اور مہر رسالت سے مزین شدہ قرآن مجید آئندہ زمانہ کے کاتبین کے واسطے سمت و
نقل اور متاثرہ کے لئے بے بہا گورنر بنا گیا کہ خلیفہ راشد نے نقل و صحت میں شک و اختلاف
ٹٹانے کے لئے اصل نسخے قائم کر دی تا کہ بحالت ضرورت اس کی جانب رجوع کیا جائے۔ یہ
قرآن مجید ہی کی خصوصیات میں سے ہے، دوسری اور کسی مقدس کتاب کو یہ درجہ حاصل نہیں۔
لہذا معتز مبین کا یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن میں تصرف کیا تھا نہایت ملو اور قطعاً
ناقابلِ التسلط ہے۔

اسلام میں پانچ مہاربی فرض ہیں جن میں سے تین میں قرآن مجید باور بلند پڑھا جاتا
ہے اور چوتھے شخص کا یہ کہ جہاں سے چاہے جہاں سے چاہے قرأت کرے اس نے دنیا میں پھیلے
ہوئے کروڑوں انسان صدامقامات پر قرآن مجید کے مختلف اجزے دوسری روزانہ
قرآن کیا کرتے ہیں ایک پڑھتا ہے اور دوسریں، سیکڑوں مقتدی مناکرتے ہیں اور اقتدا
کرنیوالوں میں بھی بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی جوتی ہے جن کو خود بھی وہ آیات جو امام
پڑھ رہا ہے یاد جوتی ہیں۔ یہ طریقہ مجید نبی مسلم سے جاری تھا اور ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر فرقہ میں
برابر اس پر عمل درآمد ہے۔ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے قرآن پڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں
کروڑوں تک پہنچ گئی تھی اور اس کے نسخے صبرا بلکہ ہزار ہائیوں میں موجود تھے اس لئے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیدر اختیار سے باہر تھا کہ سب کی زبانوں پر سب کے دواخوں پر

اور سب کی کتابوں پر قبضہ کر کے ایک جگہ لٹکانی چاہیے کرتے۔

حضرت عثمانؓ سے مسائل فقہیہ میں جو کچھ اختلاف
 متعدد مسائل فقہیہ میں جن میں صحابہ
 کا اختلاف حضرت عثمانؓ سے تھا
 مثلاً منیٰ میں پوری نماز پڑھنا اور قصر نہ کرنا اور حرم کا کسی غیر حرم کے شکار کو استعمال کرنا۔
 جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جو اہل حرم میں بھی بعض صحابہ نے ان کا خلاف کیا اور ہر ایک
 اپنے اپنے جہاد ظہری پر حکم رہا تو پھر یہ شکر لگے ہو سکتا ہے کہ عثمانؓ ماقرون مجید کے متعلق کوئی خود راہ
 تبدیلی کرتے، وہ صحابہ اس پر غاموش رہ جاتے۔

حضرت عثمانؓ اور اہل مصر کی بغاوت
 اس سے بھی بڑا کرم دیکھتے ہیں کہ اہل مصر نے
 حضرت عثمانؓ کے بعض اقدار پر سخت

عجنت مسمیٰ کی ان کو بیت المال کا اسراف سے غریب کر دیا اور اپنی قوم کو بہت زیادہ عسکر و
 مناصب دینے والا بتایا ہے اور انھیں اس پر اپنے زعم میں اپنا مصطفیٰ کی بغاوت کی کہ اس
 کا اختتام امیر المومنین کی شہادت پر ہوا لیکن ہم کسی مصری اور اس عسکر کے کسی منصب ترقی
 نہاں کو بھی قرآن مجید کے متعلق حضرت عثمانؓ کی شان میں ایک حرف بھی کہتا ہوا نہیں سنتے۔

خلافت رضویٰ اور مصحف عثمانی
 حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ جوتے ہیں
 اور وہ اپنی تمام خلافت کے زمانہ میں قرآن حکیم
 کی ترتیب عثمانی میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے اور نہ اس ترتیب کے خلاف زبان سے کوئی لفظ
 نکالتے ہیں بلکہ ہمیشہ نمازوں اور خطبوں میں اسی قرآن کا ورد فرماتے ہیں۔

قرآن مصحف و اقصیٰ میں
 امیر المومنین سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ
 جنگ میں ہوتے ہیں۔ اب شام قرآن مجید کو بلند
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان یہ قرآن مجید حکم ہوگا اس وقت حزب
 رضویٰ میں سے کوئی ایک بھی نہیں کہتا کہ اہل شام کے قرآن پر کیا اعتبار ہے حالانکہ قرآن فراقی ہر جنگ

کو اگر در اہل گنہائش ایسے لفظ کہنے کی دل جائے تو مدارب کی اس تدبیر کو کاسد م کر سکتا ہے لیکن شایعہ سب کے شہید کہے ہوئے قرآن ہی کو قرآن کہنا پڑا اور مدنی صلی علیہ وسلم نے ان واقعات سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن کے متعلق ایسی حدیث ادا کی جس پر تمام عالم اسلام کا اتفاق تھا، جاہل و عالمان کے مزاج اور نقادان کے اس قبل حسیدہ میں ذرا بھی شک نہ رہتا اور یہ اتفاق کا دل صرف قرآن مجید ہی کے متعلق حاصل ہے لہذا قرآن کی اس پیشین گوئی کا پتہ ہر دہس کا کھلا ہوا ہے۔

پیشین گوئی ۱

قرآن حکیم سینوں میں محفوظ رکھا جائے گا

ہَلَّا تَذَكَّرْتُ أَتَيْتُ بِتِلْكَ آيَاتٍ فِي مِصْرٍ قَدِيرَةٍ ۚ
أَوْ تَوَّابٍ ۖ

سیرہ ربانیہ

یہ کتاب اللہ تو گو کے قوت حافظ میں محفوظ رہے گی وہ کتاب کی توحیح نہیں۔
اس کی سختی میں ابن کثیر اجماع میں تحریر فرماتے ہیں، يحفظها العباد بيتوا فلما
عليهم حفظوا وتلاوة ونفس يدركه من تنال في اس كتاب لا حفظا كبريا، تلاوة كن اور
اس کی تفسیر بیان کرنا آسان کر دیا ہے۔

اس آیت میں قرآن مجید کی بہت بڑی خصوصیت بتلائی گئی ہے کہ اس کی آیات واضح
الدلائل اور ہر طرح تحریر اور تعبیر کے محفوظ رہیں، بخلاف دوسری کتابوں کے کہ ان کی حفاظت
اس طرح نہیں ہوتی اور نہ ان کو اس طرح حفظ کیا گیا۔

ساری کتاب کو حفظ کرنا ایک اچھا خیال تھا کیوں کہ قرآن مجید سے پیشتر دین
میں کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی تھی اس خیال کا پیرا ہونا ہی اس کے اہل ہی ہونے پر بیٹھیں
ہے۔ اس پیشین گوئی کے مطابق دنیا اسلام کے ہر لکھ، ہر صوبہ، ہر مملکت اور ہر شہر میں حفاظ

قرآن کی کافی تعداد پائی جاتی ہے۔ جو اس صحت، اتقان اور یقین و ثبوت کے ساتھ ثابت و ثابت قرآن پاک کرتی ہے کہ ان کی قراءت کے طریقہ کتاب کی تحویک مہماتی ہے اور ان حفاظ کو بطور یاقینی کتاب صحت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ قرآن یکم کی اس پیشین گوئی اور ارشاد و خداوندی کے مطابق قرآن مجید حفاظ کی قوت و حافظہ میں محفوظ ہے اس کی حفاظت و حیانت کتابت پر موقوف نہیں۔

پیشین گوئی نمبر ۱

قرآن مجید حفظ کر لینا آسان ہوگا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ۚ
فَقُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْوَدَّاعَةَ (ہامہ ۲۸) نصیحت حاصل کر لیا۔

کلام، سلوک، لہجہ، کلام، کلام اللہ، شہناہ کا کلام ہے اس قدر شیریں و جاذب اور مختصر ہے کہ آسانی اور بڑی کتاب کا حفظ یا د کر لینا نہایت آسان اور آسان ہے۔ بڑے، جوان، غور و سارے بچے، مرد و عورت اور شہری و دیہاتی سب طرح کے لوگ دنیا میں عام قرآن پائے جاتے ہیں۔ یہ قرآن پاک کا بہت بڑا امتیاز اور اعجاز ہے جب مسلمانوں میں ہزاروں دہاکوں کی تعداد میں دنیا کی تمام اقوام اور تمام ممالک کے سامنے قرآن مجید کو حفظ، شان، شرف کی انتہا پر دوسروں کو ٹانگہ نہ پائے تھی اور دوسروں کو کبھی ایسا جوش پیدا ہونا چاہیے نہ کہ وہ بھی اپنی اپنی کتابوں کو حفظ کر لیں کیونکہ ان کے سامنے قرآن کی نظیر موجود تھی مگر پوری دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں نکلا جس پر وہی نہ پارسا نہ ہندو اور نہ کوئی احد کہ اپنے مذہب کی کتاب کو حفظ کر لیا اس کی وجہ بھی خود قرآن نے بتلا دی کہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن مجید میں ہی رکھی ہے کہ وہ یاد کرنے والوں کو جلد اور آسانی سے یاد ہو جائے۔

خود کرو رہے ہیں نے اور کسی کلام کے اندر خواہ کسی زمانہ میں یہ کلام اسان کی
سے زمین پر آتا اور کیا تھا یہ خصوصیت یہ خاصیت اور یہ باب الاقتیاز رکھا ہی نہیں اس لئے کوئی
دوسری کتاب کسی اور مذہب والے کو ازبر کرے یا دیکھ سکتی اور دیکھ کر کوئی شخص حفاظت
قرآن کی طرح ایسی صحت، پختہ بین کے ساتھ اپنی کتاب کے محافظ بنانے کی جرات کر سکتا تھا۔ یہ
ہے قدرت کی زبردست طاقت اور یہ ہے قدرت کی ناقابل تسخیر قوت جس کے مقابلہ میں
دنیا عاجز ہے۔

پیشیدہ گوئی ۱۱

قرآن کی کتاب اللہ کی برابر ترقی پذیر رہی

وَلَا تَأْتِي سَاطِرًا رَاقِيًا مِّنْهُ
رقی اس عالم کو کہتے ہیں جو کتابت کے لئے خاص طور پر بنائی جاتی ہے صیغہ اس بیان
کو کہتے ہیں جو کہنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے (پختہ)۔
اس آیت میں قرآن مجید کو کتاب کہا گیا اور اس طرح اس کو نشوونما دیا۔
کون نہیں جانتا کہ بشر کے سن میں بسط اور امتداد دینی ہے اور اسی کو آج ہم حفاظت
سے تعبیر کرتے ہیں۔

ناظرین غور فرمائیں کہ جس کثرت کو قرآن مجید کی کتابت و طباعت اور اشاعت دنیا
کے گوشہ گوشہ میں پوری ہے وہ سب ایک پیشین گوئی کا ثمر ہے۔ دنیا میں اور کسی کتاب کی اس قدر
خدمت اور اشاعت آج تک نہیں ہوئی اور نہ آئندہ جو جس قرآن مجید کی ہوئی ہے۔ قرآن
پاک کی کتابت و طباعت میں جو فنکارانہ خدمتیں آتی ہو رہی ہیں اور کوشش و مصروفیت
نئے نئے نمونے سامنے آ رہے ہیں وہ اسی آیت کی ایک طرح کی تعبیر تفسیر ہے۔ پھر کلام الہی کی
تفاسیر اور تراجم کا جو سلسلہ آج عالمگیر کیا ہے جاری ہے۔ انسان برآمدگی کی بے شمار بانوں میں

اور خصوصیت سے جنگ عظیم ثانی کے بعد ایشیا و افریقہ کے مغربی استعمار سے نجات پانے اور قومی استقلال کے حصول کے بعد قرآن مجید کے تراجم و تفسیر کی اشاعت کا سلسلہ بربرتر کی پذیر ہے۔ حکومتیں ملی ادارے اور ریوریج اٹھنی ٹیوشن آج پورے یورپ و ایشیا کے مالک ہیں تمام دنیا اور قرآن کریم کے حق کی تشریح و تفسیر اور علوم قرآنی کو جدید و متشکک اصولوں پر پرکھنے کا کام عقیدت مندوں کے پہلو پہلو اسلام کے سرعین ہی کر رہے ہیں اور جدید دور کی تحقیقات و اکتشافات بھی قرآن کی صداقت اور اس کے مضامین کی تائید کر رہے ہیں۔ کائناتوں میں ایسا طبقہ اٹھ کھڑا جو قدیم و جدید علوم میں ایسا نہیں جتنی حقیقتی شہادت اور درک رکھتا ہو تو قرآن کی ہدایت و رہنمائی سے ہی نوع انسان کا جو طبقہ محروم رہے مستفید ہونے لگے۔

پیشین گوئی ملے

(باطل) قرآن مجید کسی بھی مقابلہ نہ کر سکے گا

وَإِنَّمَا لِكُلِّ مِلَّةٍ عَذَابٌ بِأَسَاسٍ ۚ وَلَآ يَأْتِيهِمُ الْبَاطِلُ
بِغَيْرِ مُبِينٍ ۚ يَذَّابُنَّ لَهُمُ الْبَاطِلُ ۚ وَلاَ يَمُوتُ خَلْقُهُمْ شَتْوًا
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ عَجَبًا ۚ

ہر مِلّۃ کے لئے عذاب ہے ایک اساس پر۔ اور نہ پہلے سے (یہ کلام) مذکور ہے (بجائے)
باطل اور نہ حیرت سے۔

حضرت ابراہیم غفرلہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں عموم ہے ہندو دنیا بھر کے انسان اور جنات سب کو کہیں اگر چاہیں کہ قرآن مجید میں کسی قسم کا تغیر اور کسی طرح کی کمی کر دیں تو یہ ان کی قوت و طاقت سے باہر ہے چنانچہ روافض نے اس میں کچھ اجراء کو بڑھانا یا الٹنا وہ ایسا نہ کر سکے اور ان اجراء کو قرآن کا جز نہ بنا سکے۔ اسی طرح روافض نے اس میں سے کچھ اجراء کو کم کرنا یا باتوہ ایسا بھی نہ کر سکے۔

حضرت ذہباج فرماتے ہیں حیاتِ باطل من حیث الیوم سے مراد اس میں کمی کرنے اور حیاتِ باطل من خلفہ سے مراد اس میں اضافہ کرنا ہے۔ قرآن کریم

نہ دو لوں سے محفوظ ہے۔

فلسفہ قدیم (باطل من بدین) اور فلسفہ جدید (باطل من خلفہ) نے بہت دور مارا مگر قرآن حکیم کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور اس کے کئی مضمون اور کئی اصول کا یہی مقابلہ نہ کر سکا۔ فلسفہ قدیم نے اس میں کچھ گھسایا اور نہ فلسفہ جدید نے کچھ بڑھایا۔ یہ ایک نکل کتاب ہے کہ ہمیں اب کسی کو فرض کی گنجائش ہی نہیں۔

فلسفہ قدیم کو لب و لہجہ و فکر تحقیق و تحقیق اور مصلحت سے مجبورات تک رسائی پر مبنی کیوں کہ اس دور میں انسان جدید حاضرہ کے وسیع تجربات اور مشاہداتی وسائل سے محروم تھا۔ آلات کی جدید فوج اس وقت تک شرمندہ غلہ نہ ہوئی تھی اس لئے حکماء فلاسفہ قدیم کا سب سے بڑا رہنما قیاس تھا اور ظاہر ہے کہ قیاس نتائج میں قطعیت کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فلسفہ جدید میں غور و فکر تحقیق و تحقیق اور تنقید کے پہلو پہلو تجربات و مشاہدات مہمان نظر آتے ہیں بلکہ یہ تجربات و مشاہدات کامیڈان میں قدر درجہ سے وسیع تر ہونا چاہئے۔ اسی قدر انکار و خیالات (تھیوریز) میں کون و فسخ اور رد و قبول کامل سرعت کا ساتھ جاری ہوتا ہے۔ عناصر میں برابر اضافہ ہوتا رہا ہے حالانکہ جدید ترین عناصر کو بھی جدید کی حد میں بعد از وقت بسیار ہی لایا جاسکتا ہے۔ اس لئے فلسفہ جدید ہوا قدیم وہ انسانی افکار و مشاہدات اور تجربات کا استخراج ہے جس کے اصول و فروغ ہر تحقیق کے آگے چار و گزر سے زیادہ نہیں۔

پیشینگوئی ۱۳

تحفظ سائنس و فلسفہ کے بارے میں

اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

قَسِيَتْ كَلِمَاتِكُمْ اللَّهُ

ان کلمات کے مقابل میں آپ نے اللہ تعالیٰ کا لہجہ:

حَسْبُكَ اللَّهُ وَكَفَىٰ جَعَلَكَ مِنَ الْمُتَمِينِينَ

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے ہیں اور کافی ہے، وہ آپ

کا تابعدار کرے گا وہ لے سوشیں گے۔

كَلِمَاتُكَ يَا مُؤْمِنِيْنَا

آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ کس طرح حرف بگوت پورا ہو کر ہوا وہ ان واقعات سے ظاہر دیا ہے کہ آپ کو قتل کر دینے کے منصوبے باندھے گئے اور کیا کیا سازشیں کی گئیں اور پھر آپ فوجوں کی حفاظت کی یہی منصوبہ قلم میں بھی نہ رہتے تھے۔ لیکن چونکہ خداوند عالم وعدہ کر چکا تھا اس لئے دشمنوں کی تمام تدبیریں ناکام رہیں اور وہ آپ کا کچھ نہ کر سکے۔

اگرچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض غزوات میں زخمی ہوئے اور یہ سونے آپ کو زہر دیا مگر بقیہ اور مقابل ہو کر آپ کو کوئی نفل اور ہاک نہ کر سکا اس طرح قرآن شریف کا یہ پیش گوئی حفاظت نبوی کے متعلق پوری ہوئی۔

قرنہ کی شریف میں حدیث ہے کہ پیچ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا لیکن جب آیت واللہ بمعصک من الناس نازل ہوئی تب آپ نے فرمایا کہ سب اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کر لیا ہے۔

پیشین گوئی کا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ میں عرفی بھی ناکامی کے متعلق

وَاِذْ يَخْلُكُم بَاتِ الدِّينِ كَفَرًا وَاِلَيْهِ تُنَادَوْنَ

جب آپ کے ساتھ کافروں نے خفیہ تدبیریں کی

اَوْ يَكْتُلُوكَ اَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَكْفُرُونَ

آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کریں تو

وَيَكْفُرُوا بِاللّٰهِ وَالرَّسُولِ الْمَذْكُورِ فِيْهَا

وہ بھی خفیہ تدبیر کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرے گا

ابن عرب، جبر بن مسلم، حکیم بن حزام، ان قابل تہ کرہ لوگوں کے علاوہ اور بھی بہت سے سردار شریک تھے۔ اور ایک بہت بڑا قریہ کار پورٹھا شیطان نجد کا باشندہ بھی اس اجلاس میں شریک ہو۔ یہی شیخ نجد اس اجلاس کا پریذیڈنٹ بھی تھا۔ اس پر نوسب کا اتفاق تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایتِ مہدویٰ کی تمام خطرات پیش آنندہ کامر کر دیتے ہے پسند پر یہ حرکت مندر یہ تھا کہ آپ کے ساتھ کما برتاؤ کیا جائے۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ جو مسلم کو بچا کر زنجیروں سے بوندو اور ایک کو شہری میں بند کر دو کہ میں جہانی اور بھوک و پیاس کا شکیف سے خاک ہو جائے۔ اس پر شیخ نجد نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں کیونکہ اس کے رشتہ دار اور پیرو اس بات کو اس کر کے پھرنے کی کوشش کریں گے اور فوج دہرائے گا۔ دوسرے شخص نے رائے دی کہ اُسے ملاؤں کر دو اور پھر کہیں داخل نہ ہونے دو۔ اس رائے کو بھی شیخ نجد ہی نے لولا کہ اسے زکوٰۃ دیا غرض اس جلسہ میں اس طرح تھوڑی دیر تک بھانت بھانت کے جانور بولتے رہے اور شیخ نجد ہی ہر ایک رائے کا فائدہ و زیان سب ہوا ثابت کرتے رہے۔

آخر انہوں نے بولا اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک شمشیر زن انتخاب کیا جائے کہ یہ تمام لوگ بیک وقت چاروں طرف سے محمد مصمم کو گھیر کر ایک ساتھ دھڑکیں اس طرح قتل کا حق انجام پذیر ہو گا تو محمد مصمم کا خون تمام قاتل پر تقسیم ہو جائے گا۔ نبی ہشتم تمام قاتل کی قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہذا وہ بچتے قصاص کے دیوت قبول کرینگے اور دیوت بڑی آسانی سے سبیل کراد کر دینگے۔ انہوں نے اس رائے کو شیخ نجد ہی ذہبت پسند کیا اور تمام جلسہ نے اتفاق رائے سے اس پر رضامند ہو کر پاس کیا۔

ادھر دراندودہ میں یہ شورہ ہو رہا تھا اور ہر آنحضرت مصمم کو خدا تعالیٰ نے ہذر بیسہ دہائی گھار کے تمام شوروں کی اطلاع دیدی اور جبر کا حکم مانا نہ فرما۔

اب جو بیوالہات تھی اسی رات میں مشرکوں کا ارادہ تھا کہ آپ کو گڈشتہ شب

کی قرار داد کے موافق قتل کیا جائے۔

چنانچہ انہوں نے شام ہی سے اگر آپ کے مکان کا احاطہ کر لیا اور اس انتظار میں رہے کہ جب آپ رات کے وقت ملاز پڑھنے کے ارادہ سے باہر نکلیں گے تب آپ پر تکلیف کا حوالہ دیں گے۔ آپ وحی الہی کے موافق رات کی تاریکی میں گھر سے نکلے اور آپ نے سورۃ یسین کی ابتدائی آیت ذم لایعصون تک پڑھیں اور پھر ایک مٹی کی خاک ان کھار کی طرف پھینک دی اور صاف نکلے ہوئے چلے آئے کھاریں گے کسی کو بھی آپ نظر نہیں آئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے ہمراہ لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے اور مگر کسی شبیہ سمت چار میل کے فاصلہ پر کوہ ثور کے ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

رات کی تاریکی میں جب یہ دونوں محب و محبوب غار ثور کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھر چمڑ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس غار کے اندر داخل ہوئے اور وہاں جا کر اس غار کو صاف کیا اس کے اندر جہاں جہاں سوراخ تھے ان کو ٹوٹل ٹوٹوں کر ان میں اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر رکھے اس طرح تمام روز بن بند کر کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر لے گئے یہ دونوں آفتاب و مہتاب تین دن اور رات غار میں چھپے رہے۔

ادھر قریش کے بڑے بڑے سردارانِ اعلیٰ اشتہار شہرت کر کے خود بھی سرخ رمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر غار ثور کے منہ تک پہنچ گئے۔ ان کے ہمراہی سرخ رمانوں نے کہا کہ بس اس سے لگے سرخ جنس چلایا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کسی جگہ پوشیدہ ہیں یا یہاں سے آسمان پر اڑ گئے کسی نے کہا اس غار کے اندر بھی تو جا کر دیکھو۔ دوسرا بولا ایسے تاریک و خطرناک غار میں اندر داخل نہیں ہو سکتا ہم اسے موت سے اسی طرح دیکھتے آئے ہیں، تیسرے نے کہا دیکھو اس کے منہ پر مگر کسی کا جہرہ تھما ہوا ہے اگر کوئی شخص اس کے اندر داخل ہوتا تو یہ جالاہیم و مارم نہیں رہ سکتا تھا چوتھے نے کہا وہ دیکھو کہ تو ترلا رہے اور اندھے نظر آ رہے ہیں جن کو

کہو تم یہاں ہوا مسجد ہاتھی اس کے بعد سب کو اطمینان ہوا اور کوئی اس غار کی طرف نہ بڑھا۔
 القرض کھار اپنی نالتی جو تجویز خانیہ تھا اور نامراد ہو کر وہاں پہنچے گئے اور تین دن کی کوشش
 جنگ کے بعد تھک کر اور ایسوس ہو کر پیٹھ پر ہے اور آپ معلوم ہو حضرت ابو بکرؓ طلب
 خداوندی مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اس طرح پیشینگوئی صحیحہ جزئیہ نمودار ہوئی، اور
 کفار کا اپنے مرادہ میں ناکام ہونا اور جنوری، اللہ علیہ وسلم کا اخیر دم تک قتل و قید و جبر سے
 محفوظ رہنا دیکھنے والی آنکھوں سے دیکھا۔

پیشینگوئی ۱۵

دنیا میں آپؐ کا نام نای ہمیشہ بلند رہے گا

در فضائل ذکر ۱، پارہ ۱۳۰ اور آپؐ کے ذکر کو ہم نے بعد کیا۔
 مشرق سے لے کر مغرب تک زمین کے چرچہ چرچہ پر اور پانی کی سطح پر بلند آواز سے اذان
 و اقامت میں آپؐ کا نام بار بار پڑا جاتا ہے اور یہ مصلوۃ دس مرتبہ پڑھ کر کیا جاتا ہے ہزار میں
 احادیث و روایات کے معال و اقوال کا مفصل بیان ہے پڑھی، اور پڑھائی جاتی ہیں، عالماؤ
 اور محدثین خدا ہی قرب جانتا ہے بے شمار دود و شرب و روز تہ پڑھے چلنے پر اس رفعت
 ذکر کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔

پیشینگوئی ۱۶

تسکرتی کے بعد صحابہ غنی ہو جائیں گے

وَأَنْ يَخْلُقُوا مِمَّنْ مَّيْلًا تَصَوَّفَ يَغْنِيكَ تَكْفُرُ
 انشاء میں مکتوب
 اگر تم کو دے مسالوں ان گدھی کا اندیشہ ہے
 تو اللہ تعالیٰ حقیر تم کو اپنے فضل سے غنی
 اور بے نیاز کر دے گا۔ (پارہ ۱۰)

عرب کالک کوئی زراعتی ملک نہیں ہے وہاں کے باشندوں کے آمدنی کا دار و مدار تجارت ہی پر رہتا ہے۔ نو مسلموں کو یہ خوف اور اندیشہ ہلکا قدرتی خاک اگر غیر مسلموں سے معاشرے و تجارتی تعلقات منقطع ہو گئے تو کہاں سے کہیں گے سہی گئے اس آیت میں سہارا تو ان کی طرف سے اہلین دلائیا جا رہا ہے۔

چنانچہ وعدہ فدوی اور پیشگیونی کی بھائی بیاہی سوانہ تاجروں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان کر دیا ہے۔ یہ تجارت دور دور سے سحرش آئے لگا۔ ہڈیں خوب ہوئیں پیداوار بھی اچھی ہونے لگی۔ فصاحت و فہمیںوں کے در و دار کے کھل گئے۔ اہل کتاب و جبر سے جزیہ کی رقم وصول ہونے لگی۔ غرض مشیت کی ایک حرکت نے اسباب تمام طرح کے جمع کر دیئے۔

سوں نعل مضاعی پر جب آتا ہے تو مفاد عام کو حال کے معنی سے نکال کر مستقبل بعید کے معنی میں کر دینا ہے۔ ہذا یہ پیشگیونی القراض جبر نبوت کے بعد پوری ہوئی سرمایہ کی دولت مند کی اور غنا کا یہ حال تھا کہ نہ کو اپنی دولت کا خود ہی ٹھیک ٹھیک اندازہ نہ ہوتا تھا۔ عبد الرحمن قرظی الزہوی کا جب انتقال ہوا تو ایک ہزار کوٹ تین ہزار بھریاں اور ایک سو گھوڑے الزہ کے ہاں موجود تھے۔ نقد اور اسباب اس کے علاوہ تھا۔ ان کی ایک عورت کو بچہ کے حساب سے ترائی ہزار روپیہ نقد دیا گیا تھا۔

ابو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی بکر ہارورق روزانہ کے مصارف تھے زیر بن غلام کے ایک ہزار غلام تھے جو کرا کر دیا کرتے تھے۔ حضرت ذہیر بن ان کی کمانی کو خیرات کر دیا کرتے تھے اور ایک حبشہ پر اس نے رہنے دیتے تھے۔

پیشینگیونی کا

اصحاب رسول صلعم و آپ کے متبعین کی ترقی تدریجی ہوگی پھر کمال پر پہنچے گی

حَدَّثَنَا أَبُو جَرْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنْتُ أُرَى كُنُوزَ

فَأَسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَحَابٍ مِّثْقَالُ ذَرَّةٍ فِيهِ يَكْفِيكَ الزَّكَاةَ ۖ
 وَيَسْمُرُ كَمَا يَسْمُرُ الْكَافِرُ۔

(پارہ ۱۷) کہ ان کو کھلا معلوم ہوئے گی یہ شور و غصہ کہ اس نے کیا کیا کرنا چاہا تھا

صحابہ میں اولیٰ ضعف تھا پھر دم بدم قوت برپا ہو گئی اس آیت میں اشارت ہے
 فتوحات اسلامیہ کی اور بعد میں ان میں قوت پیدا ہوئی گی۔

قرآن (اعطائے) غایز اسلام کے ضعف اور پھر اس کی تندرستی قوت اور تقویت کی
 کتنی بہت تصویر کشیدہ ہوئی ہے۔

یہ ایک بڑی جامع اور بلیغ مدح صحابہ ہے اور درحقیقت یہ ایک تپش ہے جو خود
 قرآن مجید نے بیان کی ہے اور شاہین صحابہ کے خلاف لبک حب قوی اور دیرپا قوی ہے۔
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جَاهِدُوْا فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَفْعَلُوْا فَاِنَّكُمْ كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ
 جُزْءًا مِّنْهُ ۚ فَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ چنانچہ کافر لوگ جہد صحابہ کی فتوحات اور ترقیوں سے آج تک جیتے
 بھیتے چلے آ رہے ہیں۔

اس آیت میں چھ واقعات اور درج بیان کئے گئے ہیں
 (الف) کہیں کی سوئی کا زمین سے سر نہکانا۔

(ب) سوئی کا مضبوط ہونا۔ یہ ہر درج و درجہ کے مسئلہ میں پورے ہوئے۔
 (ج) سوئی کا موٹا ہونا۔

(د) اپنی نالی پر کھڑے ہونا یہ ہر درجہ و درجہ میں جاکر پورے ہوئے۔ پھر دو
 بیرونی نتائج کا ذکر فرمایا گیا

(۱) کہ ان کا اس گھمبیری کو ہلکا کر دینا جو ان کا دشمن تھا
 (۲) کہ ان کا اس گھمبیری کو ہلکا کر دینا جو ان کا دشمن تھا
 درحقیقت ان کے اسلام دینا۔

(۳) کفار کا انہیں دیکھ کر حسد اور حسرت سے جل کر مرنے لگنا۔ ان اشخاص و اقوام کے
 متعلق ہے جو اسلامی ترقیات اور فتوحات کو برداشت نہیں کرتے تھے۔

مہاجرین کے متعلق پیشینگوئی

پیشینگوئی ۱۵

مہاجرین کو ہرج کی وسعت اور فرخی مائل ہوگی

وَأَمَّا مَہَاجِرُونَ فَسَيَسْبِقُ اللَّهُ يَحْدُثُ
فِي الْأَرْضِ مَرَعَاتٍ كَثِيرًا وَسَعَةً
جو کہ شخص خدا کی راہ میں ہجرت کرے گا اسے ملک
یہ جائے پناہ بھی بہت وسیع اور وسعت
مال بھی حاصل ہوگی۔ (پارہ ۵)

مگر افسوس کہ جس سے مانو ہے جس کے مسمیٰ ہونے کے یہی جادو اس قدر بڑے ہوتے
اور (سَعَةً) فراخی، مال و متاع بھی حاصل ہوگی۔ اس آیت میں دنیا کے متعلق وعدہ ہے
چنانچہ ان کو بڑی بڑی جائیدادوں کا مالک بنایا۔ لاکھوں کروڑوں کی تجارت ان کے
قبضہ میں آئی۔

جبکہ کہ ان کی نصیب دہی ایمان کے لئے تنگ تھی، ان پر بے دینی ستم ڈھاتے چاہ رہے
تھے۔ ان کے لئے آزادانہ آمد و رفت بھی مشکل تھی، حسرت و غربت ان کو گھیرے ہوئے تھی،
افلاس، بیماری، بھوری، کھوکھلی، کمزوری، اس پر ریا یہ تھی۔ اس وقت مہاجرین
کو اہمیت شریفہ میں وسعت و کشادگی کی بشارت دی گئی، جبکہ باب ظاہری اور ماحول
بہتری کی نشاندہی نہ کرتا تھا۔

مگر دنیا نے دیکھا کہ ہجرت جو یہاں کی کا نقطہ عروج تھا وہ اب ایمان کے لئے مستقبل
میں ان کی شاندار کامیابیوں کا نقطہ آغاز ثابت ہوا۔

۱۰ سال گزر رہے تھے اور قافلہ اسلام نے رفعت و شوکت کی طرف تیز گامی سے
بڑھنا شروع کیا کہ کے بے بس لب مدینہ میں اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے اور مہاجرین و

وانصار میں وہ بھائی چارہ قائم ہوا جس کے نتائج یہ نتائج کو مسلمانوں کے حق میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے رہے اور وہ حالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین کے عہد میں شام عراق، ایران، مصر و خراسان اور سوڈان کے مختلف سب سے مساجد میں رہی۔
فادر بن ابی سعید، ابو سعیدہ، عامر بن الجراح، امین الامت، سعد بن وقاص، عمرو بن العاص، در عید اللہ بن ابی سراج وہ بڑے بڑے جنرل ہیں جنہوں نے آل مالک میں نور اسلام پہنچایا اور وہاں کے سنیہ قسم کو اہل ایمان کے لئے کام کر دیا تھا۔

پیشین گوئی ۱۱

مظلوم بہ جبرین کو نیامیں چھر ٹھکانے اور غربت میں جبر عظیم لے گا

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِ الْفِرَارِ عَنْ بَعْدِ
مَا ظَلَمُوا يَتُوبُونَ وَالَّذِينَ لَا يَحْسَبُونَ
وَالَّذِينَ لَا يَحْسَبُونَ الْآخِرَةَ الْأَوَّلَىٰ
وَالَّذِينَ لَا يَحْسَبُونَ الْآخِرَةَ الْأَوَّلَىٰ
اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے ہجرت کی قسم
انہیں بعد میں ان کو دہرا بھی بہت اچھا لگا
دیگا اور آخرت کا اجر تو دیکھیں، بڑا بڑا ہے
کاش انہیں خبر ہو

(یاد ۱۱۴)

اس تین میں ہجرت کروادوں کے سے دو وعدے کئے گئے ہیں اور مساکین بھری
شعبی اور قتادہ نے بیان فرمایا ہے کہ ہم ان میں جبرین کو دنیا میں بھی حیران و سرگرداں نہیں
پہنچنے دیں گے لہذا کو چھ عہدے جگہ دیں گے چنانچہ مساجد میں کہ کوئی مدینہ پہنچ کر بالآخر
ہر طرح کی حکومت و غربت اور خستہ حال ماحصل ہو گئی اور ریاست کہ ہی نہیں سارا صوبہ حجاز
کل ملک عرب بلکہ اطراف مشرق و مغرب بھی ان کے زیر نگیں آئے۔

دوسرے جبر غربت

کون کون معذرت اور پابکار لوگ اس وعدہ صدق کے نوا میں موردِ ظلم و مافی
ہوئے یہ دیکھنے کے لئے یہ جبرین کے اسرار مبارکہ پر نظر ڈالو ان کے حالات پڑھو، ان کی دیکھو

کامیابی سے ان کے احمدی اجر کبیر کا اندازہ لگاؤ ایک مختصر قیامت نے کس طرح سنگڑوں پر گر گیا
 کے باہم کا اعلان فرمادیا یہی ایک آیت قرآن مجید کے کلام ربانی ہونے پر درمیان جبرپ کا نیا
 دین میں کامیابی پر روشن دلیل ہے۔ دنیوی و اخروی سعادت کا بیان حضرت یوسف
 علیہ السلام کے ذکر میں بھی ہے۔ قَالَ اَمْ اَنْتَ تُشْفَعُ وَهَذَا الَّذِي قَدْ اَعْتَمَدْتَ عَلَيْهِمْ اَنْتَ
 مِنْ يَتْسٰى وَبَعْضُهُمْ لِيَوْمِ الْعِلَاقِ يُصْنَعُ اَعْوَالُكُمْ حَسِبْتُمْ اَنْكُمْ كَارِهٰۤیۤاں میں یوسف ہوں
 اور یہ سراہی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہاں جو کوئی لغوی اعتبار کرے ہے اور
 صبر کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ احسان دے گی، مگر نئے والوں کے احقر و خائن نہیں کرتے
 آیت مالات ظاہر ہے کہ مہاجرین نے اپنے اللہ تعالیٰ نے سعادت دارین کو اس طرح
 جمع فرمادیا تھا جس طرح یوسف علیہ السلام کے لئے جمع فرمادیا تھا۔

جب بھی دس بائیس سو صد ہجرت کی گئی ہے وہ خیر و برکت آسائش و وسعت
 کا سبب بنی ہے ورجب بھی مہاجرین یا ان کے جانشینوں نے مقاصد ہجرت سے کنارہ کشی
 کا ثر و بھج، ہم خروج سے مگر کر دست کے کوئی میں جا کرے۔

پیشینگوئی ۲۰

”البعین وشیع تابعین کے متعلق“

وَأَجْرِيْنَ مَنْهُمْ لَمَّا يَلْعَقُوْا اٰمِيْنًا اور ان میں اور دوسروں کے لئے بھی لڑ پ کو
 وَهٰذَا الَّذِي اَنْتُمْ تُخْلِفُوْنَ اِيْمًا یہی جو اگلی ان میں شری ہو رہی ہے اور وہ

(پ: ۲۸۵) اللہ ہر طرح زبردست و رکعت و لای ہے۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ کے بعد جو
 لوگ پیدا ہوں گے وہ بھی آپ کی تعلیم کی آپ کی مکت سے بہرہ ور اور فیضیاب ہوں گے
 اس میں تابعین و شیعیان کی پیشینگوئی ہے جس کی تصدیق اہل بخاری و اہل مسلم

اور ہر رامت سے ٹوٹا اور حضرت امیر مجتہدین و فقہاء و محدثین، درویشا و بزرگانِ دین سے خصوصاً ہو چکی ہے، جن کے مذہب و تقویٰ، علم و معرفت اور علمی و ملی کارناموں سے صفحہٴ تاریخِ مہربان میں اور اسلامی احکام کے استخراج و استنبات میں جو باریک بینی اور کاوش و تہمت کی ہے اس کی مثال دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔

غزواتِ نبویؐ اسلامی فتوحات

پیشینگوئی ۱۷۲

غزوہ بدر کے متعلق

کَرِ اِذَا بَعِدَ كُمْ اللَّهُ مَا بَعْدَ الْوَالِثَيْنِ	اللہ تعالیٰ نے تم کو بعد کیا کہ دو جانوں میں سے
أَمْهَا لَكُمْ دَنُوءٌ وَأَنْتُمْ غَيْرَ ذَا مَتِّ	ایک جاہت تہا، ہاتھ لگی اور تم چاہ رہے تھے
الْشُّوْكَتِ تَكُونُ لَكُمْ دَيْرِيَّةً أَمْ أَنْتَ	کہ میری جاہت تہا، ہاتھ آجئے دہاں والے
يُحْيِي الْهَمَّ يَكْتَسِبُ وَيَقْطَعُ تَاوَالِ الْوَيْلِ	اللہ کا نظریہ تھا کہ حق کا حق ہوا ثابت کر دے

(پان ۹)

غزوہ بدر میں ایسے مسلمان شامل تھے جو اسلام اور سامانِ جنگ کے اعتبار سے بے حیثیت تھے لہذا ان کی تمنا یہ تھی کہ وہ بغیر معمولی دشمن کے ساتھ جو جو پورے طور پر مسلح نہ ہوا کہ مقابلہ برابر کا رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں کو سامنے رکھا کہ اگر اس جوابات عربی پورے طور پر سامنے تھے۔ لڑائی کے لئے تیار ہو کر آئے منزل آگے بڑھ آئے تھے، اور انہوں نے صرف صاف اعلان کر دیا تھا کہ ان کا مقصد مدینہ پر چڑش کرنا ہے۔ یہ لوگ تعداد میں بھی مسلمانوں سے تین گنا تھے۔ بظاہر مقابلہ کسی طرح نہیں ہو سکتا تھا لیکن حقیقی فتنہ و مغرت کے سرچشمہ جنابِ باری تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ اہل حق کو فتح ہوئی اور کافروں کو

رسوائی و ذلت کے ساتھ شکست ملی اور کفر کی جرأت گئی۔

اس غزوہ بدر کے متعلق آیت ذیل میں بھی پیشینگوئی ہے،

ثُمَّ يَهْزِمُهُمُ اللَّهُ بِمَدْيَنَ وَيُوَلِّتُ الْأَدْبَارَ
جہالت شکست کھائے گی اور پشت پیسر کر
ہٹا جائے گی۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کفار کو بدر میں شکست فاش ہوئی تب وہ سمجھ گئے کہ اسی جہالت کی شکست کا اعلان آیت بالا میں فرمایا گیا ہے۔

بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ پر امام بخاری کہتے ہیں کہ کوفہ میں سورہ دفاع کی آیت یَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ أَكْثَرُ لِيَوْمِ فَتَاتِ الْعَسْكَرِ ترجمہ ہم ہیں کہ سو سنت پر کے دن بدلہ لینگے جنگ بدر کے متعلق صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ پر ہے۔ انفس قرآن کا وعدہ پورا ہوا اور پیشینگوئی کے مطابق مسلمان باوجود ضیعت اور کمزور ہونے کے کوفی اور منافقوں دشمن کے مقابلے میں فتنہ در کا سیاہ ثابت ہوئے۔

اگر یہ وعدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتا تو وہ اس بے سرو پا نی میں کہیں کا سیاہ نہ ہوتے اور نہ ان میں سے کسی وعدہ کو پورا کر سکی کوئی ظاہری طاقت تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ وعدہ حدیث کا وعدہ تھا اور اسی نے یہ آیت نازل فرمائی تھی۔

پیشینگوئی ۱۲۔

غزوہ خیبر کے متعلق

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُوكَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَتَدْفَعُهُمْ
وَلَقَدْ أَتَى عَلَى الْكَافِرِينَ الْأَمْرُ فَأَنزَلَ السَّلَامَ
فَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَرَادُوا أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ
لَقَدْ كَانَ عَرَفُكَ اللَّهُ بِمَا يَكُونُ
وَلَقَدْ أَتَى عَلَى الْكَافِرِينَ الْأَمْرُ فَأَنزَلَ السَّلَامَ
فَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَرَادُوا أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ

عَلَيْهِمْ ذُنُوبُهُمْ لَنْ تَغْفِرَ لَهُمْ ۖ
 نے ان کے دلوں میں ایسا پیدا کر دیا اور ان کو ایسے ہی سخت فتنوں کی دیدی۔

(۲۱۵)

اس آیت میں منافقین کی طرف اشارہ ہے۔

خیر بدستہ منورہ سے سو میل کے فاصلہ پر تھام کے راستہ میں یہودی کی ایک سنگم گڑھی تھی اور یہیں دو بلند اور پرقوت یہودی ایک سستی بھی آباد تھی اس جنگ میں کل ۱۹ مسلمان شہید ہوئے اور یہودی کے ۱۲ بڑے کام آئے اور سر زمین تھام پر ان کا سب سے زیادہ مصلوبہ قلعہ خربو گیا۔ اِذِیْنَابِیْنُوْنَا اِسْیٰی اس میں اس بیعت کا ذکر ہے جو آبنے مقام حدیبیہ میں مسلمانوں سے حرم جہاد پر حضرت عثمان کی شہادت کی خبر سن کر لی تھی اس بیعت کا مشہور نام بیعت الرضوان ہے یہ آیت صحابہ سے متعلق ہے۔

حدیبیہ میں مسلمانوں نے دیکھا کہ جو حق جہاد کا چار بڑا سال سے دنیا کو ملا روک رکھا تھا یعنی بیت اللہ میں پہنچ کر طرہ او اکھن اس سے مسلمانوں کو روکا جاتا ہے۔ جہاں کسی دشمن سے دشمن کو بھی گزند نہ پہنچے یا جانا تھا جہاں باپ اور بیٹے کے قاتل کو بھی کوئی گرفتار نہ کرتا تھا ہاں ابراہیم خلیل اللہ کے دین حنیف کے زندہ کر چلے پیغمبر در اس کے جہاں شادوں کو جانے سے اور سنت ابراہیم کے مطابق عبادت کرنے سے منع کیا جاتا ہے لات و عزیٰ اور ذوالخویص کے ماتھے والے پیغمبروں، درختوں، جوتیوں اور استخوانوں پر ناک و گزنیوالے ستارہ پرست، بتلیک پرست، دھڑے، بعض پرست اور خود پرست لوگ مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے حرم کی سر زمین پر آتے جاتے ہیں لیکن ان اللہ کے بندوں کو جو احرام باندھے ہوئے ہوں وہ ان قربانی کے جانور پنے ساتھ لائے ہوئے ہیں ایک قدم بھی اٹھے بڑھے ہیں دیا عائد یہ مصائب کچھ کم نہ تھے کہ اتنے میں ابو جندل آجاتے ہیں ادا میں دشمن لگے جو گھسٹ چلی تو جس سے رمانس پولا بولے معلوم ہوا کہ میں ان کو اس حرم میں قید کر گیا تھا کہ وہ اسلام لے آئے ہیں اب ان کو بھلنے کا موقع ملا اور لشکر اسلام میں

پہوپہ گئے۔ پس مظلوم کو حاصل کرنے میں کفار نے کہا کہ وہ باہمی ماضی منہاج کرنے پر رضامند ہیں
بشرطیکہ ان کا یہ قیدی واپس کر دیا جائے

اجتماعی معاشرہ پر شخصی فائدہ کو قربان کرنا پڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور آپ کی اشارت
سے ابو جندبہؓ بھی اس قدر شاد و کامیاب ہوئے کہ انہیں پھر قیدی میں جانا کچھ گراں معلوم نہ ہوا انہیں
یہاں مسلمانوں کو اس قدر صبر و ضبط اور سکون و وقار اور علم کا نمونہ بن جانا پڑا کہ نزول
سکندرؑ والی کہ بڑی کوئی شخص ایسے نیک اور صالح فرما حالات پر داشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بھی
ایک امتحان تھا اس میں کامیابی کے دو ہفتہ بعد اہل مدینہ کو حکم ہوا کہ بی ایمان اور صرف
خدا کے بت پرست را جماعت ہی یہودان خیر کے مقابلہ کو جاتے۔ وہ قوم یہود جنہوں نے گیارہ
قلمیہ شکم سزا رکھے تھے، جو منینق اور دیگر آلات کا بہترین استعمال کرتے تھے جس سے عرب کے
لوگ بالکل مایوس تھے۔

جنگ خیمہ میں مسلمانوں نے جلالت و وسالت، جواں مردی و شجاعت و ذوق و حب
سے واقفیت، مدافعت و پیشقدمی کے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ کئی میدانوں چوڑی چوڑی
خندقوں میں گھم اور مضبوط قسوں آگے دیوہروں اور جنسوں مہاروں کو ابھوں نے جیت لیا
اور ان کی پیشقدمی کو کوئی بھی دھائی مدیر نہ روک سکی۔

پیشینگوئی، اہل ایمان مسلمانوں کی صفوں کا ذکر کیا گیا ہے اور دنیا کو تنگ ہے کہ مسلمانوں
نے جو مظالم و آلام برداشت کئے ہیں ان میں لاجاری اور معذوری کا اتنا ذیل نہ تھا جتنا
مسلمانوں کی اس قوت اور دی کا تھا کہ وہیں حق کے مقابلہ میں ہر ایک مصیبت کو خند و میثالی
اور کشادہ روی سے سر جانا ہی مشااحت دین کا بہترین ذریعہ ہے ورنہ ہر کسی سے بڑی
جنگ آزمائش زوردار اور قتلوں والی قوم (یہود) کی بستی بھی ان کے سامنے پیچ تھی جس
وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زعمانی سویل کا سفر کرنے اور مکہ کی سرحد پر پہنچ جانے کے
بعد عرفہ پہنچانے کے فاصلہ سے صلح حدیبیہ کے بعد واپس ہوئے تھے تب کفار اور اہل عرب

نے مسلمانوں کے متعلق کیا رائے قائم کی ہوگی؟ ظاہر ہے کہ یہی رائے ہو سکتی ہے کہ قریش کے سامنے
پیشگی بھوکے بچے سر دسا ان کو بھی کیا سکتے تھے لیکن جب انہیں لوگوں نے مدینہ سے آٹھ منزل
پہلے جا کر خود سر جنگ خواہن کے دشمن حفاظتی تدبیر اور جنگی تیاریوں پر فخر کرنے والے حکمران
یہود کو فخر کر دیا تب کسی اور ہی حقیقت کا انکشاف ہوا جو گاہی کہ ان لوگوں کا غر و شکست
صرف رفاہی اور نصرت ربانی کے لئے ہے۔ یہ وہ مشیرِ مہیا کہ جب تک ان کو چھیڑا نہ جائے
تب تک حلا اور نہیں ہوتے

پیشگی کوئی پوری ہوئی اور ابلی ایساں کی دو مختلف اور منف و منف کمال کو
دکھا کر پوری ہوئی آیت بالا میں لفظ انوکھ انوکھ کی شکیست علیہم وغیرہ سے، کیونکہ الہی کا
فیضان یہ ہے کہ یہ حالت بھی آئندہ بھی متزلزل نہ ہو لہذا یہ ایک پیشگی کوئی ہے کہ بیعت
رضوان والے ہی وہ ایمان لوگ ہیں جن کے ایمان میں بھی ترزل واقع نہ ہوگا اور سیکینہ الہی
ان کے قلوب کو ہمیشہ مطمئن اور پرسکون رکھے گا۔ بڑے بڑے آزمائش ان کے پایہ استقدال کو
رہا سکیں۔

پیشگی کوئی ۲۲

غزوہ احزاب کے متعلق

اَمْ يَرْفُؤْنَ لَكَ كُفْرًا جَمِيعًا مِّمَّنْ فَعَرَضُوا بَيْنَ يَدَيْكَ
الْبَلْعُ وَتَوَلَّوْا اَلْاُخْرٰى۔
کیا دشمن کہہ رہے ہیں کہ ہم سب اکٹھے ہو گئے اور ہم
ہی غالب ہو گئے یہو غریب یہ جہالت شکست
کھاؤ گی اور یہ چمچ پیر کر جاگ جائیں گے۔ (پان ۲۲)

مسلمانوں پر یہ نہایت زور کا مہم تھا یہودی قریشی، یہودی اور کنفی سب ہی
قبائل اس حمل میں شامل ہو گئے تھے اور مقصد یہ تھا کہ مدینہ کی آبادی کے اندر رہنے والے
یہودی ان باہری حلا وروں سے بے ہوش تھے مسلمانوں کی کمزوریوں کی اطلاع اور ان کی

تدبیر و مکی خبری لکھ بہ فوج دشمنوں کو یہودی کا تہہ دہتے تھے مسلمانوں کے کیلچہ نہ کو کر ہے تھے
اور وہ کفار کی کثرت اور ان کی قوت و طاقت کو دیکھ کر گہری فکر میں پڑ گئے تھے۔ رسول
کی یہ فوج مختلف لشکروں کا مجموعہ تھی ہر ایک لشکر حسب کھلا تھا اور مجموعہ حزاب کو جسند
کہتے تھے۔

کافروں کو اپنے ہابی اتفاق اور مکمل ساز و سامان پر غرور اور گمراہی تھا۔ اب
کلام الہی کو دیکھو، عرس کرتا ہے کہ ایک فوج ہے جو بہت سے لشکروں پر مشتمل ہے اسے ہر جگہ
ہزیمت کا منہ دیکھا پڑے گا۔ چنانچہ اس جنگ کوئی کے مطابق یہ ہوا کہ نزول آست کے پچیس
دن بعد محاصرہ کریموئے قبائل کی دھیں ہابی سوٹ کا شکار ہو گئیں اور راتوں رات وہ
سب لوگ چھپت ہو گئے۔ اور اس واقعہ کے بعد پھر کسی قوم کو دینہ پر حرا اور ہونے کی ہمت
نہ ہوئی۔

انظرین غور فرمائیں کہ یہ ست مکہ کے میں شباب قوت اور غلبہ کے سائے ظاہری
آہر و قرائن کے وقت ایک بظاہر بالکل بے یار و مددگار شخص کی زباں سے ایسی زبردست
پیشینگوئی کا ادا ہوا اور پھر اس کا حرف بحرف پورا ہوا جانا کیا اہل قرآن کے دلائل میں سے ایک
زبردست دلیل نہیں ہے ؟

پیشینگوئی ۲۲

فتح مکہ کے متعلق

ہم نے تو ہاں میرے عظیم الشان مقصد کر دی ہو	وَأَنفَضْنَا الْكَلْبَ فَمَا مَنِينَا رَبِّهِمْ لَكَ الْاَدَمَا
تا کہ صاف کہے کہ انہی زبان تہا ہے لگے پھیلے گناہوں کو	مَا تَقْدَرُ مِنْ دَنِيَّةٍ وَمَا تُصَدِّقُ دَنِيَّةُ عَصَمَا
اور پور کا کرے آپ پر اپنی کلفت اور تیرے آپ کو	حَلِيلِكَ وَيَعْقِدُ مَلِكُ مَنَ الْاَمَامُ مَسْتَعِينَا وَ
یہ زبردست اور مدد کرے اللہ تعالیٰ آپ کا زبردست	يَنْصُرُ لَكَ الْاَدَمَا نَصْرًا عَظِيمًا ۝ (سورہ فتح)

اس پوری آیت پر جو سورۃ فتح کا نزول ملا حدیث کے اس موقع پر ہوا ہے جب کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ سورہ کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت آپ تمام کو راہینہ
ہیں تھے۔

تھے مرنے کے بعد کہ جب کہ حضرت انشائیہ نے سے باوجود حدیث کے متعدد صحابہ
کا قول ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آیت کو تلاوت کیا تب حضرت عمرؓ
نے فرمایا: لا تخرج عنی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: واللہ یصلی علیک وعلی
صلح مبین حضرت صدیق اکبرؓ کا قول ہے: ما کان معی الا سلام اعظم من صلح حدیبیہ
چونکہ یہ صلح جو ظاہر میں ہرگز کی گئی تھی مگر یہ صلح سلام و مسلمانوں کی زبردستی سے اس
نے اس کو فتح کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اس نیت کے نزول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھ
مسودہ اور خوش تھے اور آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ کو دنیا و مافیہا پر بارہ سو بار ہے اس لئے کہ
حق تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ کچھ سارے ذنوب کی مغفرت اور صحت کا بھی اعلان فرمایا ہے۔

ختم کے معنی مترادف ہے یہ بھی کہ اس میں اور آپ کے اس حجاب کا یہ مطلب ہے کہ نہ پہلے کوئی
گناہ ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ حجاب کی دو صورتیں ہیں گناہ سے حجاب جو بنائے یا عقوبت سے حجاب
ہو جائے۔ یہاں حجاب پہرے کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ آپ کے گناہ کے اس حجاب
کو گیا ہے اور آپ سے گناہ کا وقوع ممکن نہیں ہے اور جب یہ دونوں کے لئے استعمال ہو تو مطلب یہ
ہوئے کہ گناہ اور عقوبت کے اس حجاب خالی ہو گیا اور مسلمان مذہب محفوظ کر دیئے گئے۔

آیت ثانیہ میں صلی اللہ علیہ وسلم کا صحت پر راجع کرتی ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اس میں کس قدر طاقتور تھا اُنہی نے فرمایا ہے: دخل قولہ غائب الحسن۔

چونکہ اس صورت کا متعدد روایات میں مختلف واقعات کی اطلاع دہشتگیوں کی گئی ہو۔
اس نے ہم چاہتے ہیں کہ اذلا متعطل طور پر اس کو بیان کر دیا جائے تاکہ اس دہشتگی کے کچھ میں سہولت
اور تسلی ہو۔

والفہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں خواب بیکار کم کو معتبر میں امن و
 امان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے ملحق و قمر کیا آپ نے یہ خواب صحابہ سے بیان فرمایا اس
 میں آپ نے مدت اور وقت کی تعیین نہیں فرمائی تھی مگر شدت اشتیاق کی بنا پر اکثر صحابہ کی
 لئے ہوئی کہ اسی سال عمرہ نصیب ہوگا اور آپ کا ارادہ بھی اسی سال عمرہ کرنے کا ہو گیا۔

(ب) آپ چودہ سو صحابہ کے ہمراہ مکہ کے لئے روانہ ہوئے اور قربائی کے لئے جا رہے تھے
 جب کفار کو آپ کے آنے کی خبر پورا اطلاع ہوئی تب انہوں نے ایک بہت بڑی جماعت
 کے ساتھ ملاقات طے کر لیا آپ کو کہیں داخل نہ ہونے دیا جائے مالا کہ ان کے صالح و غیرہ
 دشمن کو بھی نہیں روکا جاتا تھا۔ اور پھر یہ مہینہ ذیقعدہ کا تھا جو شہر حرام میں سے ہے جب آپ
 مقام حدیہ پر پہنچے جو مکہ سے نہایت فریب ہے تب آپ کی دشمنی شدید گئی وہ کسی طرح نہیں
 اٹھی آپ نے فرمایا *استلھوا لمرءۃ العلیل* اور فرمایا اللہ اب کو جو مجھ سے محابہ کریں گے جس میں
 حرمت اللہ کی حرمت قائم ہے اس کو منظور کر دوں گا

(ج) وہاں سے آپ نے مکہ والوں کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم ٹرائی لڑنے نہیں آئے ہم صرف
 عمرہ کرنا چاہتے ہیں اور عمرہ کر کے واپس ہو جائیں گے لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا۔
 تب آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا اور وہی مقام پہنچا یا حضرت عثمانؓ کو قریش نے
 روک لیا تاکہ واپسی میں جویرگی ہواں یہ خبر متبور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے اس
 وقت آپ کے باپ حیاں کہ مراد جنگ ہے جو جائے نام صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد
 کی بیعت کی۔ بیعت کی خبریں کہ قریش خوف زدہ ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو واپس بھیجا اور
 پھر مکہ سے چند روز بعد بنی نضل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح نامہ لکھا قرآن پڑھا اس مجلس
 میں مسلمانوں کو خطہ بھی آیا اور کہا کہ تمہارے مدار ماف اور ایک طرف کرنا چاہئے لیکن آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جملہ شرائط منظور فرامیں اور پھر پڑھنے کی بنیادی مسخر خط سے کام لیا۔
 بالآخر صلح نامہ جاری ہو گیا اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ اس سال واپس سے حیات اللہ سال

تشریف لا کر مرہ اور فرامی دس سال تک ہمارے تہلے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی اس درمیان میں جو کوئی آدمی ہمارے ہاں آئے گا ہم اس کو واپس نہیں کر دیں گے درجو کوئی آدمی ہمارے یہاں سے آپ کے یہاں چلا جائے اس کو آپ واپس کر دیں گے۔ صلہ مکمل ہو جائے، دراصل مکہ کے لشکر چلنے کے بعد آپ نے وہی قرآن کریم اور حلال ہو گئے اور مدینہ کیلئے روانہ ہو گئے۔

(۱) مائتہ بیس یہ سورہ فتح نازل ہوئی اور یہ سب واقعہ آخری شہر میں پیش آیا۔
(۲) حدیث سے واضح ہے کہ قرآن کریم اہل شہر میں آپ کے پیغمبر کی جو مدینہ کو تھماں چاہتے تھے چار سو ستر ہشتام کہ صاحب بیوہ کا ایک شہر سے اس علاقے کوئی شخص ان صحابہ کے علاوہ شریک نہ تھا جو حدیث میں آپ کے ساتھ تھے۔

(۳) اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سب صحابہ و مرۃ القضا کے لئے تشریف لے گئے اور اہل زمانہ کے ساتھ کہ پیوچ کر مرہ اور فرمایا۔

دعا احمد نامی جو دس سال تک لڑائی بہہ رکھے کی شہر اعلیٰ قرآن نے اس کو توراہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار آدمیوں کی حیثیت لیکر رمضان پیشیم کی دسویں تاریخ کو مکہ کی طرف روانہ ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے قریب پیوچ کر اسلامی لشکر کو پارہنتوں میں تقسیم کر دیا۔ امینہ پر خاندان ولیدہ میں شہرہ فزیر بن ابی اسحاق مقدادہ امینہ میں ابو صیدہ بن ابی اسحاق کو نہیں فرمایا اور خود بنفس نفیس حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کے ساتھ ملک شکر میں رونق افروز ہوئے اسلامی فوج حضرت علیؓ کے ہاتھ میں خاندان ہر کو بالائے کواہد خالد بن ولیدہ کو شہرہ مکہ کی طرف داخل ہو کر حکم فرمایا کہ یہ ہدایت کی کہ جو شخص تم سے تعزیر کرے اور کہ میں داخل نہ ہونے دے کہ جنگ کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ ذی طوی کی طرف سے گریز میں داخل ہوئے حکمرانوں کے بیٹے مقتول ہیں میرا در سس بن عمرو میرے بچے آدمیوں کو مسلمانوں سے صف ملنے کے لئے اسطرح کہ کر کہنا چاہا ہے کہ اس کا اتفاق خالد بن ولیدہ سے ہو گیا۔ اس جنگ میں بنی مسان شہید ہوئے اور شہر مکہ کی طرف سے ۱۲ آدمی مارے گئے باقی آدمیوں کو ان دینے کے بعد اسلامی لشکر اس میں سے ۲۰ آدمی کو کاتر کر کہی داخل ہوا اور قرآن میں

آیت میں وعدہ ہے اور ان لوگوں سے وعدہ ہے جو تسلیم نبوت کے نوجوان اور عمل صالح کی صفت سے متصف تھے۔ وعدہ میں مندرجہ ذیل چھ پیشینگوئیاں شامل ہیں

(اول) ارض کی خلافت۔ (الف) خلافت کے لحاظ پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قیام خلافت کے اعزاز کو ہمیشہ اپنے ہی اقتدار و اختیار اور انتخاب میں رکھا ہے۔ خلافت آدم کا ذکر کتاب میں بھی ہے قریٰب الخ جامل فی الامان خلیفہ میں نیز میں پر اپنا خلیفہ مقرر کر نیوالا ہوں۔ سینہ دہادہ السلام کی خلافت کا ذکر ہوا تب بھی کسی فرمایا یا اذہنا جملہ حلیۃ فی الامان لے داؤد ہم نے تجھے ارض کا خلیفہ بنا دیا ہے۔

اب یونس صالحین است عربہ کے ساتھ وعدہ ہوا تو کہا ہے یا ایستہ خلفہم یعنی اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے گا۔

اس سے ایک قریہ ثابت ہو گیا کہ خلفاء راشدین کا نام قرآن مجید میں مختار رکھا گیا ہے دوم یہ کہ ان کا تقرر و انتخاب میں جانب اللہ تھا

اب آیت کا نزول مشہور نبوت میں ہوا ہے کیونکہ اس سورہ نور میں واقعہ فک بھی درج ہے جو اتفاقاً علامہ سید نبوت کا واقعہ ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اس وعدہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو مشہور نبوت سے پہلے ایمان لائے ہوئے تھے اسی لئے امنوا حاصلوا الصلوات امنی کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس وعدہ کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر کوئی ایسا شخص جس کا اسلام یا اس کی ولادت نزول آپس کے بعد ہوئی اور وہ خلافت راشدہ جس کا تقرر بارگاہ الہی سے ہوتا ہے، کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ دعویٰ صحیح نہ ہوگا

۱۳۔ الانص کے معنی عام ہیں اور عام میں اگر اس کے معنی وعدہ کی زمین کے لئے جائیں قریب تو اس سے وہی خاص میں لئے جو ایک حد تک بھی ارض موجودہ اور جس اس کے معنی مطلق سے جائیں تب معنی میں بھی عمومی ہوگی۔ قرآن مجید میں اس کا اطلاق عام و خاص ہر دو معنی میں ہوا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ولما فی السموات والانص یہاں پر الانص سے مراد تمام کائناتیں

جنگ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا: وَكَذَلِكَ نَكْتُبُ الصَّعْفَةَ فِي رِزْقِهِ
 یہ سب الارض سے مراد ملک مصر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں یا قوم ادخلوا الارض المقدسة
 اللہ تعالیٰ نے کتب اللہ لکھا اس میں الارض سے وعدہ کی وہ یہ مراد ہوگی جس کی بابت اللہ تعالیٰ
 یہ بھی قرار دیا ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ آلِ اٰدَمَ اَنَّ اَرْضًا مَّوَدَّعًا
 مَّجَادِي الصَّابِقُونَ۔

اب قرآن ہینسنگوں کی الارض سے وعدہ کی زمین مراد ہوگی جس میں فلسطین کا موجودہ
 زمین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو دی تھی جو ہزاروں سال
 سے اس خاندانہ مائتہ رک کی شاخ ہی اسرائیل میں چلی آئی تھی اس کا قبضہ اب خلفا مائتہ
 حمیریہ کو دلایا جائے گا اس حاکم میں کے لحاظ سے بھی آیت میں حضرت ہینسنگوں کی موجود ہے۔ کیونکہ
 نزول قرآن کے وقت نبوی اک کوئی ایسے آثار و قرآن خوددار نہ تھے کہ سماں و زمین سے آگے
 جہہ کر ارض مقدسہ کے مالک ہو جائیں گے کیونکہ دشمن تو خصوصاً سلطنت روم و اراض مقدسہ
 پر قابض تھے یا یہ تیار ہیں کئے ہوئے تھے کہ سرحد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
 فوراً یکادگی عرب پر حملہ کر دیا جائے۔ مگر وہ پیش باجگہ نہ بادشاہ ہیں اپنے مالک سے ملنا
 ہوں اور خود قیصر کی شام کی طرف سے آگے بڑھے اور اس تدبیر سے تمام عرب پر رفت و احد
 میں ہی تسلط نام کی کر رہا تھے اور اس فوجیہ مذہب کا میں نے حیثیت پر عرب میں قلبہ
 حاصل کر لیا تھا اور جس نے اپنے دلائل سے تسلیم کی مبادیوں کو سائے عالم کی نگاہوں میں
 متزلزل کر دیا تھا کام کی صورت تمام کر دیا جائے۔ دشمنوں کی اس تیاریوں پر قرآن فرمادہ ہوگا
 کہ زمین موجودہ برگزیدہ مومنوں کو ملے گی۔ چنانچہ عبیدہ فاروقی میں یہی ہی ظہور پذیر ہوا اور
 کھانا امت خلف کی تشبیہیں طود پر پوری ہو گئی۔

اس ہینسنگوں کے مفہوم الارض میں تمام ممالک میں داخل ہیں اور میں نے فلسطین عراق
 شام ایشیا کوچک مصر ایران بحرین و غیر اسان ہر اکو و یونس اور سوڈان و حبشہ

تمام مالک جو طر کر نیوے دشمنوں کی سلطنتوں میں داخل تھے سب کے سب مخالف کے قبضہ اقتدار میں آ گئے (روم) آیت استغلاف میں صرف فتوحات ملکی ہی کا ذکر ہوا تو کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ جس خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ صرف برکت و نبوی پر مشتمل ہی گزشت میں غور کرو گے تو اس میں مسکتو دین محنت اسلام اور شوکت مذہبی کا بھی وعدہ ہے مگر ہے کہ کوئی کہنے والا کہہ دیتا کہ وہ مسکو دیں دین میں مذہب غیر اسلام کو بھی انفقادین سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے اس کے ساتھ الدی اور فیہم کے پاک الفاظ بھی داخل کر دئے گئے اگر مرقن میری سے اور فیہم کا تکرار ایضاً معلوم کرنا چاہیں تو آیت نکس میں یہ الفاظ ہیں گے ان الدین حدیث اللہ الامام۔ یہ آیات اس کام کے ساتھ دلچ کر دیتی ہیں کہ مخالف کا دین ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب و پسندیدہ (روم) ولید لہم من بعد سوماہ

اس آیت میں امن بے امانہ و مائش تمام وعدہ فاسیت کمال کا اظہار ہے جو خلفاء راشدین کی خلافت میں حاصل ہوا تھا سرور کائنات موسیٰ اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ وہ منسیرگی جو حضور مسلم نے سیدنا حضرت مدی بن سائیم جسے مرانی تھی کہ وہ اپنی عربیں دیکھ لیا کہ ایک عورت منعمائے قہسپا چل کر گرجی اور رستہ میں سے خوف الہی کے سوا اور کسی کا ذکر نہ ہو گا اس کا طور بھی نہ یہ خلافت ہی میں ہوا تھا پس یہ عاتقا مقدس مدد و وفاء و ہر وہی علم و دست پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ الفاظ میں کنسوکسانی کر تہی تالی کے منظر ہیں۔

دنیا میں کسی فاتح کے نام میں اللہ واد صاف کائنات صوابیت و شور ہو کر مسکنہ مقدس و لوی اور محمود تباری کی فتوحات کو دیکھو مسکنہ و معد و نیر سے اٹھتے ہیں ایران کو سادہ کرتا سر کوہ تک میں خداوند کا بل کا حاتمہ کرتا ہوا بیت رک رک چک تک پہنچا ہے تیور کو دیکھو کرتا تار سے، غبار کساں پر تھہرتا جاتا تحت بالی پر طوطا آواز ہو کر بند و ستان میں فح و نظیر کے جہلے پہل پہنچا دے کو زہر دوزیر کر کے سلطان بلدرم کو انگوڑے میں ایسہ کر کے سر دوس کو منفر کرتا تار عا پہنچا ہے۔ میں اس کے حرم سے لہزہ بلاندام ہے وہ شگوب اور کوبالی

مطہقین اس کے سامنے خراج پیش کر رہی ہیں۔ لیکن ان دولوں کے ملکی نظم و نسق کو دیکھو تو بالکل صحیح صفر کی برابر ہے۔

قرآن پاک کی پیشینگوئی تیار ہی ہے کہ خلافت ان دولوں صاف ہر ایک کی جامع ہوگی، ورنہ حکومت کا ایک ایسا نمونہ دنیا میں چھوٹے گی جس کی تقلید کرنے سے آج تک فرانس، امریکہ کی جمہوریتیں بھی دراندہ اور عاجز ہیں۔

چہارم، البعید دسی کے لفظاً فی خلفاء کے غلوں و صدق، ارادت و استحکام علم و عمل پر بیخبر غاری۔ لہذا تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے کی قبولیت کا ظہور وہ بھائی عفت و فخر ہے جو دنیا کریم کے لئے عام تھا، یہاں اس شرف میں خلفاء راشدین کو بھی شایہ کو بیایا۔ دھرم و ملت کو دینی کے فرمانے سے وصفت کی تکمیل ہوگی۔

وصف ہر ایک کی تقسیم ثبات و سلب پر کی جاتی ہے قل هو الله احد الذلہ احد وصف ثبت ہے اور لہ مبدل و لہ یولد و لہ یمیک لہ کفو احد صفت بھی ہے یہاں بھی علیٰ شرک نے توحید کا کمال، اعتقاد کا سوخ، ایمان کی مسامحتی دوام عمل کو بخوبی واضح کر دیا۔

(سُشَم) شَبَّانَ کے فرونے سے شرک علی کے ساتھ شرک خفی کی بھی نفی ہوگئی، یہاں وہ عموماً کاشائے بھی جاتا رہا، اور نور صدق و صفا کا کارن ظہور ہو گیا۔

ان علامت کے بعد یہ بھی فرمایا کہ خلفاء کی برکتوں کا انکار یا اس پیشینگوئی کا اشتباہ بہت بڑے اہم نام تک پہنچا دیتا ہے، اور بارگاہ اجمعی سے لئے سختی کا خطاب میں جاتا ہے۔ تاہم یہ غور کریں کہ جس خلافت کی ضرورت گئی ہے اور جس کی فہمندی، نصرت و امن اور ویزنداری و صداقت گہری کی بات پیشینگوئی فرمائی گئی ہے خلافت راشدہ میں نہیں اسی طرح ہر ایک، امت پوری اتنی جس کی شہادت نہ صرف مسلمانوں کی تاریخ لکھ رہیوں کی ضروریات اور مالک غیر کی تواریخ سے بھی بخوبی حاصل ہو سکتی ہے۔

پیشینگوئی ۲۱

مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوگا۔

وَإِنْ جُنَدُكَ نَالَهُمُ الدَّلَ لَوْ نَا دِينَهُ ۝ ہمارا لشکر ہی برابر غالب ہوتا ہے گا۔

آیت میں تنبیہ کی ہے کہ انجام کار غلبہ حق ہی کو ہوتا ہے اہل کیساں دشوکت محض عاری اور کسی مصیبت تکوینی کے تحت ہو قہ ہے یہی اس صورت میں ہوں گے جبکہ غلبہ سے مراد غلبہ اولیٰ کیا جائے اور اگر غلبہ سے مراد بیانیہ اولیٰ خلد کے محض وقت و مائل نہ جائے تو یہ غلبہ ہر دو میں اور ہر وقت اہل حق کو حاصل رہا ہے اور ہے۔

جب تک مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہ ملی تھی اور نہ دھانت عربی کا حکم ہوتا تھا اس وقت تک وہ برابر گواہوں اور دستم کا نشانہ بنے رہے لیکن جب ان کی مظلومانہ حالت اور پریشانہ پے کی پرہیزگارانہ تعالیٰ نے ان کو دہائی جنگ کی اجازت دیدی اور مسلمانوں کی جمعیت تو فی ظلم ہو گئی تھی کلاس پر لفظ جہنم کا اطلاق ہو گیا اس وقت سے ہر مسلمانوں کو کسی جگہ شکست نہیں ملی وہ لہجہ پر فہم حاصل کرنے کے نصرت و ظفر کی معائنہ میں عراق، فلسطین، شام و ایران، خراسان و ترکستان، مصر و سوڈان کے واقعات بتا رہے ہیں کہ مسلمانوں کو ایک دفعہ بھی شکست نہیں ہوئی اور ہر جگہ ہمیں غلبہ حاصل رہا ایسی زبردست پیشینگوئی کا عنوان دی ملک الملک فرما سکتا ہے جس کے فضل اور اقتدار میں اقوام عالم کی عزت و ذلت کی ترزو ہے اور جس کا علم عینہ مستقبل پر مبنی و سماحاوی ہے کہ انسان کا علم جہد ہی پر مبنی نہیں۔

آیت میں مزید غور طلب لفظ جہنم ہے۔ یہی اپنی لشکر ظاہر ہے کہ الہی لشکر صرف وہی ہو سکتا ہے جس کا مقصد صرف اعلا کر کے اللہ ہوا اور جس کا مدعا جہاد اور خزانے بھرنے والوں سے ادوار ہو۔

جب بھی ایسے دفعہ و اعلیٰ مقصد بدل جائے گا تب وہ لشکر جہنم کہلانے کا مستحق نہ ہوگا۔

اور جب وہ جنڈا کی صفت سے ملدی ہوگی تو اس کا بہت سے مقامات پر غلوب ہو جاتا۔
اقوام غیر کے سامنے مقہور ہو جانا بھی باعثِ حیرت نہ رہے گا۔

پچھلی صدیوں میں مسلمان غلبہٴ عام سے محروم ہو گئے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ صفتِ جنڈا (ابھی لشکر) سے دور ہو گئے لہذا آیت بالا دوسرے جز میں ہے۔

(۱) مسلمانوں کو کبھی شکست نہ ہوگی جب تک ان کا مقصد اعلا رکھ کر اللہ رہے گا۔

(۲) مسلمانوں سے اللہ کا یہ وعدہ قائم نہ ہوئے گا جب ان کے مقاصد بدل جائیں گے۔

پیشینگیوں کی مثال

مسلمانوں کو روئے زمین پر سیٹا اور حکومتیں حاصل ہونگی

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ (پارہ ۱۰ ص ۱۰۱) تم کو زمینوں کے خلیفہ بنائے گا اور تم کو حکومت دیگا۔

یہ آیت عام مسلمانوں کی طرف خطاب فرماتے ہوئے نازل فرمائی گئی ہے اور ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ روئے زمین پر اس کی حکومتیں پورے زمینیں قائم ہوں گی۔

اسی پیشینگیوں کا ظہور صحابہ کرام نے دمشق میں ایک ہزار بیسے تک حکومت کی اور بعد ازاں پھر یہ پھر صدیوں تک حکمران رہے۔

اسی پیشینگیوں کا ظہور ہے کہ عبداللہ فاروقی نے کربلا تک عمر پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہے۔ اور خلفاءِ فاطمیہ کے بعد دیگرے سربراہِ مملکت ہوئے۔

اسی پیشینگیوں کا ظہور تھا کہ دمشق میں انقراضِ دولتِ امویہ کے بعد عباسیوں نے بعد میں پورے جہ و جناس کے ساتھ چھ صدیوں تک حکومت کی۔

اسی پیشینگیوں کا ظہور تھا کہ عباسیہ کے غلاموں نے ترکوں نے ترکستان و خراسان وغیرہ میں حکومت قائم کی۔ پھر انہیں کی ایک شاخ ہندوستان میں نو صدیوں تک حکمران رہی۔

افرنس فرعون، مصر، آکاسہ ایران اور قیصرہ روم کے مالک پراموی، عباسی، ترک و گرد اور غلامان و اطفالان اور دیگر قوم کے مسلمانوں کی حکومتیں ہی پیشینگوئی کے تحت میں ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی جامع پیشینگوئی صرف اللہ تعالیٰ ہی فرما سکتا ہے جو عالم غیب اللہ قادر مطلق ہے۔

پیشینگوئی

مسلمانوں کو اس دنیا میں بھی خوشحالی نصیب ہوگی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ هٰذِهِ الدُّنْيَا كَمَثَرِ الْمَيْمٰنِ ۚ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ كَمَثَرِ الْحُمْلِ الَّذِيْ هُوَ اَنْثَرُوْهُ ۚ وَكَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا ۚ وَلَوْ لَا دِرْهَمٌ اَوْ اَنْصَارٌ لِّقَوْمٍ اَلَمْ نَجْعَلِ لِّلْكَافِرِيْنَ فِتْنَةً ۚ وَلَآ اَجْرٌ لَّهُمْ اَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ ۚ
(پارہ ۱۴)

آیت میں الذیٰں اٰمنوۃ الی ایمان مراد میں (ہذا الدنیا) اس دنیا کی بھلائی سے کئی نعمتیں مراد جو کتنی ہیں شلختے وال غنیمت، نیک نامی، غارغ الہی اور اطمینان قلب وغیرہ بعض مفسرین حضرات نے فی ہذا الدنیا کو احسنوا سے مشتق کیا ہے نبی اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جنہوں نے یہ دنیا میں نیک کی کے ان کو دار آخرت میں نیک و راجحہ بدلہ ملے گا۔

یہ آیات سورہ نمل کی ہیں جو کہ ہے مسلمان دنیاوی حیثیت سے جس میں زندگی اور عزت و انعام میں زندگی بسر کیا کرتے تھے اس کا حال سب کو بخوبی معلوم ہے، حالت یہ تھی کہ کسی کے پاس تھہر مند ہے تو کرتہ نہیں کرتے تو سر مند ہیں کسی کو ایمان لانے کے جرم میں قید کیا جاتا تھا کسی کو گرم پتھر پر لٹا کر اس کی چھاتی پر دوسرا پتھر رکھا جاتا تھا کسی کو دہکتے ہوئے کوٹوں پر لٹکی پیڑ کے لٹا دیا جاتا تھا کسی کے منہ میں لگام ڈالی جاتی تھی در کوڑوں سے مارا جاتا تھا پھر سے گھوڑے کی طرح پھریا جاتا تھا۔

کفار سمجھتے تھے کہ یہی حالت ان کی ہمیشہ رہے گی لیکن اللہ کے کلام نے بتا دیا کہ یہ حالت بدلنے والی ہے۔ دوسلمانوں کی دنیوی حیثیت بھی شاندار ہونے والی ہے چنانچہ فتوحات کے بعد ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان کتنے ستم و ترور اور قتل و دہشت گردی پر سہمہ پائے گئے تھے جیسے دیکھ کر صد اہلِ حق و انصاف کا اقرار کفار و مشرکوں کو بھی کرنا پڑا تھا۔ سن ابی داؤد میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حبابؓ کے کہنے سے دریافت فرمایا کہ تمہارے یہاں قالین ہوتے ہیں وہ بولے ہم اور قالین، فرمایا تم کو نہیں گے۔ پھر ایک وقت آیا جب کہ ان کے گھر میں قالین کا خرشہ تھا۔ پیشین گوئی ۱۹

مسلمان سب پر غالب رہیں گے

وَأَكْثَرُ الْأَكْثَرِينَ إِنَّ كَثْرَتَهُمْ تُغْنِي عَنْهُمْ
مُحَرَّمِ الْإِسْلَامِ كَيْفَ يَنْدَرُ هُوَ تَوَمَّنْ سَبَّحَ عَلَيْهِ
۵۷۰ (پا ۵۷۰)

آیت میں جکا جاگ ہے کہ اگر تم نے شریعتِ محمدیؐ کی پوری پابندی کی اور انھیں اس کے ساتھ احکامِ خداوندی کی بجا آوری میں مشغول رہے تو فتح و نصرت اپنی تنہا ہی ہونڈی اور غلام بن کر رہے گی وعدہ تم دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔

چنانچہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کا تعداد بہت تھوڑی تھی اور لڑائی کا سامان بہت کم تھا۔ اس کے علاوہ مسلمان جنگ کے واسطے تیار ہو کر بھی نہیں آئے تھے لیکن قوی اور زبردست دشمن کے مقابلے میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری ہمدردی کی وجہ سے کامیاب رہے اور جنگِ احد میں باوجودیکہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی، سامان بھی کافی تھا، جنگ کی تیاری بھی کی گئی تھی مگر جو مکر تیر اندازوں کے واسطے حضورِ مسلمؐ نے جو بیز فرائی تھی اس کو چھوڑ کر مسلمانوں نے رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت و دہشت گردی کی تھی، اس نے فتح کے بعد ہزیمت اٹھانی پڑی۔

اسی طرح جب تک انسان اسلامی اصول کے پابند رہے دنیا پر غالب رہے اور جب تک
اسلامی روایات کو حیران دہانہ وقت سے دھواؤں میں جھونکے اور اسی کی تقریباً حکیم نے خبر دی ہے۔
پیشینگوئی ص ۳

مستبزنین کر کے جسے انجام کے بار میں

فَاَصْلُهُمْ كَانُوا مُؤْمِرًا اَوْ مُنْصَرًّا عَنِ الْمُشْرِكِينَ
اِنَّ كَعْبِيَةَ الشَّيْطَانِ لَمِنْ ثَمَرَاتِ
آپ کو جس امر کا حکم دیا گیا ہے صاف صاف
نہی کیے اور مشرکوں کی پروا نہ کیے سم آپ
کے نے مسخر کرنا ان کے مقابلہ میں کافی ہیں۔
(پارہ ۱۳)

مکی زندگی میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف ہر طرح کی جسمانی و
روحانی آفتیں برداشت کرنا پڑی تھیں وہاں دوسری طرف طنز و تمسخر و مستبزار کا بھی
ایک بے پناہ طوفان برپا تھا اور آپ کے زمانہ میں ایک زبردست گمراہ صاحب اثر و
وجاہت مستبزنین کا تھا جس کی بقاعدہ کبھی بنی ہوئی تھی اس کئی کے مقاصد یہ تھے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنی اور دشمنی کی لذت دلائیں مزہ چرائیں اور آپ کے بے عزتی کریں۔ اس
کبھی کے گندے افعال پر عود کر دیا ان زبردست نمونے کی موجودگی میں کوئی شخص پیشینگوئی
شاعت کا اہم ہاتھ ان کام سر انجام دینے کی پت کر سکتا ہے؟

لیکن آیت بالائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ اپنا کام جاری
رکھئے دھماؤں و فحشیت اور ایلان کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پلٹے۔ یہ مذاق اور تمسخر و خوبصورت کارروائی
اور طریق کار اس کی ثابت پیشینگوئی کی جاتی ہے کہ ہم ان کو خود بھولیں گے۔

اس پیشینگوئی کی شہادت میں چند مستبزنین کے نام اور ان کا انجام ذکر کر دینا
مناسب ہوگا۔

انہی میں حضرت بلالؓ، حضرت سہیلؓ، حضرت زیدؓ، حضرت بلالؓ کے ہاتھوں سے

خاک و خون میں مٹی پا گیا اور جسم رسید ہوا۔ حاضرین وائل گدھے پر سوار تھا ایک غار کے برابر پہنچا گدھے نے ٹھوکر کھائی تو وہ سر کے بل گڑھے میں اوندھے منہ جا پڑا وہاں ایک کلمت زیر طاعن قریب دیکھتو موجود تھا اس نے کانٹا سوجن ہو گئی اور سر گر گیا۔ نعین مارت مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا جو اس جاعت میں پیش پیش رہتا تھا اسود بن مطلب جو آپ کی نقیصہ انکار کرتا تھا ایک درخت کے نیچے سوا ہوا تھا تو سخت بے چین تھا کہنا تھا کہ میری ٹھوکر کاٹنے میں جوئے جاتے ہیں۔

حاضرین منہ گدھے پر سوار تھا طائف کے راستہ میں کانٹا لگا اور اسی کے زخم سے ہلاک ہو گیا۔

غزینہ حجاج المدحہ ہوا پھر تڑپتا ہوا مر گیا۔

حارث بن ضیہ بھی پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا تھا جو اس کے منہ سے نکلا کرتا تھا اسی دقت کی حالت میں ہلاک ہوا۔

دبید بن مغیرہ غزائی سردار کانیزہ اس کے اکل میں ٹکارا جان کٹ گئی اور ہلاک ہو گیا ابوہب۔ حدسہ دھاحون میں بتلا ہو کر واصل جہنم ہوا۔ دوستوں اور عزیزوں نے بھی لاش کو اتار نہ سکا گیا کوٹھک چھت پر چڑھ کر اس کے عزیز و غارب نے لاش پر اتنے پتھر پھینکے کہ لاش اس میں چھپ گیا اور وہی ڈھیر اس کی قبر بنا۔

اسود بن یغوث۔ ماہو سوم سے اس کا چہرہ جھلس گیا گھبراہٹ و گھبراہٹوں نے اسے شافت دیکھا گھر سے باہر نڑپ نڑپ کر مر گیا زمانہ پیاسہ کے ارے و انتوں سے باہر نکلی ہوئی تھی زبیر بن ابی امیہ و باکاقرہ بنا۔ لک بن یطلالہ کو بھروسہ پکارتے آئی اور غور مار گیا۔

رکاد بن عبید بنہ نے نہایت بے کھیا و ناخوشی میں جان دیدی۔

حدوہ ابن کے حبیب جو اسود بن عبد المطلب کا پوتا تھا۔ حالت میں زمرہ جو حبیب کا چچا تھا اسی نے اعلیٰ بن حدی جو سخت بد زبان تھا۔ انھیں بن ناکر جو بن کریم مسلم کی ایدہی

کو اپنی راحت سمجھ تھا۔ امیر بن خلع جو مشہور بد زمان تھا، ابو جہل جو ان بد کرداروں کا سرغنہ تھا کئے کھار کش اور سہن زمین تھے جو بری طرح ہلاک، تباہ اور برباد ہوئے۔ خود کو رایت میں پیشینگوئی کئے اشخاص کی ہلاکت پر نقل تھی اور پھر ہر ایک کا انجام کیا سبق آموز حسرتناک اور عبرت انگیز ہے۔

اگر وہ واقعت پر گہری نظر ڈالی جائے تو ہر دور کے مصیبت کی ہمت افزائی اور خدا کے نافرمانوں کے لئے ساریں عبرت اور سہرا بصیرت ثابت ہو سکتے ہیں۔

پیشینگوئی از

حریف سرارانِ قریش آپ کے دوست بنائیں گے

عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ
الَّذِينَ عَادِيتُمْ مِنْهُمْ مَوْزِعَةً ۝
۱۲۸۹

عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اور
تمہارے دشمنوں کے درمیان نمونہ پیدا
کر دے گا۔

آیت مابقی میں مسلمانوں کو کھار کی دوستی اور میل ملاپ سے منع کر دیا گیا تھا اس پر مسلمانوں نے اس حکم کی پابندی میں اس قدر مصالحت کیا کہ بنی سہیل کے قانون سے بھی تجاوز ہو گیا۔

یہ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ اسامہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے ان کی داد دہائی اور یہ وہ وقت تھا جبکہ کھار کو اور حضرت مسلم کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا۔ حضرت اسامہ نے بغیر کسی دیرِ نیت کے اپنی ماں کو گھر میں لے آئے دیا اور ان کے تحفے قبول کئے۔ حضرت اسامہ نے آپ سے دریافت کیا کہ میری ماں مشرکہ ہے کیا میں اس کے ساتھ حرمِ سلوک کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی عَسَىٰ اللَّهُ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا کر دے گا لہذا اب آپ دشمنی اور مخالفت میں اتنے دیر بھوکے حرمِ معاشر

اور مکالم اخلاق سے بگ گذر جاؤ گے آئندہ دوستی جو نئے پرشمرہ ہو پڑے یہی ہے دانشور کا مقولہ کہ دشمنی کے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ دوستی جو مایہ سحر کی مانند اسلوب سلوک پر مدامت نہ اٹھائی پڑے اور دوستی میں بھی دشمنی کے زمانہ کو خیال میں رکھے کہ کوئی ایسی بات اس کے ہاتھ میں نہ دے کہ دشمن جو چاہے تو تجھے مشکل پیش آئے

مذکورہ بالا آیت میں ایک بشارت اور پیشہ گوئی ہے جس میں خدا اسلام کی ترقی اور اس کے غلبہ کی طرف صاف اشارہ رہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی ان کفار سے دوستی ہونے کی بھر اس کے کوئی اور صورت نہ تھی کہ یا تو وہ کفار مسلمان ہو جائیں یا مغلوب ہو کر مسلمانوں کی سرداری قبول کریں۔

چنانچہ اس آیت کے نزول کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اس کا بطور کامل طور پر ہوا۔ کہ فتح ہوا کفار مغلوب ہوئے اور ملت اسلام میں داخل ہو کر مسلمانوں کے بھائی ہو گئے۔ اس سے پہلے تل تضحیٰ اور ان کے اقارب میں محبت دینی عداوت تھی۔ وہی عداوت بعد میں محبت سے بدل گئی۔ ابوسفیان کو نہایت قبر کی نظروں سے دیکھتے تھے پھر ایک ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے صبر و ضبط اور فراں برداری کا ثمرہ عطا کیا۔ وہ غزوہ و اقارب میں لگائی نہ لگا گئی کی جگہ لے لی کہ کے دشمن آج اہم شیر و شکر ہو گئے اس کے تحت چند مشائخ کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ افسوس عرب میں قطعاً امنی کا استعمار پسند یہودیہ و مسیحی کے ان کے اظہار کے لئے کیا جاتا ہے اور وقوف کے قرب کو ظاہر کرتا ہے و قوت دین سے واضح ہو جائیگا کہ پیشہ گوئی کے مطابق جو لوگ آپ کے اور مذہب اسلام کے شدید ترین دشمن تھے وہ کس طرح محبت رسول اور دین کے وعدہ سے۔

(۱) عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بن کریم علی اللہ علیہ وسلم کا چچو بھیر بھائی تھا مسگر اسلام کا اتنا سخت مخالف تھا کہ حضرت محمد صلعم سے اس نے عہد کیا تھا کہ اسے عمر اگر تو زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جائے اور میری آنکھوں کے سامنے آسمان سے اترے اور ترے سامنے چار

فرشتے بھی ہوں اور وہ تیری نبوت و صداقت کی شہادت بھی دیں تب بھی میں ایمان نہیں لآؤں گا پھر یہی عبد اللہ بن ابی رباحی شہد میں دربار نبوی میں حاضر ہوتا ہے اور اقرار شہد دیں کر کے دولتِ ایمان سے معنیاب ہوتا ہے۔

غور کرنا کہ امام ہے کہ عبد اللہ نے غزوہ کچھ دیکھا جو آسمان پر زمین لگا کر چڑھنے اور اترنے اور فرشتوں کی شہادت دینے سے بھی بڑھ کر تھا۔

(۲) امام بن اٹال رحمہ اللہ کا فرماں رواں تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہد یہ حضور صلعم کا لایا موادین اور آپ کا وجود اس کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نعمت تھے وہ مدینہ میں صرف تین دن بموس اہل قید رہے اور قراؤ ہوا اسی روز دل دجاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حریفہ اور شہید بن ہو گیا اور محبت کا سید بن گیا۔

(۳) عمرو بن العاص۔ اسلام کی مخالفت میں اس قدر بے لاک تھا کہ قریش نے وہ بار بھانسی میں اپنا سیغہ لگا کر سیوا تھا تا کہ باہر میں پناہ گزین جنس کو غزموں کی طرح حاصل کر کے واپس لائے وہی چند سال کے بعد گردن جھکائے اور شرم سے آنکھیں میچے کئے ہوئے حاضر ہوتا ہے اور پھر مسلخ اسلام بن کر جاتا ہے اور ملک حان کے داخل اسلام ہوئی پناہ دت اور خوشخبری کے کرات آنہ نبوی میں حاضر ہوتا ہے اور ملک معر کا فاتح اول بنتا ہے۔

(۴) ابوسفیان صحیفہ میں حادثہ نے احد غزوہ سویتی اور احزاب وغیرہ میں مسلمانوں پر حملے کے فدیوں فویم لایا مگر کہ عرصہ بعد ہی اسلام لاکر اور فتنہ ازاد میں ثابت قدم رہ کر فوجات شام و عروہ میں گرانقدر خدمات انجام دتا ہے۔

(۵) ابوسفیان بن حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بھائی شاعر و زبان آلود شریع شریع میں اسلام اور مسلمانوں کی جو میں کلام بکثرت پھر بہدایت ربانی حاضر ہوتا ہے اور احسن الجنتہ کے خطاب شرف ہوتا ہے۔

(۶) ہبیل بن عمرو صلعم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کثرت معاہدہ تھا۔ جب یہ اسلام میں

داخل ہوئے تو انہیں کے قلعہ نے بعد از وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقامت و استقلال بخشنا اور بالآخر شہید ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

(۷) عکرمہ بن ابی وہب مروج شرماء میں اسلام کی مخالفت، و رکعت کی مخالفت میں باپ سے لگے لگے تھے لیکن جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے کا موقع ملا آپ کے چار اشار اور عاشق زار بن گئے۔ فتوحات میں حالہ بن ولید کے یہی دست در باز رہے اور ذوالہجرہ کفار پر ایسے بھاری کھجے جاتے تھے۔

(۸) حکیم بن حزام قریش اسدی انہوں نے ساٹھ سال کفر میں پورے کئے، جنگ بدر میں مسلمانوں کے خلاف بہت بڑا منصوبہ کیا، پھر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں ساٹھ سال پورے کئے، ایک حج کے موقع پر ایک سوانٹ دور ایک ہزار بکروں کی قربانی کی، اور ایک سو فدام آزاد کئے۔

(۹) عبداللہ بن سقی یہ وہ شخص ہے جس کا حضرت صلعم کو صف پر تبلیغ اسلام کے لئے شہرینے لگے تو اس نے بڑوں غلاموں اور اداہشوں کو حضور صلعم پر پتھر پھینکے اور کچھ ڈالنے کے لئے مقرر کیا تھا لیکن چند سال کے بعد یہ خود اپنا سر داروں کے ہمراہ حاضر ہوتا یا نہ لانا، درانی قوم میں تبلیغ اسلام بن کر جاتا ہے اور تمام قبیلہ اس کی کوشش سے ایک دن مسلمان ہو جاتا ہے۔

(۱۰) بربدہ بن العصب سلمی کفار سے قریش کے انصاف و شہر کی خیریت اور عید شہر مسواریں سمر نے کری کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ پکڑ لانے یا ہلاک کر نیک عزم کر کے گھر سے روانہ ہو جاتا ہے مگر جب چہرہ انور پر نظر پڑتی ہے اور کان میں آواز دلسوا آتے ہے تو اپنی بگڑی کو اپنے نیزے پر باندھ کر حضور صلعم کا نشان بردار بن جاتا ہے اور غلامانہ ہرکات ہو کر لگے لگے چلتا ہے۔

ایں شاہیں سینکڑوں کی تعداد میں حبش کی ماسکتی میرا جس سے شامت ہو لے کر ایت بالاپنی رشتہ نیگوئی میں کس قدر وسیع اور جامع ہے، سینکڑوں ہزاروں کے جذبات قلب

اور اس کے انجام کی اطلاع دینا صرف عالم الشیخ کی ہی کام ہے۔

پیشینگوئی ۳

مسلمانوں کو کعبۃ التشریف داخل ہونے روکنے والے کعب کے پاس تک پہنچانے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ
أَنْ يُدْخِلَ كُوفَتِهَا أَتْسُنًا مِّنْ سَعْيٍ
فِي شَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَأْكَنَاتٌ لِّقَوْمٍ
يَذَلُّونَ ۚ وَإِنَّا لَنَاقِلِينَ

جو لوگ اللہ کے مساجد میں ذکر الہی کرنے جانے سے
روکے ہیں اور مسجدوں کی برادری میں سعی
کرتے ہیں ان سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا ان
کوئی نہیں کہ وہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر
پارہ ۱) ہلاکت دہنے۔

دوسرے اصحاب علیہ السلام نے قبل فتح مکہ میں عرہ کا ارادہ فرمایا کفار کہنے
آپ کو کہ میں داخل نہ ہونے دیا، آپ واپس مدینہ تشریف لے گئے پھر آئندہ سال مشہ میں
عرہ کیا اور اس وقت کہ میں صرف تین روز قیام فرمایا پھر مشہ میں کتبعت ہوا تب ان
آیات کا رد ہوا اور کفار کے وہاں داخل کو ہمیشہ کے لئے روک دیا گیا۔
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے نصرت اور استقامت مساجد
کے بار میں۔

چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ فتح
کی، اور اس وقت آپ نے اعلان کر دیا کہ اب اس سال کے بعد یہاں کوئی مشرک آئے گا۔
بعض حضرات مفسرین کے نزدیک اس پیشینگوئی کا تعلق فقہاء و فلاحیت امت میں
سے ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فتح کیا اور اس طرح یہ پیشینگوئی پوری ہوئی لیکن اکثر
مفسرین کے لئے میں اس کا تعلق فتح مکہ سے ہے۔ چنانچہ مشرک کو کعبہ میں داخل ہونے کی ممانعت
کا احکام سید النجاشی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں کیا اور آج تک یہ حکم جاری ہے۔ جو

لوگ سماوی لباس اور وضع قطع میں وہاں پہن جاتے ہیں وہیں عائشہ کی تصویر ہوتے ہیں۔
پیشینگوئی

اس مکہ کے مساران کیلئے حسرت بنینے اور وہ مغرب لوہنگ

إِنَّ الْكُفْرَانَ كَثُرًا يُصْعِقُونَ
کافر اس نے تند و ال حرف کر رہی کہ لوگوں
أَمْوَالُهُمْ يُعْطَىٰ وَأَعْرُسُ يُصْبِلُ اللَّهُ
کو اللہ کا راز ہے۔ کہیں اس کو ہر عرصہ تک ہی طبع
فَسَيُصْعِقُونَ تَكَامُفًا تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً
خروج کیا کریں گے میری مصروف ان کے لئے موجب
حسرت ہوئے اور وہ مغرب کے عائب ہیں۔

اس آیت میں پیشینگوئی فرمائی گئی ہے کہ کافروں کی بدلی خوشیوں میں یہ بیگانہ رہے گی
اور اپنی اس ناکامی کو محسوس کرنے کے بعد ان کو انتہائی حسرت ہوگی اور پھر اپنی انتہائی غلطی
کو پہنچنے کے بعد ان کے اتفاق زر کا اندازہ ایک غزوہ احد کے مصارف سے ہو سکتا ہے جس میں
پچاس ہزار اشغال طلا و ایک ہزار اوسٹ چندہ جمع کیا گیا تھا مزید برآں فوج کو ایک ایک
دن کی دعوت ایک ایک سردار کی طرف سے دی جاتی تھی اس تمام کوششوں کا انجام ہجرت
ذکاکی اور حسرت و افسوس ہی پر ہوا کیونکہ وہ اسلام کی ترقی کے روک تھام اور نہ اسلام میں
داخل ہونے والوں کو متہ کر کے بلکہ انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ابلی مشر کا ر و رسوم
اور مناسبت قدیم کو تبہ ہوتے اور مٹنے دیکھ لیا تھا۔

پیشینگوئی کے مطابق جب بھی دنیا کی کوئی ملت اسلام اور مسلمانوں کو روپ
اور ایمان کی بنیاد پر مٹانے کے لئے متحد ہو کر اپنے وسائل اکٹھے کرے گی اور اپنی حد دی سازو
سامان ذرائع و وسائل کی کثرت سے سازاں ہوگی تو قروں اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ہر
دور کے سچے مومنین کے مقابلہ میں ان کی مسائی ہمیشہ ناکام رہے گی اور ان کی تمام ہمت
چاہے کسی رنگ اور دنیا کے کسی حصہ میں ہوں خطر خواہ ستا جائے پیدا کر کے گئی آخر میں ان کا

حقہ بجز حسرت و صرمان اور کچھ نہ ہوگا۔

پیشینگوئی ۳۲

کفار مسلمانوں کو عاجز نہ کر سکیں گے بلکہ وہ خود رسوا و خوار ہونگے

وَاعْلَمُوا أَنكُم بِغَيْرِ مَعْرِفَةٍ مِّنْهُ إِذْ قَالَ لَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ أَلَا تَأْمَنُونَ ۚ قَالُوا نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ ۚ (یاد ۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسا ہی دکھایا ہے اور پیشینگوئی فرمائی ہے کہ کافر ذلیل و رسوا ہوں گے اور مسلمان ان پر غالب آئیں گے۔

آیت اس وقت کہ جب تکہ تمام معاہدہ شکن کفار کے نام چار مہینوں کا اٹل میٹم دیدیا گیا تھا۔ خیال ہو سکتا تھا کہ کیلے مسلمان اتنے کثیر اور طاقتور قبائل اور قوم کو بیک وقت اٹل میٹم دے رہے ہیں تو اس کا میٹم نہ ہو گا اس آیت میں حق تعالیٰ نے دو مور کا الحاق فرمایا ہے۔

اول۔ کفار باوجود اپنی قوت و طاقت اور فزولیت اور غیرہ کے بھی مسلمانوں کو شکست نہ دے سکیں گے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اپنی ہمت و ہمتی ہے کیونکہ کفار کی مدد و مسلمانوں کے ساتھ صرف دیں اللہ کی وجہ سے تھی۔ اور مسرت و مسرتی

دوم۔ کفار کو اپنی شکستیں ہوں گی کہ وہ ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ آج تک وہ عرب میں بڑے بہادر و مڑے ہوئے اور استقامت گیر تھے جلتے تھے مگر مسلمانوں کے سامنے آتے ہی ان کی شجاعت اور بہادری کا پورا گھل جاتا تھا اور وہ اپنے لکس میں دھل جاتے تھے۔ چنانچہ قبائل خواہد، موہبان اور بنو غطفان وغیرہ کی یورشوں کو جان و مال کا اہتمام و حواقب دونوں پیشینگوئیوں کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں۔

نہ صرف اہل اسلام کو میدان جنگ میں ہریت ہوگی بلکہ ان کے گروہ اور بڑے عقائد

قدیم رسم و رواج کے عمل بھی اسلام کے فطری اصولوں اور تعلیماتِ الہی کے سامنے رفتہ رفتہ منہدم ہو جائیں گے اور اپنے عقائد و خیالات کذبے روٹی اور ربا دی پر مبنی یہ لوگ کفرِ فسوس و لاکر بن گئے۔

پیشینگوئی ۱۷

مسلمان شکرین عربی حمد اور ہوں گے اور شکرینِ موعوٹ ہوں گے

مَسْئَلَتُہٗ فِی مَلُوبِ الدِّیْنِ کَفَرٌ خَا
ہم ایسا کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے
الْوَحْشَ مَا أَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَکُمْ فِیْہِ
اس نے کواہنوں نے اللہ کا سرک ایس چیز کو
بہا سُلْطَانًا
عمرِ احمد کے بڑے کوئی دیں اللہ نے انہیں

قاری۔

(پارہ ۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کھارے کے دلوں میں ان کے کفر کی شامت سے رعب ڈال دیں گے، ان کا کردار ظاہری ان کے کچھ کام نہ آئے گا مسلمانوں کے مفاد میں وہ عروٹ اور زبیں ہوں گے۔

چنانچہ اس پیشینگوئی کے مطابق واقعات بروز پیش آئے ہیں۔ روم اور ایران کے بادشاہوں، ورن کی ہزار سپاہ کے دل میں صحابہ کرام کا رعب ڈال دیا جو کس پوش، دور بے سربازان تھے۔

مسلمانوں کے ساتھ حمید جوہی میں جو ختم لڑائی لھکڑے ہوئے وہ صرف قریش یا قریش کے معبر افراد کی طرف سے تھے ختم دشمنوں کی آگ ہی ہوئی۔ مذکورہ بالا قبائل ایک ایک دو دو مقابل ہوئے، درجہ کوئی فیصلہ مقابلہ میں آیا اسے پھر نذرِ قتل کی جہت نہ ہوئی تھے کہ سات سال کی خورشی بہت میں تمام ملک میں امن و امان ہو گیا۔ وہ قبائل جو گھوڑ و در میں ایک گھوڑے کے پد کا دینے پر پچاس پچاس برس تک لڑائی جاری رکھتے تھے، اور لڑائی کو معمولی

شملہ سے بڑھ کر کچھ نہ سمجھتے تھے مسلمانوں کے سامنے ایسے مرحوب ہو گئے تھے کہ ان کے خلاف کرنے کی ان میں حرکت نہ رہی بلکہ قبائل سے جنگی جہد کے توڑ توڑ کر رخصتہ رخصتہ مسلمانوں کی مخالفت سے دست بردار ہو گئے یہ سب کچھ اسی پیشین گوئی کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں عیب ڈال دیا تھا۔ بلاشبہ ملک میں جن کے ضمیر ہی میں خون بریزی اور بغارت گری تھی یہ عیب ہی یہ فالتھی اور مرعوبیت صرف قدرتی اور مادی ہی کا بلور تھا۔

پیشین گوئی ۳۷

ولید بن مغیرہ کا اپنی ناشائستہ حرکتوں کی وجہ سے ناک اور چہرہ داغدار ہو گا۔

سَيَكُونُ عَلَى الْخُرَظُومِ (پارہ ۴۶) سو ہم مقرب اس کے ناک پر داغ لگا رہے۔

دید بن مغیرہ قرآن مجید کے چٹلانے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمشیر کرنے میں سب سے آگے آئے تھے رہا تھا مسلمانوں کو اس کی یہ ناشائستہ حرکت ہدایت انگیز تھی لیکن کہیں اس کی ننداری اور غرور کی وجہ سے اس کو روکنے کی امت و طاقت نہیں تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صدر اور سرخ کو دور کرنے کے نئے طریقے پیش دہرے فرمایا کہ ہم اس کے وحشیانہ کفر کی پواش میں اس کے چہرہ اور ناک کو داغدار کر دیں گے یہ خبر کہیں اس وقت دی گئی جس کے مسلمانوں میں دشمنوں سے وعدہ کرنے کی معمولی عادت بھی نہ تھی بلکہ انہیں اپنی جان بچانی مشکل عورتی تھی مگر جب ہجرت کے دنوں سے بعد یہ روک ٹوک ہوئی تو ولید کی ناک پر تلوار کا ایسا گہرا زخم لگا کہ اٹھا ہونے کے بعد بھی اس کا نشان نہ مٹ سکا۔ یہ زخم جنگ میں تلوار کے ساتھ آواز سے بھی نہ پر زخم لگا اور وہ بھی جگہ جگہ حالت میں نہایت دشوار ہے پہرہاتہ تھا لٹا ہوا، ناک کا یہ آواز زخم پہنچے جس سے اس کا جڑا ہوا ناک کٹ کر اٹس الٹک نہ ہو بلکہ ایسا ایک ایسا گھوٹا نشان پڑ جائے جس کی قرآن حکیم سے خبر دی ہے یقیناً اس بات کی کھلی ہوئی تہادیت ہے کہ یہ جرحہ جو حدائقِ نبیہ اور

اسی کی مدد سے ہوا انسانی ارادہ اور اس کی طاقت کا اس میں وزن برابر دخل نہ تھا۔

پیشینگوئی ۳۷

ابوبہب اسکی بیوی دونوں ہلاک اور تباہ ہو گئے

تَهَنَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ وَتَبَّتْ مَا بَيْنَهُ
عَيْنَا مَالِدٍ وَمَا كَسَبَتْ سِبْطُهُ
كَانُوا ذَاتَ لَهَبٍ وَابْنُهَا نَسَبُهُ
لَهُمُ الْحَطَبُ فِي جَنَّةِ حَبْلٍ بَنَتْ
فَقَسَدِي ۝

ابوبہب دونوں ہتھ لٹ گئے وردہ مہر د
ہو گیا اس کا مال اس کے کام یا اور اس کی
کافی ہو متقل عرب میں ایک شہر دن آگ میں
پڑ گیا اور اس کی صورت بگڑ گیا ملا کر نہ
وہی اس کی گردن میں ایک سی پڑی ہو گی ہو گی

ابوبہب بھٹل معنی شعلہ کا باپ۔ عرب میں کیت کا رواج تھا۔ یہ کنیت ایک مضر
قریش عبد العزی بن عبد المطلب کی تھی۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا چونکہ اس
کے چہرہ کا رنگ بہت ہی سرخ تھا اس کے آٹھی زردار، کی جا پر اسے ابوبہب کہنے لگے تھے۔
یہ اسے عرب کے عزیز ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
مش کا شہر ترین مخالفت تھا۔ وردہ بہت کمزور کا با اثر رئیس تھا۔ یہ سورسی اللہ عبدالم
کے سب سے بڑے مدعا کوہ مذہبی میں حاضر ہوا تھا جب اس نے ساکریٰ صنم جات بدعات
کیا اتفاقاً وہی تلقین کرتے اور احوال پر آمندہ نتائج مرتب ہوئی کہ وہ تھے بہت اس نے
اپنے دونوں ہتھوں سے اپنے کی طرف اشارہ کر کے نفیریں دے کر کہہ دیا تھا
يَا لَكَ سَرَّالْيَوْمَ اَلَيْهَذَا مَوْتُكَ تَجِبْ دُنْ بَحْرَتَا بَا مَهْ كِيَا لَوْلَا مَهْ كُوَا نِهِيَا مَانُو
کے سنالے کو بلایا تھا (صحیحین میں ہے عیاش)

یہی صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا حضور اور بہتر تن عکس تھے حضور نے اس کے فقرہ کا کچھ جواب
نہ دیا مگر گرفتاری کو اپنے حبیب کے خلاف ایسے اتفاقا کیوں داشت کیونکر ہو سکتی تھی ہر

جو اب میں خود اس کے الفاظ کو ٹاڈ دیتے گئے اور اس کے حسرت تک بھم کا اعلان بھی بطور شہین گویا فرما دیا گیا۔

پیشینگوئی میں امور پرستہ تھی،

(الف) حضور مسلم کے خلاف اس کی جلد تداویر پر سودہ جوں گئی

(ب) اولاد و رمال اس کے کام نہ آئیں گے۔

(ج) وہ خود آگ کا ایسا دم بنے گا۔

خوب یاد رہے کہ جب یہ صورت نازل ہوئی تھی تب ابولسب اپنی پوری قوت و اقتدار

کے ساتھ ایک رکنہ شخصیت کا ملک تھا

ذرا جیسا تو کچھ کوس وقت یہی مجلس پی ہوگا جب پیشینگوئی کی جا رہی تھی کہ سب اپنی

ہلاکت اور زنا مادی سے اس کا مال و دولت اسے ذرا نہ بچا سکے گا اور اس کا منتقل سرمایہ

اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

اب خود کچھ بولسب کے چار بیٹے تھے دو بدعت کفر اب کے رہنے مرے۔ اب کو اس

نہ نہ تو کیا پسوست دونوں بڑے داغ بنے۔ دل ذر کو کسا کر دیا دو بیٹے اور ایک بیٹی

مشرف باد سلا ہوئے اور بپ کو ان کے ایمان لانے کا کم بھی نہ پانڈا۔

ابولسب خود طعنوں میں ہلاک ہوا ابلی عرب طاعون سے منت خائف تھے اس کی دہش

کو گھر سے نہ اٹھایا گیا مگر جنت کھود کر اوپر ہی سے اس قدر دہش اور پتہ اس کی پاک لاش پر

پھینکے گئے گرد ہی اس کی گور بن گیا۔

پیشینگوئی تمام کھار کی آنکھوں کے سامنے اس آیت کے نزول کے پندرہ سال بعد

موسو پوری ہوئی۔

ماہر امتناعی اہل میل بنت حرب بشیرہ ابو سفیان رسول خدا مسلم اور آپ کے

مشن سے مخالفت اس کی حد غلظت پہنچی ہوئی تھی اور اس عورت کو نبی مسلم سے شدید

عداوت تھی وہ خود جنگل میں جاتی کھٹے اکٹھے کرتی اور رات کو آپ کے راستہ میں بچھا دیتی تھی۔
 نفسیہ حالت میں بے کلاس کی موت اسی طرح واقعہ ہوئی سر پر لکھوی کا گٹھا تھا
 راہ میں تنگ گئی تو گٹھے کو پیٹنے سے لگا کر خود ستانے لگی جب پھر چلنے کا ارادہ کیا اسی رسی کا
 جس سے کھڑیاں بندھی ہوئی تھیں پھندہ اگر دن میں پڑ گیا اور نکلے دیوں کا گٹھا پلنت کی طرف
 مالاگیا جس کے پوجے سے وہ پھندہ اچھا نسی کا بن گیا اور بے ہلاک ہو گئی اور ایسی ہی آیت میں
 پیشینگوئی کی گئی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

پیشینگوئی :-

مشرکین کعبۃ اللہ کے قریب نہ جائیں گے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْبَيْتُ لِلَّهِ تَعَالَى
 فَحَسْبُكُمْ لِلَّهِ تَعَالَى وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
 بَعْدَ ظَهْرِهِمْ مُصَدِّقًا ۚ (پارا ۱۰)

پیشینگوئی پوری ہوئی کہ قریب چودہ سو سال سے کوئی مشرک ہرگز کعبہ شریف کے
 قریب بھی پہنچے نہیں پایا

کعبۃ اللہ مالک الیثار کے ہیں وہاں واقع ہے اور اتنے عرصہ میں بڑے بڑے
 انقلابات ہوئے مگر کوئی مشرک وہاں نہ جاسکا اور انشاء اللہ تو فی نہ جاسکے گا

جس رب العالمین نے چودہ سو برس مسلمانوں کے و ذوالکرم محفوظ رکھا آئندہ بھی حفاظت فرمائیگا
 (ذوالحجہ ۱۰۸۸ باب ۵ وسیر الاسلام باب ۱۷۷ (از نوید جاوید)

ترجمہ مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے قَالَ سَوَّلَ اللَّهُ مَنَظَرَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 (الْحَرَامِ) إِلَى يَوْمِ يَوْمِ الْمَصَارِي مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ هَـ لَا أَدْعِيهَا إِلَّا مَسْتَأْذِنًا حضرت محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذیرۃ عرب کو مسودہ نصاریٰ سے پاک و صاف کر دوں گا یہاں تک

کہ سوائے مسلمانوں کے، میں کسی کو نہ چھڑوں گا۔ عرب مسلمانوں کا تقاضہ
 یہی تھا کہ وہ ان سوائے مسلمانوں کے کوئی نہ رہے۔ چنانچہ فاروق اعظم نے یہ وجہ اس
 حدیث کے یہودی کوئی غیر مسلم نکالا اور ان کو شام میں بسایا، اگر کوئی کہے کہ دیں میں ایسے دور میں
 ممالک میں کہ مزارعہ سال سے ان پر کوئی غلبہ نہیں آیا تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ پھر عاقلاً
 یہ نہ ہے ان کی یہ حالت دعویٰ کے بعد نہیں ہوئی، خلاف یہاں کے کہ بعد حکم یہ صورت اب تک
 پائی جاتی ہے۔ پھر ہر ماہ انگریزی حکومت کا ظہر ہوا یہاں تو اس وقت سے اب تک کسی
 کام میں بھی غلبہ نہیں ہوا۔

منافقین کے متعلق

پیشینگوئی ۳۹

دنیا میں منافقین کا کوئی مددگار نہ ہوگا

وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ قَرْنٍ وَلَا تَحِيصُ منافقوں کا دنیا بھر میں کوئی ہم کام بن نہ والا
 (پارہ ۱۱) اور ان کی مدد کرنا نہ ہوگا۔

اسلام سے پہلے تو کل عرب کو ماہی جنگوں میں سلطنت فارس یا سلطنت روم کی
 امدادیں دیا کرتی تھی، لیکن جب منافقوں کے متعلق مدینہ سے اخراج کی پیشینگوئی فرمائی گئی
 تو یہ بھی بتادیا گیا کہ اب کوئی سلطنت ان کی مدد بھی نہ کرے گی، چنانچہ اسباب فتنہ جنگ
 اہل عرب کی شکست کھاکر سلطنت روم کے پادروں سے بھی امداد طلب کی، لیکن اسے کوئی بھی مدد
 نہ دی گئی، جب اس ایام خفائی نے مرتد و بارگرمیائی انجام دے کے بعد دوبارہ بڑھل میں حاضر ہوا
 کی مگر مسلمانوں کے خلاف سلطنت سے کوئی مدد نہ لے سکا یہی حال اکثر منافقین اسلام کا ہوا اور
 پیشینگوئی اسے العاقبہ میں صحیح ثابت ہوئی۔

اور اگر کوئی اداوار محاورت پر لکادم ہو اکی تو وہ ناکام ہو کیونکہ وہ ایسی بڑا کاٹس
جس کے نتائج ہریت و شکست ہوں اداوار نہ لٹا ہی ہے۔

پیشینگو فائٹ

منافقوں کو دوسری مار پڑیگی

سَمْعِدِيَّاهُ مَقْرَبِيْنَ ثُمَّ يَرْدُّوْنَ اِلَى عَذَابٍ عَظِيْمٍ۔
ہر ان منافقوں کو یکے بعد دیگرے دوسرا عذاب
دیئے گئے اور بعد ازاں وہ عذاب عظیم کی طرف لٹائے گئے۔

یہ آیت منافقین کے متعلق ہے جو جہاد سے بلا وجہ پیچھے رہ گئے تھے ان کے لئے عذاب
اولیہ تھا کہ ان کو جوئے عذر پیش کرنے کے لئے بہت سے جھوٹ بنائے پڑے جس سے وہ اپنے
خیمہ کے سامنے سب سے پہلے رسوا ہوئے پھر قوم دھگ کی نظریں جوئے، خد اور وعدہ شکن
نمایاں ہوئے اور سب کی نظروں سے گر گئے۔

یہ اضلای عذاب سخت ہوتا ہے کیونکہ خیمہ انسانی ہر وقت اس کو تار تار ہے اور دوسرا
عذاب یہ تھا کہ اس داماد سے عروسی رہی جس کی محبت نے ان کو جہاد کی شرکت سے دور رکھا تھا۔
دوسرا عذاب انہوں نے اپنی زندگی ہی میں چمک لئے تھے۔

عذابِ یہیم یہ عذاب ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے اور وہ اپنی کیفیت و کثرت
کے اعتبار سے سب سے زیادہ دیر پا اور عبرتزا ہوگا۔ جس کو بچاؤ اور حفاظت کی کوئی تدبیر
بھی نہ ہو سکے گی۔

پیشینگو فائٹ

منافقین ہر طرح خسران اور ٹوٹے میں پسینگے

اُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ اِنَّ اِلٰهَ الشَّيْطَانِ يَكْفُرُ بِمَا يَكْفُرُ بِهَا الشَّيْطَانُ

جَزَاءَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ النَّارُ (پارہ ۲۵) خسران زدہ ہو گا۔

سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئی ان منافقوں کے متعلق ہے جو یہود کو پسند کرتے تھے اور ان کے معاہدہ اور دوست بنے ہوئے تھے۔ آیت میں تنبیہ کی ہے کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی و اتحاد شیطان کا کام ہے اور اس آیت میں، نگاہ کیا گیا ہے کہ یہ لوگ ضرور مزدور نقصان اٹھائیں گے اور رسول اللہ کی مستقل بیعت نظر ہے۔

چنانچہ جنگ امد کے بعد منافق لوگ زخمی ہو کر رہے اور نہ اُدھر کے رہے اور قرآن حکیم کی پیشین گوئی پوری طرح ثابت ہوئی۔

پیشین گوئی ۳۳

مَنْ يَفْقِرْ مِنْ بَيْنِنَا فَمِنْ قَبْلِهِ سَلَامٌ (۳۳) اُس کیلئے اور کسی جگہ بلکہ جہاں بھی یہ جائیں گے پھرے جائیں گے اور بری طرح قتل کے جائیں گے

لَقَدْ نَزَّلْنَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَمٌ وَالْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يَنْفِرُ بِكَ وَالَّذِينَ يَنْفِرُونَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلٌ لَمَنْ عَنِ النَّاسِ أَتَاكَ مَا تَصَدَّقَ (پارہ ۲۳)

مگر منافقین اور وہ لوگ نہ اُڑائے جن کے دلوں میں روگ ہو اور جو مدینہ میں اُلوام اُڑایا کرتے ہیں تو ہم ہر در آپ کو ان پر مسلط کریں گے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں قدرے قتل ہوئے یا نہیں گے اور وہ پھٹکار پٹے ہوئے ہوں گے پھر جہاں وہ جائیں گے پھرے جائیں گے اور بری طرح قتل ہو جائیں گے

اس آیت میں پیشین گوئی ہے جس میں منافقین کا انجام بھی بتلایا گیا ہے اور ان کے اچھ م کی مدت اور ایام کا بھی تعین کر دیا گیا ہے۔

یہ آیت سورہ احزاب کی ہے واقعہ احزاب میں رسول اللہ بن مسعود کی جفا سے پہلے تھی زیادہ منافق زندہ تھے آیت میں بتلایا کہ ان سب کا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

کے دوران ہی خاتمہ ہوا تھا۔ یہ مدینہ سے نکال دیئے جائیں گے اور یہاں سے جانے کے بعد دولت و خواہی کے ساتھ قتل کئے جائیں گے چنانچہ عیسیٰ ہی ہوا اور قبل ازان کہ نبی کریمؐ غزوہ بدر پر آدھم شہم ظاہر ہو کر نظارہ عالم سے بدرجائیں حضورؐ نے دیکھ لیا کہ مدینہ ایسے اشرار سے بالکل پاک صاف ہو گیا۔ یہی راز تھا کہ سفر میں جبکہ حضورؐ نے خیمہ وادی کی حدیث کو سرسبز و آبست فرمایا وہ یہ کام طیبہ رکھ دیا تھا۔

آیت مندرجہ ذیل پیشگوئیوں پر مشتمل ہے :

(۱) لَنْ تُقْبَلَ يَتْلُو بَعْضُ مَنِ الْفِكَارِ رَوَّلَ اَنْ كَ طَلَا كَارِ رَوَّلَ كَرِيءَ كَا۔

(۲) اَلَا تَاْنُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنْ اَلَا قَلِيْلًا شَہرِ مَدِيْنَةٍ مِّنْ اَنْ كُوْرُ رَوَّلَ سَلَمَ كَرِءَ رَوَّلَ كَا لَانِہ بہت کم لے گا۔

(۳) مَعُوْنِيْنَ دَہ لَہ زِدَہ ہوں گے ہر طرف سے ان پر پھینکا پڑے گی۔

(۴) اَنْبَا كَا تُعِيْوْا اَنْبَا دَا مَدِيْنَةٍ نَظَنَ كَ بَعْدَ جَاہَا كَہِيں جائیں گے پکڑے جائیں گے۔

(۵) قُبُلُوْا اَنْبَا نَبِيْلًا ہرگزین طرف سے قتل کئے جائیں گے۔

”تاہم یہ اسلام پر نظر رکھے والے جانتے ہیں کہ منافقین مدینہ ان یا انہوں میں سے کون سے کا مصداق بن کر دولت و رسوائی کے ساتھ رسوا کن اور عزیز ساک انجام کو پہنچے منافقین کی جماعت ظاہری طور پر مسلمان مگر دل سے کافر تھی ان کا ظاہر و باطن دونوں اور رات کی طرح متضاد تھا کہیں دشمن اور جیسے دشمن میں یہ فرق ہوتا ہے کہ جب تک منافق باہر رہتا ہے منافق حزب اللہ اور حزب الشیطان دونوں گروہوں سے حامی اور وقتی کچھ فائدہ حاصل کرتا ہے مگر جب حالات کو موٹ جیتے ہیں اور حق و باطل کی کشمکش نصرت و ظہر پر پناہ سقتم کرتی ہے تو حزب الشیطان کا پردہ میں رہے والا گروہ جو اسلامی اصطلاح میں منافق کہلاتا ہے کہلے دشمن سے بھی کہیں زیادہ رسوا اور ذلیل ہو کر جلتی بلکہ روحانی اذیتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔“

چنانچہ ہمدردی اور اس کے بعد ایسے تمام سریشا آخر میں دلیل سے نہیں ٹھہرتے رہے ہیں۔

مخلفین جہاد کے متعلق پیشین گوئی

پیشین گوئی ۳۳

جہاد میں شریک نہ ہونے والے غرض خواہوں کے بارے میں

فَرَحَ الْمُتَّقُونَ لَئِنْ رَفَعُوا يَدَهُمْ فَسَوْفَ يَنْتَصِفُ عَنْهُمْ كَيْفَ بِحَدِّ اللَّهِ وَكَيْفَ بِوَعْدِهِ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِئٌ بِالنَّاصِينَ
وَلَا تُغْنِي عَنْهُمْ كَيْفَ بِحَدِّ اللَّهِ وَكَيْفَ بِوَعْدِهِ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِئٌ بِالنَّاصِينَ
لَا تَسْعَى دُونِ اللَّهِ الْيَوْمَ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَكَاؤُا بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
وَلَيْسَ كَوَافِلُهُمْ أَهْلُ الْوَعْدِ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
يَكْسِبُ بُيُوتَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ لَأَخَذْتُمُ مِنْ دُونِهَا
مِنْ غَيْرِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَأْذِنُوا لَكُمْ لَكُمْ
فَقُلْ لَنْ تَكُونُوا آمِينَ أَنْتُمْ أَوْ تَقُولُوا
مَعِيَ عَدُوًّا أَلَا تَكْفُرُونَ خُذُوا بِالْعَمَلِ
أَوْ تَكْفُرُونَ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

(پہلے ۱۰) لاؤ گے جو وہی ہو کہ پہلی بار ہی تم نے پیچھے رہ کر نہ کیا تھا جو پیچھے رہ جاؤ گے معذروں

کے ساتھ اب بھی پیچھے رہو۔

غزوہ تبوک جو حکیم گرامس برہ تھا اسی میں جہاد میں نہایت حسرت اور توجہ

پیشینگوئی ۷۱ مخلفین جہاد کے متعلق

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اٰيَاتِ الْاَعْدٰى وَلَا تَتَّبِعُوْا اٰيَاتِ الْاَعْدٰى وَلَا تَتَّبِعُوْا اٰيَاتِ الْاَعْدٰى وَلَا تَتَّبِعُوْا اٰيَاتِ الْاَعْدٰى
 اِن بَادِیَ جَسَدِیَ سے کہہ دیجئے کہ جو لوگ مجھے پرہنے
 والے ہیں کہ تم کو آئندہ قریبی زمانہ میں ایک نئی
 جگہ قوم کی طرف طلب کیا جائے گا تم ان سے جنگ کرو
 گے یا وہ فرماں بردار ہو جائیں گے اگر تم نے اس
 وقت اطاعت کی تب تم کو اس کا چھ بھر
 دیا جائیگا اور اگر تم نے اس وقت پہلے حکم سے

(پارہ ۲۷) سے منہ پھریا کہ اس سے پہلے کہنے پہنچے کہ تم کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔
 اس آیت کو ہر دو آیات مندرجہ بالا سے ملا کر غور کرو تو چند امور ثابت ہو جائیں گے۔
 (۱) مخالفین چھبے رہ جانے والے، کو سمیت رسول تو قطعاً محروم کر دیا گیا۔
 (۲) مخالفین کو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریبی زمانہ میں دعوت جہاد دیتے جانے کی پیشینگوئی
 فرما لی گئی۔

(۳) بطور پیشینگوئی صرف کھجرات جنگ جوئی وغیرہ ہی بنا دی گئیں
 (۴) اس جنگ کا انجام قتل یا شکن کی فرماں برداری بھی بتا دی گئی
 (۵) اس دعوت کی اطاعت پر اجر حتمی کا وعدہ
 (۶) دعوت کی عدم تعمیل پر دردناک عذاب کی وعید۔

اب آپ عہد صدیقی پر غور فرمائیں ان کی اس دعوت عام کے فرمان کو جسے واقعہ نے حقیقتاً
 سچا نقل کیا ہے پڑھیے اور پھر ان سے کہہ دیجئے کہ جو عہد صدیقی میں تھے جو قبل
 شوہ کے نام سے معلوم ہو جائیگا کہ اقوام تو دنیا میں جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اسی میں جہاد کا کبھی

موقع نہیں ملا تھا، پھر آپ دیکھیں گے کہ ان کو رومایسی عظیم سلطنت کے مقتدر میں روئے کیا حاکمات
ہے جو نصف دنیا پر حکمران کی جوانی جنگ ہوئی اور عرب دانی کا ثبوت ایمرتایسی سلطنت
کو جو نصف مشرقی وسیع کی گریٹ امپائر و عظیم سلطنت تھی دے چکی تھی جس کی فوجیں باقاعدہ
اور نظم و ضبط جن کا نظام جنگ سے اعلیٰ تھا جن کو اپنی حدود ہی میں رہ کر صرف مدافعت کرنی
تھی اور انڈیشیوں نے پے لگ سے لشکروں میں آگے بڑھ کر جہاں درسد و سار جنگ اور
اسلام کے پہنچانے کے وسائل ہی ملائی تھے، حکومت تھی۔

مقتدر وہی ہوا کہ اس جنگ نے دشمن کا قتل کر دیا اور روایاتے معاہدے سے فائدہ حاصل
کیا اور ہزاروں ہزار داخل اسلام بھی ہوئے۔

اس آیت کا عرب شام میں ہونے والے انقلاب اور فتوحات اعراب و روم کی غلظت
معاشرت و انہام کے ساتھ واضح تعلق ہے۔

یہ آیت دعوت صدیق و فاروق کی اطاعت کو نبی کی اطاعت قرار دے
رہا ہے اور ان کی عدم طاعت پر حید و عذاب کا تعلق۔

اگرچہ کالفاظ نہ صرف آخرت کی ہے بلکہ دنیوی منافع بھی اس میں شامل ہیں اور
یہ لفظ ایک مستقل مسیگرٹی ہے کہ حضرت صدیق و فاروق کے لشکروں میں شامل ہونے والے
شہر کی بلند ترین منزل اور تقاریر پر پہنچ جائیں گے اور باطنی امارت بھی فوجوں میں ہوگی
اس شہر کی تمام اجزاء کا اس طرح پر پورا ہوا جس کی تصدیق ملکوں وہ
قوموں کی تاریخ سے واضح طور پر ثابت ہو قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کی قطعی دلیل ہے۔

پیشینگوئی ۴۵

غزوہ تبوک کے واپسی پر منافقین جھوٹے اعذار پیش کریں گے

یہ لوگ نبی کے سامنے غیور پیش کریں گے
جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے،

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذْ أَمْحَقْتُمُ
(پہلا ۱۱)

صحاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مومنین بھی شریک ہیں اور ذکر منافقین
منافقین کا بھی سوا ہے۔

نزول آیت کا زمانہ سحر تو تک کا زمانہ ہے۔ یہ بات بطور پیشینگوئی فرمائی جا رہی ہے
کہ جب تک اسلام مدینہ واپس پہنچے گا تو منافقین اپنے عذر و تہمتیں کریں گے۔ یہ لوگ اپنے
جھوٹے عذریات کریں گے اور اس پر تمہیں کھائیں گے مگر آپ ان کا ہرگز اعتبار نہ کریں وہ
جان بچانے کی عرص سے ایسا کہیں گے تب ان سے کہہ دیں کہ تمہاری عذر خواہی غصوں اور
بے اثر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ولی امرا و اولاد سے ہیں باخبر و آگاہ کر دیا ہے۔ چنانچہ
پیشینگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تب منافقین کی
ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قسم کھا کر کہنے لگی کہ ہمیں
اس جنگ میں شریک ہونے کی قدرت اور طاقت نہیں تھی ورنہ ہم ضرور آپ کے ساتھ جنگ
میں شریک ہوتے آپ نے ان کے جھوٹے عذروں کو قبول نہ فرمایا۔

منافقین کا دہم کام کرنا جس کی قرآن میں قبل از وقت خبر دی گئی تھی اس امر کی کھلی
تہادت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ حق تعالیٰ سے فیض پاکر درست و
فرمایا اپنی طرف سے ایک حرف بھی نہیں کہا۔

پیشینگوئی ص ۱۱۷

یہود و منافقین کے معاہدات کے بارے میں

اَللّٰہُ تَرٰی اَیُّہُمۡ اَکْثَرُ ذٰلِیْنَ اٰمَنُوْا	پسے منافقوں کی حالت پر غور کی اپنے چاہیوں
یٰۤاَیُّہُمۡ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَہْلِ	وہاں کتاب اسے کہہ ہے میں اگر تم نکالے گئے تو
اَلْکِتٰبِ لِاَنْ اُخْرِجَکُمْ لَمَّا جِئْتُمْکُمْ	قطعاً ہم بھی ساتھ نکلیں گے ورنہ تمہارے ساتھ

قادر مطلق ہوا کب تک دیتا۔

یہی من جہ جبار یا غیب کے ایک چیلنگی تھی جو پوری ہوئی اور یہ مجاہد قرآن و صدق نبوت کی کھلی دلیل ہے۔

یہودیوں کے متعلق پیشینگوئی

پیشینگوئی ۴

یہودی مسلمانوں کے مقابلہ میں ٹھہر سکیں گے

لَنْ يَصْهَرُ ذَكَرُ الْآدَمِيِّ اِنْ يُعَابِلُوْكُمْ
يُؤَلِّمُوْكُمْ اَرْكَهَاتُمْ لَا يَصْهَرُ ذَنْكُكُمْ
یہودی مسلمانوں کو صوموں اذیت اور آزار پہنچا
کے سوا اور کوئی نقصان نہ کر سکیں گے اور اگر مسلمان
سے ملائی ہوئی قوم پیوستہ کر ہاگ یا نہیں گے۔ (پارہ ۲۸)

یہودی پس پردہ سازشیں کرتے رہے۔ قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے
رہے، خود جاسوسی کرتے رہے۔ بغاوت کرنے والوں کی چپکے چپکے روپیہ ساز و سامان سے اعانت
کرتے رہے اس پر بھی ان کا کیوبہ ٹھنڈا نہ ہوا نومیدان میں نکل تے۔ یہ لوگ فوجی حرب سے
زیادہ واقف تھے۔ سارے عرب میں غلامی کالائیاں نہیں کے پاس تھے صلیبیوں کا استعمال عرب
یہی لوگ جانتے تھے، اس لئے عرب کا ہر ایک قبیلہ ان سے دلتا تھا۔ ایسے لوگوں کی شکست فاش
کا پیشینگوئی اس شخص جس کا انکار کوہِ مرقیہ میں تھا۔ تقدیر میں اربابِ تاریخ کے سامنے یہود دان
نہی تین قلعہ، نبی نصیر بنی قریظ، مصر، قذک اور رامہ کے واقعات موجود ہیں ہر ایک کا انجام
اس پیشینگوئی کے عین مطابق ہوا۔

آہستہ آہستہ تین پیشینگوئیاں ہیں۔

(الف) بیت المقدس سے جرمہ کردہ کوئی نقصان مسلمانوں کا نہ کر سکیں گے۔

دب) مقابلہ میں آئے تو شکست کھائیں گے۔

اج) شکست کے بعد کوئی ان کی مدد تک کو بھی نہ کھڑا ہوگا۔

سینکڑوں میں کے بسنے والے متعدد قبائل پر ایسی زبردست پیشینگوئی کا اعلان صرف وہی پروردگار عام فرما سکتا ہے جو شائق و منادِ کائنات ہے اور جسے وہ چاہتا ہے غور نصرت عطا کرتا ہے۔

پیشینگوئی ۱۱

یہودی موت کی تمنا کبھی بھی نہ کریجیے

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادَوْا إِنِ اسْمُكُمْ
أَنْتُمْ أَوْ لِيْلَافِكُمْ مِنْ دُونِ النَّاسِ
فَلْتَمَوْا الْمَوْتَ إِنَّكُمْ مُنْجِدُونَ
وَلَا يَتَمَوَّسُونَ أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ لِيَدِهِمْ
قَالُوا عَلَيْهِمْ سُلَاطِينُ

آپ کہئے کہ اے یہودیوں اگر تمنا یہ دعویٰ ہے کہ
تمہی بلا شرکت غیر کے اللہ کے جہیز ہو تو موت کی
تمنا کرو دکھاؤ اگر تم کہے ہو۔ اور وہ کبھی بھی اس کی
تمنا نہ کریں گے بسبب ان اعمال کے جو ابوں نے
اپنے ہاتھوں سے کیئے ہیں اور اندر غریب واقف

ہے ان ظالموں سے۔

(پارہ ۲۸)

یہود کا عام دعویٰ یہ تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں قرآن نے بتلایا اگر تم
اس دعویٰ کی صداقت پر یقین رکھتے ہو تو اپنی موت کے لئے دعا کرو کیونکہ موت ہی امتحان کی آٹھ
و حجاب کی پہلی منزل ہے۔ یہ ایک مسئلہ اس ہے کہ دوبارہ پانی کی نئے حیات یعنی حجابِ بحر
یہ حجاب اٹھ جائے تو دوست دوست کے وصال سے بہرہ ور ہو جائے مرنے میں شل مشہور

۱۱

الموت چند مراحل الحبيب الی الحبيب یعنی موت وہ پل ہے جو حبيب کو حبيب
سے روکتا ہے کسی دن اللہ کی جانب سے موت کی آواز دے مرنے والی راشت وصال میں اور

ایسی عرض و معروض کا بلکہ بارش آنا اور ہر بار اس پر اصرار کرنا اور ہم عبت اور شہنشاہی میں سے ہے۔ یہاں یہودیوں سے فرمایا گیا کہ ایک دفعہ ہی موت کی آواز کا اظہار اپنی زبان سے کرو۔ پھر بطور شہنشاہی فرمایا گیا کہ یہودی ایسا بھی نہ کریں گے۔ اور اس کی وجہ بھی یہی رکھ دی کہ اگرچہ ایسے ایسے بنیاد دعاوی ان لوگوں کی زبان پر جاری ہیں مگر اندر سے دل بکرا ہوا ہے جہاں شیائے کائنات آنکھوں کے سامنے جا ہوا ہے۔ دل و زبان پر اترتی رہتی ہے کائنات کا نقشہ ہے کہ موت سے نفرت ہے اور رب کے حضور میں جانے سے طبیعت گریز کرتی ہے۔

یہودی اگر کچھ جوتے تو قرآن کے جملانے اور اپنے زبان و دعویٰ کی صداقت بتلانے کے لئے یہ کم از کم مسلمانوں کو سننے ہی کو ایک دفعہ کہہ دیتے کہ اہی موت دے لیکن یہ انہی تو سبحان اللہ ہو چکا تھا کہ یہ نہ ہوگا اس سے آسان دعا کہتے ہوئے زبان پر قرض چڑھا لیا اور مہذبہ پر مہذبہ لگاتی تھی۔ درپے موت پر کافر و مشرک بھی یہودیوں کی اس حالت کو دیکھ رہتے تھے۔

اس شہنشاہی کا مدعا یہ تھا کہ دنیا کے سامنے یہودیوں نے جو نئے وعدہ اور پیار و بنیاد اللہ جن کی حقیقت کو ظاہر فرما جاوے اور تہاداد جائے کہ صاحب جبروت و مالک الملک کے حضور میں کسی مخلوق کو بھی ڈرا بول بولنے کی حرات نہیں ہو سکتی۔

پیشینگوئی ۱۳۵

یہودی ہمیشہ ذلیل و خوار رہیں گے

صُرِّبَتْ عَلَيْهِمُ الرِّبَا وَالْمُسْكَمَةُ ذلت و محتاجی کا مارن کے (یہودی) اور پر
وَأَذْأَبَتْ فِيهِمُ الرِّبَا اور وہ اللہ کے غضب میں
بارہ ا

تاہم اور نہ سنا ہے کہ تینوں شہنشاہیاں صرف بخت پوری یہودی ہیں
قرآن عزیز میں یہودیوں کے متعلق یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ ہمستہ دیبا میں ذلیل و خوار رہیں گے

کبھی ان کو مسکنت اور محنت نصیب نہ ہوگی۔

غلامی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ذلت و خواری نہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بکراچ تک یہودی ذلت اور خواری میں گروند رہی ان کو کبھی دیا کے کسی حصہ میں خود مختار حکومت قائم کرنے کا موقعہ نہیں ملا وہ ہر جگہ دھیل و درسواری نظر آتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے قلم و قلمدان سے انصاری کے کسی جگہ بہ میزبان ملک و سرکار میں اور قیامت تک ان کی یہی حالت رہے گی۔ ظاہر ہے کہ نہ ان کو کبھی کسی قوم کی قسمت کا مصلحت قیامت تک کے لئے نہیں کر سکتا پھر یہ قلع فیصلہ جس پر صدیاں گزر چکے کے باوجود کبھی خلافت نہیں ہوا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ خدا کی بتائی ہوئی خبر ہے کہ انسان کی نہیں۔

پیشینگوئی نہ

یہودیوں پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی

وَعَصْرٌ يَنْتَظِرُ عَلَيْهِمُ الْيَوْمَ الْآخِرُ مَا تَنْقُصُوا
إِلَّا يَنْجَلِي مِنَ الْغَمِّ وَحَبْلٌ مِنَ الْبَاقِ
اور ڈال دی گئی ہے ان پر ذلت جہاں کبھی
مگر وہ جانتے ہیں اس کے کہ اللہ کی اور داری ہو
رہی یا تو گول کی و درواری سے رہیں۔

(پارہ ۴)

یہودیوں نے جب حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے راجسوں کو گمراہ پہنچانے کا
مردم اور وہ کیا تب حق مانی نے اس آیت کو نازل فرما کر ان حضرات کی تسلی فرمائی اس آیت
میں چار امور سنائے گئے ہیں۔

(الف) آئندہ کو یہودی دنیا میں ایک آزاد قوم کی شان سے ہوا نہ رہیں گے۔

(ب) وہ دن مسکنت کا نشانہ رہیں گے جس میں ان کی اپنی مسکنت نہ ہوگی

(ج) بتایا گیا ہے کہ یا تو ان کو مسلمانوں کے تحت جبراً گمراہ ہو کر رہنا پڑے گا اس کو

بہ دلیل من اللہ فرمایا کیونکہ ذی قوم کو خود اللہ تعالیٰ نے حقوق عطا فرمائے ہیں جس کو حبل اللہ

سے تعبیر کیا گیا

(د) یا ان کو درحرقوم کا ٹیکس گزارا اور باجگزار ہو کر رن پڑے گا جسے آیت حسب
من الناس میں فرمایا ہے گویا ایک آیت میں چار دینی گونیاں ہیں۔

اس آیت کے بعد زمانہ برنظر ناوکیا کسی جگہ دنیا کے پردہ پر اس قوم کی حکومت قائم
ہے؛ کیا ان لاکھوں کروڑوں میں کوئی شخص بھی ایسا ہے جو غیر قوم کا ٹیکس گزار رہے ہو؟ اس
مبحث میں اعلیٰ کی تاثیر یہ ہے کہ وہ ترکی، ایران، مراکھ اور یوس میں مسلمانوں کے ماتحت
حریر گزار پڑے ہوئے ہیں اور عیلمیں ایسٹس کا صدقہ دے رہے کہ وہ روس، امریکا، انگلستان
اور فرانس وغیرہ میں ہجرت اقوام کے ماتحت آباد ہیں اور مہاجر کے ٹیکس ادا کرتے ہیں جنگ عظیم
میں یہودیوں کے کروڑوں لبروں روپہ اتحادیوں کو اس لئے دیا تھا کہ ان کی بھی ایک
چھوٹے سے رقبہ پر آراء سلطنت کے قیام کی کوئی صورت نکل آئے ہر ایک قوم نے جو سیکنڈوں
من سوا ان سے لے رہی تھی بھر رکھا تھا کہ منسوخ ملا دیں سے ان کی درخواست کو پورا کر دیا جائیگا
جب جنگ عظیم ختم ہو گئی اور وحدوں کے ایذا کا وقت آیا تو یہودیوں سے کہا گیا کہ وہ سب
فلسطین میں آباد ہو سکتے ہیں اس طرح وہ چند اقوام کے ماتحت استبدادی سلطنت کے شہری بن گئے
مگر یہیں فلسطین کے حلقی باشندوں نے ان بابر سے لائے ہوئے یہودیوں کے حقوق کو تسلیم نہیں
کیا اب دیکھ یہ ہے کہ یہودیوں کے سامنے کیا چیز پیش کی جاتی ہے؟ حکم بردارانہ حکومت؟
اب قرآن پاک کے الفاظ کو غور سے پڑھو کہ عیلمیں ایسٹس کا منقطع کشا کر دے
جاتا ہے۔

ایک کٹ گئی امر کے پاس جتا ہے اسے وہاں دودھ گوشت وغیرہ سب کچھ ملتا ہے
ہنگے میں نہ میریں بھی ڈال دی جاتی ہیں تو کیا اس کا یہ حربہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود کو ایک تہذیب
آزادانہ سے برتر بنائیں کرنے لگے صرف اس لئے کہ انسان کو ایسے مذاہن میں نہیں جیسی مسٹر
ڈانگ کو تھی ہیں اس لئے خواہ فلسطین میں قوم یہود کا مہاب ہو جائے یا نہ ہو جسے سب جہنم

اداس کی زنجیر چھلیں پڑی رہے گی اور یہ وہ جو دوست نہ شینگونی ہے جس کے سامنے نام پورے
کے وزیرِ دول کی ڈپٹی عا ج رہے

ایک تہہ در اس کا خواب

۱۹۱۷ء میں حکومتِ اسرائیل کا قیام اور ۱۹۴۷ء میں اس کی مزید کامیابی علاقوں
میں دوست اور اس کی سرِ تقبوضہ علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے اور ان علاقوں کو خالی
نہ کر کے مسلسل سیاسی پرحند رہنے سے یہ شبہات ہوتے ہیں کہ جب یہودیوں کی دولت و مسکن مسئلہ
کروڑی گئی تھی قرآنی تصریح کے مطابق تو آج یہودی کی یہ کامیابی کیسے ہم سمجھ رہے ہیں

اس سلسلہ میں پہلی بات تو قاسم غور ہے کہ قرآن العالیٰ دولت و مسکن کے ہیں جس کو
اگرچہ پھر نے حکومتِ یہود کے مئی میں یہودی بھی کہیں اور کہیں ہی ان کی حکومت قائم ہوگی، لیکن
یہ اختلافات ہیں جن میں شینگونی کی گئی ہے کہ یہودیوں نے دولت و عوامی مسئلہ کروڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو موعود کے مذاہبِ نبیات دی ان میں طویل و نقیض پھر حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو یہود فرمایا مگر ان کی گوساں پرستی اور بعد میں آنے والے انبیاء کی تکذیب و
قتل ایسے اسباب پر ان کو اللہ تعالیٰ نے ختم کیا کہ علیہم السلام لعلوا و المسکین کفائی قرار دیا۔
چنانچہ جس طرح یہ کے میدان میں اللہ کے بزرگ سحرانوردی کرتے رہے اسی طرح نزولِ قرآن کے
بعد سے اب تک وہیں میں کہیں بھی یہودیوں کو باوجود اپنی دافرو دولت اور فلاحی کے حالی
برادری میں کوئی باوقار مقام نہ ملا۔

ہاں چھپس حروب کی جلد ملی اور یہودیوں کو دنیا کے ہر گوشے سے لالاکر ایک مصلحت آبادی
بن کر برطانیہ، امریکہ اور روس نے شہرہ میں قیام حکومتِ اسرائیل کی تجویز و اہمیت میں پاس
کرائے کے بعد مسطرت یہود قائم کرائی جس کی حروبوں نے مسکن کی اور انھوں نے تقسیم نہ کیا مگر امریکہ
کی سرپرستی، اسلحہ ایسا ہی امداد کے سہارے یہاں جو نہ ختم طریقہ شمشیر کے بل پر قائم ہوئے
اور نہ جدید و سنواری اسلحہ پر مبنی حق و خدا را دیت کے قہم میں بلکہ حق و اہلِ مسلمان کو حق و خدا را داری سے

خود م کرنے، وزیر کی پستوں کی مصنوعی بنیادی کی بنیاد پر اس کا قیام مل میں لا گیا ہے جس کی
بقائے ختم و آثار کی مصنوعات اور اعانت کی موجودہ منت ہے اس سے بظاہر اس عظمت
کا قیام اگر دولت و سکت کو صرف حکومت کے معنی میں لیا جائے تو غلبہ کا اعت نہیں کیوں کہ یہ
سلطنت کو در سہاروں پر قائم ہے کسی بھی وقت وہ سہارے جواب دے سکتے ہیں اور نہ سلطنت بچنے
دے گی وہ ذات و سکت کا انکاد ہے کیونکہ اس کی حق و استکار فطری اور پائیدار دسا کی پر
ہیں مگر سازشوں اور لی جن کے حقوق غصب کر لیے پر منحصر ہے اس سے اگر کوئی قوم خالونی فقط
نظر سے چاہے برائے ام اصطلاحی طور پر آزادی کیوں نہ جو دے اگر وہ اپنی بقا کے فطری دساتل
سے محروم ہے اور تقداروں کے حقوق کی پامالی پر اس کی براب ہے تو کسی بھی وقت اس کی استیلا
غالب ہو سکتی ہے، اور یہ بھی ذات و سکت کا ایک نکل ہے اگر یہ سود کار بگرا تو م سے قہر کیا جائے
تو ان کا دیگر اقوام کے مقابلے میں بحر افروزی و دولت کے کسی بھی لحاظ سے کوئی وسیع حد نہیں پہنچ
ایک طرح کی ذات ہے، ورنہ نصاریٰ مشرکین سب ہی راوستی تقیم سے منحرف ہیں مگر وہ چارہاگ
عام میں زندگی کے تمام شعبوں میں اہم مقام رکھتے ہیں جبکہ مصنوعی سرخشاں مغوام ہر ایک فقط کو زیادہ
دکھائی نہیں دیتا اور انقلاب کا ایک جھونکا اس کے لئے پیغام فناء بت ہو سکتا ہے۔

عیسائیوں کے متعلق پیشین گوئیاں

پیشین گوئی ماہ

عیسائی دنیا میں خوشحال میں گے

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا مَن جُنْدُكَ هُوَ	ان کو گورنے کے کہ کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا سالی ہے
انْعَمُوا لَهُ مَا لِي بَشَرًا مِثْلِهِ وَمَلَأَ الَّذِينَ فِيهِ	مشرقی دنیا میں اس سے پاک ہے اور وہ تو بے بیا
إِنْ جُنْدُكُمْ يُجِزُّ الْحَرْبُ يَلْعَنُ اللَّهُ تَوَلَّوْا	ہے اور کسانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے

قُلْ اِنَّ الدِّنَارَ مَالٌ فَتَنُوا قُلْ اِنَّ الدِّنَارَ مَالٌ فَتَنُوا قُلْ اِنَّ الدِّنَارَ مَالٌ فَتَنُوا
 مَلِكُ الدِّنَارِ لَا يُفْلِحُ مَنَاحُ مَتَاعِ الدُّنْيَا
 کہ جو لوگ اللہ کے خلاف جھوٹ کا اقرار کرتے ہیں
 وہ فلاح نہ پائیں گے، دنیا میں مال کے لئے کچھ جھوٹ ہے
 (پارہ ۱۱)

پھر ان کی بازگشت ہماری باب ہے۔
 اس آیت میں صاف بتھماری کا ہے جو حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں، اور ہمیں کی
 بابت متاع دنیا فرمایا گیا ہے۔

عام لوگ جب نصاریٰ کی کثرت دولت اور فرونی در مال کو دیکھتے ہیں تو حیران
 رہ جاتے ہیں کہ اس سے تن پرست قوم پر خدا کے استقدر انضال والطف کیوں میں گمراہیت
 نہ لے نہ ملادیا کہ یہ نہ لطف ہے اور نہ فضل مگر متاع دنیا ہے اور دنیا کی زندگی کا
 سہارا جس کے ساتھ لایفحون نگاہوایے (یعنی فلاح و نجات سے محرومی) یہ تو ممکن ہے کہ کوئی
 نظر نامریں لوگ اس دو قسمی کی متنا کرنے لگیں اور قارون کو دیکھنے والوں کی طرح، یَا لَیْلَ کُنَّا
 بِشَکْلِ مَا أَذَقْنَا قُلُوبَنَا مِثْلَ مَا أَذَقْنَا قُلُوبَنَا مِثْلَ مَا أَذَقْنَا قُلُوبَنَا

لیکن کیا کوئی شخص یہ پید کر سکتا ہے کہ قارون کی دولت کو تمام کے اس کے حصہ میں آئے
 یسوعا کوئی قصہ بیان نہ کرے گا کہ ہم باطنیان کہہ سکتے ہیں کہ کوئی بھی مومن متاع دنیا میں
 کامیاب نہ ہو سکتا کہ یہ گریگاں کے ساتھ فلاح و نجات کی بھی نکل ہوئی جو خیر بہت تو لگ ہے
 اس مقام پر صرف یہ بھلائی ہے کہ نصاریٰ کے موجودہ تہوں اور تعیش کی پیشگوئی قرآن پاک
 میں موجود ہے اور ہر مگر قرآن پاک کے مناجات اللہ بڑی ایک میں دلیل ہے۔

پیشینگوئی ملکہ: جیسا توں کے فرقوں میں ہمیشہ باہمی شداور سگی

وَقَوْلِهِمْ قَالُوا اِنَّا نَسْمُو اَحْمَدًا

مِنْكُمْ أَفْهَمُ فَعَسَوْا فَحَبْطُوا وَفَرُّوا مِنْكُمْ
 مَا عَلِمْنَا مِنْكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ أَزْوَاجًا وَالْبَعْضُ
 الْخَالِئُ مِنَ الْيَقِينِ (پارہ ۶)

ہم نے ان سے بہت زیادہ سزا دی ہے انہوں نے فرار کیا اور بعض کو
 فرار کر دیا، ہم نے ان میں عداوت اور بغض کو
 قیامت تک کے لیے بھڑکادیا۔

روشن کیستھک اور پراگشتہ یونیورسٹی میں گرید چارج، ایمین چارج، انگلش چارج اور
 امریکی چارج کے احکامات اور بغض و عداوت اور بالآخر کچھ کے حالات سے شخص سمجھ گیا ہے وہ
 آیت بالا کی تصدیق بخوبی کر سکتا ہے اور جان سکتا ہے کہ یہ کلام سبحان اللہ ہے۔

پیشینگوئی ۱۵

عیسائیوں کو مسلمانوں کے نسبتاً قرب و دور ہے گی

وَلَقَدْ جَاءَنَا أَقْرَبُكُمْ مُؤَدَّةً يُزَيِّتُ آمَنُوا
 الْيَوْمَ مَا لَكُمُ الْيَوْمَ أَنْ تَخْشَوْا (پارہ ۶)

ابلیہاں سے محبت میں قریب تر ہوا ان کو پتہ لگا
 ہوا ہے آپ کو نصیری کہتے ہیں۔

عراق و شام کے عیسائیوں میں ہوش و آکیدہ مدی بن عاتم اور ابو مریم خانی وغیرہ
 حکمرانوں کا سلام کا تلخ ہونا اسی پیشینگوئی کے تحت میں تھا۔ آج بھی افغانان، جرمن اور امریکی
 میں سلام کی حقیر رسالت اور ترقی ہو رہی ہے وہ اس آیت کے تحت آتی ہے۔

پیشینگوئی ۱۶

بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے گا

أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا
 إِلَّا خَائِبِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا جَزَاءُ مَا كَفَرُوا
 فِي الْحَيَاةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (پارہ ۶)

ان لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ وہاں داخل
 ہوں مگر ٹوڑتے ہوئے ان کو دوزخ میں ذلت اور
 آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

یہ آیت قرآن مجید میں بیت المقدس یعنی یروشلم کے متعلق ہے دینی میں ذلت سے مراد

قتل و اسیری و رونا و فتنہ ہے، اور ان کے گھروں و شہروں کو لے لینا اور انہیں عبادت گاہوں میں شائع دینا۔

چنانچہ یہ بات حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پوری ہوئی کہ یرشلیم کے تمام کے ساتھ عیسائیوں سے لے کر یارکین یرشلیم کی تمام عبادت گاہوں پر اسلامی عبادت گاہ کی گئی جو اب تک موجود ہے۔ اس مسجد کی تعمیر پہلے حضرت عیسیٰؑ نے ۴۰۰ سال پہلے کے پھر بنائے کا اور وہ کیا تھا مگر یہاں کی بنیاد سے نکل کے نئے نئے عمارتوں کو اس کام سے روکا پڑا اور جب سخت سے سخت محنت کر کے ٹھیک گئے اور بہت سے کارگر ہلاک ہو چکے تھے اس میں ہم کیا بھل کر کہہ دیا گیا (تفسیر تخریجی طاس اسکاٹو کا، ص ۲۴۴) اور ہندی تواریخ لکھتا ہے کہ ۵۰۰ افراد نے نوید جاوید:

اس کے بعد اگرچہ تمام دنیا کے عیسائی بادشاہوں نے اپنی پوری طاقت اس پر قبضہ کرنے میں وقت کی اور عیسائیوں کے شان ہر ایک نے اپنے گلے میں پس کر ستلاد میں یرشلیم پر چڑھائی کی اور ساتھ لاکھ عیسائی ان مزاروں میں لے گئے مگر کیا یہ نہ ہوئی۔ (تواریخ طاس اسکاٹو، ص ۲۴۵)

(طاس اسکاٹو مفسر کے قول کے بموجب) اور اب تک یرشلیم پر مسلمانوں کا قبضہ ہرگز ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ عرصہ گزرا اور سوائے مسلمانوں کے کوئی دوسرا مسجد اقصیٰ میں جانے نہیں پاتا (از نوید جاوید) نیز محمدؐ کے مسجد کا احاطہ حرم شریف کے نام سے موسوم ہے اس میں کوئی عیسائی برگر جائے نہیں پاتا اور اگر کوئی دعا و فریج داخل ہوا اور راز کھل گیا تو یسوعائے قتل کر دیا جائے اور مقبرہ کے حد سے حساباً بنائے قلعہ بنانے کے لئے خرید اتنا کچل دیں پر ایک مسجد ہے جس میں یہودیوں، عیسائیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ (از جعفر انبیہ نوید جاوید)

اور اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے مزار پر بھی کوئی نصرانی جانے نہیں پاتا۔ اب دیکھئے اس ساری باتوں پر غور کر کے دیکھیں کہ یہ کہتا ہے کہ مسیحی شیعوں کے پورا ہونے میں کئی کئی قیم

کاشف و شہید ہے۔

قرنِ پاک میں روم کے ایران پر غالب آنے کی پیشین گوئی اس وقت کی گئی تھی جب کایزال
 فتوحات میں شہنشاہِ پرتغیس اور روم کی سلطنت اتنی تباہی خوردہ تھیں کہ اعلان کر رہی تھی اس زمانہ
 میں یہ کہا کہ چند سال کے اندر اندر فراتجہ ایران کے مقابلہ میں منوج روم کو فتح حاصل ہوگی ایک حکماءِ خیر
 بات بھی جانی تھی لیکن تیار کے سماعت شاید یہ کہ پیشین گوئی صرف بحرف صحابہ تہ ہوئی اور سلطنت
 ایران کے مقابلہ میں روم کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ فتوحات کا مران حاصل ہوئی اور ایک
 ای مدت میں جو قرآنِ مجید نے مقرر کی تھی قرآنِ پاک کی اس پیشین گوئی کا محض ثبوت ہونا چاہو کہ اس کے
 اجماع اور وحیِ الہی ہونے کی یہ دلیل بھی بہت سے منکرینِ اسلام علیہ ذمہ کو صدہ محکوش اسلام ہوئے
 اب ہم اس اجماع کی کسی قدر تفصیل کرنا چاہتے ہیں اگر نظریہ کے سامنے اس واقعہ کا پرانہ وقت جانے
 اور معلوم ہو جائے کہ قرآنِ حکیم کی پیشین گوئی کس طرح پوری ہوئی چھٹی صدی سنہ ۶۱۰ء میں
 دو طبیب ساری دنیا پر عادی تھے فارس اور روم، فارس کا، دستانہ کسری و روم کا بادشاہ
 قیصر کہلاتا تھا۔ کسری کی حکومت عراق، یمن اور خراسان اور قریب و جوار کے تمام ممالک پر عادی
 تھی اور شاہانِ ماوراء النہر اور ہندوستان اس کے باجگاہ واحد سالانہ ٹیکس ادا کرنے والے تھے
 قیصر ملکِ روم، شام اور دیگر ممالکِ قریب پر سلطنت تھا اور شاہانِ مغرب و مروجہ اس کے تخت
 و راس کو خراجِ ٹیکس ادا کرتے تھے یہ دونوں بڑی عظمتیں باہمی رفاقت اور محققانہ نوک جھوک
 کی شکار رہ گئیں اور مدتِ دراز سے آپس میں ٹکڑے ہوئے اور جنگ کرتی چلی تھیں ساری کلچر پڑ پڑا
 ہوا ایک لکھنویات کے بموجب ان کی حریفہ سردارِ امپایاں سنہ ۶۱۰ء میں شہرِ شہر تک برابر لڑا
 ساں جاری رہی یہ لگاتار ایک حقیقت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت
 حریجِ شہرِ کربہ سنہ ۶۱۰ء میں ہوئی اور ولادت سے چالیس سال کے بعد سنہ ۶۵۰ء میں تاجِ نبوت آپ
 کے ہر بارک پر رکھا گیا اور عہدِ رسالت سپرد کیا گیا۔ حریجے یمن میں روم اور ہند میں ایران
 واقع ہے۔ رومی سلطنت عیسائی اہل کتب اور ایرانی حکومت مجوسی آتش پرست تھی اس زمانہ
 میں ایرانی تختِ سلطنت کا مالک ہرمز کا مینا اور نوشیروان کا پوتا خسرو پرویز تھا اور رومی

حکومت کا تاج اور اقتدار برتر قل کے ہاتھ میں تھا یہ دونوں اعلیٰ ترین چوکھڑ کی سرحدوں پر واقع
 تھیں اس لئے اس کو قدرتی اور طبعی طور پر میں جنگ عظیم سے جڑی لپی اور وہی لگاؤ تھا کہ میں
 بربر اور جنگ کی خبر پہنچی رہی تھی مشرق میں کہ چونکہ کربت پرست تھے اور ایرانی تہذیب پرست اس
 لئے میں اور قدرتی طور پر مشرق میں کہ کوہ ایرانوں کے ساتھ دلی ہمدردی تھی ان کو اس میں یوں کی
 فتنے خوشی ہوئی اور اس کی کامیابی کے لئے وہ کیا کرتے تھے اور وہی چوک ہر کتاب اور مصافحہ
 فیہ مسائل کو طبعی طور پر ایرانیوں کی بنیست رویوں سے زیادہ قریب اور ہمدردی تھی ایرانی
 فوج زیادہ عظیم اور طاقتور تھی یزیدی فوج کا ایک لاکھ تھی اسلحہ اسلحہ کے ہزار میں نظر آتا تھا کہ وہ
 تھے تھے ایرانی رویوں کے مقابلہ میں خیمہ اور کامیاب ہوئے رویوں کو ہزیمت قدم پائی کا
 منہ دیکھا پڑا ایرانی ایک طرف دہلاؤ فرات کی طرف سے شام کی طرف بڑے اور دوسری جانب
 ایشیائے کوچک میں ہو کر اسی طرح داخل ہوئے اس طرح وہی دونوں طرف سے پسپا ہوئے
 اور ان کے قبضہ واقعات سے شام مصر دیشائے کوچک وغیرہ سب ممالک نکل گئے اور برتل کو
 قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ است القدر سے یہاں انوں کا سب سے زیادہ مقدم اور تیسرے
 صلیب کی ایرانی تہذیب سے گئے۔ قیصر روم کا اقتدار بالکل خاک میں پی گیا۔

مورخ گمن کہندے کہ اس جنگ میں رویوں کے قوت سے ہزار آدمی مارے گئے اور کھیا جلائے
 گئے مشرقی ممالک میں تو یہ نقصان عظیم ہوا ہی تھا خود یورپ میں بھی ان کی حالت بدتر اور ناقابل
 ایمان تھی تمام یورپ میں ہرج مہج ہوا تھا آسٹریا ہنریس میں مظالم کے پہاڑ اٹھائے جا رہے تھے
 انفرض ایک طرف رومی سلطنت قسطنطنیہ یونان، اٹلی اور افریقہ کے متوزعے بغیر مصر اور
 ایشیائی ممالک کے علاوہ سے کوری مقامات میں محصور ہو کر رہ گئی اور دوسری طرف خود رومن
 امپائر کی حکومت میں مخالفتیں برپا تھیں اور ان بے ادوی سے افریقہ در یورپ کے علاقہ کلیحان
 اور سنی نہ تھے۔ ان واقعات کو ذرا تفصیل سے اس نے کھایا ہے تاکہ اس میں کوئی اندازہ نہ لگیں
 کہ سلطنت روم کے زمانہ اور ان کے بے نام و نشان ہو جانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی تھی۔

قدردانی طور پر شکر کہیں کہ ایرانی فطرت سے بے حد مسرور و خوش تھے بلکہ اس قدر کامیابی کو سنا سنا کر
 کہ نہ درمیں اپنے لئے فائنیک تصور کرتے تھے اور مسلمانوں سے بے ایمانی نہ کرتے تھے کہ جس طرح ایرانیوں
 کو رومیوں کے مقابلہ میں کامیابی اور فخر حاصل ہوتا ہے اگر جنگ کی نوبت آتی تو ہم بھی ہمارے
 مقابلہ میں ایسی طرح غالب اور کامیاب ہوں گے۔ مسلمانانہ حالت کی خیال پرست و غیبیہ اور
 پریشان خاطر تھے لیکن بحر مہروردہ حاکم انہی کیا کر سکتے تھے کہ ان آیات قرآنی سے غلبہ دم کی خوشخبری
 دے کہ امید و دعا کی ناکاں پیدا کر دی۔ تمدنی میں صورت ہے کہ جب ایرانیوں کے مقابلہ میں غلبہ
 روم کی ہتھکڑیاں باندھیں گے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس قدر خوش ہوئی
 کہ وہ کہنے لگے کہ میں آواز بلند اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ!
 جس غلبہ میں مسلمانوں کی حالت کہتے تھے جو کہ ابو بکر صدیقؓ سے سنی مسلمانوں نے کہا ہمارے
 دیکھو آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے ہمارے بھائی رومیوں کو شکست فاش دیدی۔ وہ ان کو ہنگام
 وصال کو ہم بھی تم پر اس طرح نالہ نہیں گے۔ تب اس آیت کے نزول پر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں
 انقدر کچھ باریں مسلمانوں کو کہ ہے سرکار آئینہ کار و لب لباب خودی کے پانچویں سہ ماہیہ میں ہوا
 اور اسی وقت ایرانیوں کے مقابلہ میں رومیوں کی شکست کا آثار ہو چکا تھا۔ غلبہ میں شکست
 انہی انتہا کو پہنچا گئی آغا شکست سے پورے آٹھ سال کے بعد مسلمانوں میں رومیوں میں ایک
 حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے ایرانیوں کے علم و تشدد سے تنگ آکر اور یہ سب کو تسلیم کر کے
 نہایت جوش و خروش کے ساتھ ہرج کی قیادت میں ایرانیوں پر زبردست حملہ کر دیا قرآن حکیم
 کی شہینگوئی کے مطابق مسلمانوں سے رومیوں کو اس حوالہ میں کامیابی ہوئی شروع ہوئی اور مسلمان
 جہاں شان سے رومیوں کی قہار پائیگیل کو پہنچا کر انہوں نے مسلمانوں کی مقصودات کا ایک ایک شہر
 واپس لے لیا اور حضرت علیؓ علم و طباطبائی اور ایتھانے کو چاک کو پھر طلبہ قسطنطنیہ کے ماتحت کر لیا
 اور ہزاروں کو اسفندس اور نزل کے کناروں سے ہٹا کر دجلہ اور فرات کے ساحلوں تک بٹھائیں

ناظرین ذرا غور فرمائیں کہ آیت قرآنی بذات درجہ شہادت پر شکل بھی ایسی ہی اس میں یہ بھی بتلایا
 گیا تھا کہ سوئیں کو بھی اس وقت نصرت الہی حاصل ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہ انیسویں پر دسویں
 کی جہت انجیکٹر فتح و کامرانی کا سال سینے اور دن بھی وہی تھا جس میں مسلمانوں کی تین سو تیرہ کی قلیل
 جماعت کو نئے سے پہلے وہ کافروں کی بھاری تعداد کے مقابل میں مدد کے عہد میں عظیم الشان فتح
 حاصل ہوئی تھی۔ قرآن مجید کی اس پیشگوئی کے مطابق ادھر اہل کتاب کے آتش پرستوں پر فتح حاصل کی
 اور ادھر مدد کے عہد ان میں اپنی توحید کو اہل شرک پر غلبت نام حاصل ہوا غور کرو کہ ایک طرح کی عبادت
 میں چار قوموں، چار ملکوں اور دو عظیم الشان مملکتوں کے متعلق کیسے عقلموں میں پیشگوئی کرنا اور
 وہ بھی پچیس سین سال اور پچاس سالوں کا پورا ہونا کیا اسالی علم اور اسالی قدرت کے حدود میں ہے
 اور کیا یہ قرآن کے کتاب الہی ہونے کی دلیل نہیں ہے یہ وجہ ہے کہ اس پیشگوئی کی صداقت کو
 دیکھ کر بہت سے غیر مسلم علما جو خوش سلام ہو گئے (ترجمہ تفسیر سورہ روم)

قرآن پاک میں کلمہ روم کہ پیشگوئی کے سلسلے میں چند امور قابل غور اور خاص طور پر قابل
 غور ہیں۔

۱۔ پیشگوئی ایسے نامدار مقامات و کوائف میں کی گئی ہے کہ دیکھ کر کامیابی کا ضیق نہ
 بلکہ احوال نہیں ہو سکتا تھا

۲۔ اس پیشگوئی میں ملنے والی کوئی طویل و عریض مدت مقرر نہیں کی گئی صرف نو سال
 بتلائے گئے اور یہ ظاہر ہے کہ دسویں کو جس طرح شکست کا شام ہوئی تھی اور جس ذلت و شدید
 نقصان کا ان کو سامنا کرنا پڑا تھا اس کے اعتبار سے یہ چیز قطعاً بعید از قیاس نہ تھی کہ نو برس کی
 قلیل مدت میں جنگ کر کے یہ انہوں پر فتح حاصل کر دی گئی اور اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ واپس لے لیں گے۔
 یہ آثار و نشانہ یہ وجہ ہے کہ یہ غیر معقول اور بظاہر اباب مستعد پیشگوئی صرف
 بحرف پوری اور عجوبہ جہت ہوئی اور شیک اکی مدت قلیل میں جو قرآن پاک کی اس کے لئے مقرر کی تھی۔

پیشینگو ۵۰

کعبۃ اللہ میں حق آنیکے بعد پھر بھی باطل اور بت نہیں لگے

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَكَانَ ظُلُمًا وَاكْمًا آپ کعبہ کیے کہ حق آگیا آپ ہی کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں
تُیْبِتُہٗ ۝ (پارہ ۱۳۷)

مطلب یہ ہے کہ جو براہِ اسلام کے بعد سے کعبہ میں پھر کھسکتے پرستی پیدا نہ ہوگی اور نہ کھلی منت
پرستی خود کرے گی۔

غور فرمائیے حریب چودہ سو برس گزر چکے ہیں اور اب تک ایسا ہی ہے۔ حدیث صحیحہ مسلم
میں روایت ہے عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ طَلَعَ فِي الْبُحَيْرَةِ الْمَصْلُوعَةِ فِي حَرْبِ مَدْيَنَہِ
الْحَرَامِ نَكَرَ فِي النَّحْوِ مِائَتَيْ بَيْتٍ مِنْهُمْ حَضَرَتْ جَابِرٌ مِنْهُمْ رَوَى عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَعَرَ فَرَاكَ الشَّيْطَانُ نَاعِمًا مَدَامَا سَمِعَ كَلَامَ نَازِلِي لَوْ كُنَّ اِثْنَا عَشَرَ اَوْ مِائَةً يَكُنْ اِنْ مِائَةً وَ
فَرَاكَ اِلَيْهِ كِي حَاقَتْ بِهِ . ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عفان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا
کہ ہم پیامِ جاہلیت میں (یعنی مسلمان ہونے سے پہلے) کعبہ کو دو تندر اور حضرات کو کھولا کرتے تھے۔ لیکن ان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کی غرض سے آئے آپ کے ساتھ درخش کلاوی کی
اور آپ کو بڑا کہا۔ آپ نے علم اور بردباری سے کام لیا اور فرمایا اگر اے عثمان، ایک دن تو اس کچی کو
میسکے ساتھ مہیا دیکھئے گا میں جسے چاہوں اسے دوں گا۔ میں نے کہا اب قریش مجھ جائیں گے اور زمیسل
ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اس دن قریش کو اور زیادہ عزت ہوگی اور پھر آپ کعبہ میں
داخل ہوئے۔ اس وقت میرے دل میں آپ کی اس بات نے ایسا اثر کیا کہ میں جو باہر دریاہات ہونے
والا ہے۔

پھر جب آپ بعد فتح مکہ داخل ہوئے تب کعبہ سے کبھی منگوائی میں نہ لاکر حجاز کی پھر جب آپ
نے مدینہ کو واپس کی فرمایا یہ تو تمہارا ہے پاس ہمیشہ رہیگی پھر جب میں نے یہ پٹھ پھری مجھے پکارا میں حاضر

خدمت ہوا تب آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو پہلے کہی تھی کہ ایک دن پہنچی ہمارے ہاتھ میں ہوگی پوری ہوئی یا نہیں میں نے عرض کیا کہ بیشک پڑی اور میں گویا دیتا ہوں کہ آپ جو شہر سو بہ خدا ہیں۔

اس حدیث میں دو پیشینگوئیاں ہیں ایک یہ کہ قبل ہجرت آپ نے عثمان بن احمہ سے یہ فرمایا تھا کہ ایک دن یہ بھی مجھے ہاتھ میں ہوگی سوچ کر کہے دن ایسا ہی واقع ہوا۔ دوسرے یہ کہ جب آپ نے کئی عثمان بن مالک کو فتح کے دن واپس کی آپ نے فرمایا کہ کئی ہمیشہ تمہارے خاندان میں رہے گی، سو آج تک انہیں کے خاندان میں خاندان کوئی نہیں ہے اور اس دیا میں کوئی بھی انکا نہیں کر سکا کہ میں آپ نے فرمایا تھا دیا ہی اب تک ہو رہا ہے۔

نور بن محمد بن مصنفہ پادری علاء الدین میں ہے کہ پھر عرب کی کئی عثمان بن مالک کو فتح بیت ہوئی اور چنگاں انکے اولاد میں چلی آئی ہے۔

پیشینگوئی ۷

مستقبل میں چیزیں ظہور پذیر ہوں گی جن کو کوئی نہیں جانتا

وَالْحَيُّ لَا يَمُوتُ وَالْعَزِيزُ لَا يَكُونُ هَاسًا
 اِنَّهُ تَعَالَىٰ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِ
 وَتَزَيُّدُهُ وَتَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ
 کہے کہ واسطے گھوڑے گھوڑے، غنچہ سیدائے میرا بھی
 اور ای چیز نو کوسید اگر تیا حکم تو نہیں جانتے۔

(پارہ ۱۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑے گھوڑے اور چرخ سواریوں کا ذکر فرمایا ہے پھر بطور پیشینگوئی فرمایا کہ آئندہ زمانہ میں ہم اور سواریوں کو پیدا کریں گے جن کو اب کوئی نہیں جانتا۔ (بہا وی ص ۱۴۱) چنانچہ ریل، موٹر سائیکل، جوائی جہاز اور غلامیں چلنے والے راکٹ و غیرہ اس پیشینگوئی کی زندہ مثالیں ہیں۔ خدا ہی کو سب سے سلام ہے کہ آئندہ کسی کسی برق رفت و سواریاں سالی خدمت کے لئے ایجاد ہوتی رہیں گی اور انسان اپنی تجارت، مباحثہ و اہمیت کو وسیع سے وسیع تر کرتا رہے گا اور تحریر میں آدمی کی مصنوعات رنگ و روپ میں جلوہ گر ہوتی رہے گی، اور خدا کا

پیغمبر کائنات اور عناصر کے پیچھے جوئے راز و ریافت کرنا دیکھا اور انسانی زندگی پر تکلف آرام نہ
بنانے دے و سائنس اور ذرائع برابریا بننا ہوتے رہیں گے۔

ناظرین غور فرمائیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایسی سواریوں کے عام وجود میں نیکی اہل نیک دی
ہے جو امتداد عام سے لے کر زمانہ رسالت تک مسلم ملک آپ کے بعد ایک ہزار سال تک کسی انسان کے
وہابی میں ان کے وجود کا دم و گن بھی نہ تھا یہ جو کچھ ہوا دوسو، دویسائی سو سال کے عرصہ میں ہوا۔
چونکہ قرآن نے سواریوں میں سے ایسی نئی سولہی ظاہر ہوئی خبر دی تھی جس کی نظیر دنیا میں نہیں تھی
اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ قرآن میں دیں، موٹر وغیرہ کے ایجاد ہونے کی خبر دی ہے، اور ایسی خبر دیا
ہے کہتا ہے جو نسبت ان کے حالات سے باخبر ہے اور وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

پیشین گوئی ۱۰

تحویل قبلہ پر اعتراضات ہوں گے

مَسْئَلَةُ الشُّفَعَاءِ مِنْ النَّاسِ مَعَادِلُهُمْ
جو قوف ہوگی دم و دم کہیں گے کہ کس چیز نے ان سے ان
کوان کے اس قدر جس پر وہ ان کے لئے بنایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت کے تشریف لانے تو یہ ماہرین امتداد
کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی کو قدر بناتے تھے سولہ سترہ ماہ تک اسی پر عمل و آمد
پھر باقتضا حکمت الہی کہہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا اس حکم کے نازل ہونے سے
پہلے اس طرف آپ کا شدت شوق تھا قدر نماز ہوا تھا کہ آپ اس حکم کے انتظار میں باہر بارگاہ ان کی
کی طرف منہ اٹھا کر دیکھا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی مخالفین کے طعن کو بیان کر کے جواب دیدیا اور بطور پیشین گوئی ارشاد
فرمایا کہ عنقریب جو قوف ہوگا جو نہ اسرار خداوندی سے واقف اور نہ اللہ کے خاص مقرب
بندوں پر اعتقاد رکھتے ہیں کہہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے حکم پر اعتراض کریں گے اور کہیں گے

کہ مسلمانوں کو کسی چیز نے اس کے قبلہ بیت المقدس سے پھر دیا جس کا طرف منہ کر کے عت تک نماز پڑھتے رہے۔

پراپر مشیگونی کے مطابق یہ طعن یہود حدیث ما فقیہ اور شریکین عرب لے کیا جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی دیدیا۔ اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس دی کہ مشرق و مغرب یعنی ہر جانب اور ہر سمت خدا کے نزدیک یکساں ہے ہر جگہ اس کا ظہور ہے گر کسی سرور و عظمت کی وجہ سے ایک جہت کو بڑھاتا کہ جو لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے اور اس کے اس سر پر ہر ایک کو نصرت حاصل نہیں ہوتی پھر اس کے جس کو اللہ تعالیٰ نوازے۔

میشیگونی علیہ السلام

فتح مکہ و خیاب و صدق روایا کے متعلق

مَقْدُمًا عَلَى الْمَوَلَا بِالْمَوَلَا	جسک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو پناہ و غلبہ دیکھا
لَكَ الْخَاتَمُ الْمُسَيَّدُ بِمُحَمَّدٍ الْخَاتَمُ	مطابق و تقدیر کے تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ
أَوَّلُ مَنْ خَلَقَ فِي دُوسَكَفَةٍ مَعْقِرَةٍ	عز و رحمت پر جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سر دلالت
لَا تَخْلُؤُكُمْ مَعَهُ لَكُمْ تَعْلَمُوا فَجَمَلًا	ہوئے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی کمال ہوگا سوال اللہ کر
بِرُّ دُرِّ ذَا بِلَا مَخَافَةٍ يَا	وہ سب کے معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں پھر اس نے

اس سے پہلے ہی ایک لکے اقصیٰ فتح و پیرو

(پارہ ۱۲۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ میں خواب دیکھا کہ میں کر گیا اور وہاں پہونچا کہ طرف کرتا ہوں چنانچہ اس خواب کے بعد آپ کو تشریف لے گئے لیکن میں حدیث کے کہ آپ نیز طواف کئے ہوئے واپس مدینہ آئے اس پر ما فقیہین نے کہا کہ خواب سچا نہ تھا تب حق تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ جس مشاہدہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کر گیا یا وہ بالکل سچا ہے کہ آیت مع

اہل عرب کی طرح ہزار ہوا جانا ہی اصول پر تھا کہ جہاں جہاں قرآن مجید کی شاعت ہوئی وہاں ہاں
بست پرستی معدوم ہو گئی۔ عیسائیوں میں مذہب پر اسٹنٹ کا تصور و قیام بھی قرآن مجید کی تاثیر
ہے پر اسٹنٹ دینے اور تصویر پرستی میں کرنے کے ذریعے گرجاؤں میں مسیح و مریم و یوحنا کی تائیس
کو رکھتے ہیں، ورنہ ان کے سامنے کو رخ و رکھ کر نہیں۔ ہندوستان میں یہ رسوخ کی تحریک بھی
اسلام کے نظریہ توحید کا ایک خاص عکس ہے اگرچہ علیٰ طویر یہ تحریک نظریاتی معیار سے بہت دور
ہے۔

پیشینگوئی ۱۱

غیر قوم کے اسلام لانے اور انکی قبیلہ خدہ خدہ کے متعلق

قَدْ اَنَّكَ لَوِ تَوَلَّيْتَ الْبَنِيَّ اِنْ قَوْمًا كَانَ عَلٰی ظَنَرٍ
لَا يَكْفُرُوْا اَنْفُسًا الْاَلَا لَكُمۡ (پارہ ۷۶)

اس آیت میں خطاب ہے (جب کہ قرآن مجید کی عبارت یا اسے واضح ہے) ان لوگوں
سے جو جہاد سے سر نہ اٹھانے والے تھے اور اس میں اس امر کی بھی تعلیم ہے کہ ان کو کسی حد مت دین کو
اپنی ذات پر موقوف نہ کیجئے اور جب پندار میں مبتلا ہو کر اپنے کو ہر گز ہر دین نہ کہنے لگے۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں بطور پیشینگوئی فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے احکام سے اعراض کرو گے
اور جہاد سے دستبردار ہو گے تو تمہاری جنگ لایک اور قوم کو اسلام میں داخل کرنا کا خونک ہوں گے
اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ ترمذی اور دوسری کتب حدیث میں حدیث ہے کہ جس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی تب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت وہ کون ہو گے آپ جو
مہری جنگ آ رہے گے۔ آپ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ اور اسکی قوم
بندہ دین اگر خلیفہ کے پاس ہوتا تو قبل فارس سے ایک شخص اس کو دین سے حاصل کرنا اہل بیت رضین
کو اس میں اسلاف ہوا کہ آنحضرت کہ مراد اسکی قوم سے کون لوگ ہیں۔

بعض حضرات کا قول صادر کے متعلق ہے اور بعض کا فائدہ و روم کے متعلق ہے بعض اہل یمن مراد لے رہے ہیں اور بعض حضرات کا قول جو زیادہ اقرب معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنے دین کا محافظہ عاقل اور مددگار کر دے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ عرب کے بعد ترک کوٹھے ہوئے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ بشارت امام عظیم حضرت ائمہ علیہ کے لئے ہے کہ پانچویں امام تھے ورنہ اس پر بڑے بڑے ائمہ کے اتفاق کیا ہے۔

اب دیکھئے سوڈان، بربر، افریقہ، اندلس، خراسان، سندھ اور ہندوستان ان تمام مقامات پر جہاد اور اعلا کلمۃ اللہ کر نیوالی سب کی سب وہ قومیں ہیں جن کا ان منافقین کے ساتھ جسی و بنی قیس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کرو ترک، منیل، علی، سوری، عذری، اقوام نے اعلا کلمۃ اللہ کے لئے جو شاندار خدمات انجام دی ہیں وہ سب ہی شیشی گولی کے ٹکڑے ہیں۔

پیشین گوئی ۱۱۱۱

زید بن حارثہ کی شہادت

وَكَذَلِكَ يَقُولُ بَلَدِي وَأَنْتُمْ كَلَامًا عَلَيْهِ
حب آپ کی شخص سے کہہ رہے تھے میں پر اللہ تعالیٰ
وَأَنْتُمْ كَلَامًا عَلَيْهِ (پہرہ ۱۱)

اس آیت میں حضرت زید بن حارثہ کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ انھی میں یافتہ الہی ہیں، اب وہ یہ امر کہ اللہ یافتہ الہی کون لوگ ہوتے ہیں اس کو سمجھنے کے لئے آیت ذیل پر غور کرنا ہوگا۔

قَالَ لِيَاكُم مَعَ الْيَتَامَىٰ اَنْتُمْ عَادُوا عَلَيْهِمْ
اللہ و رسول کی اطاعت کر ہو، ان لوگوں کے
بِرَّ الْيَتَامَىٰ تَزَوَّاهُمْ بِأَمْرٍ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
ما تم ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ احکام کیا اور وہ انبیاء
و الصالحین

یہودیہ ہوا کہ جو شہید وہ انعام یافتہ الہی ہے اور جو انعام یافتہ الہی ہے وہ اگر نبی و مرید نہیں تو غمزدہ ہے کہ شہید ہوا احدی۔ آیت بالا حضرت زید بن حارثہ کی شہادت کی خبر دینے

و مکتبی .

چنانچہ شیعہ میں عزوہ و نکرہ کی سہولت دینی کرتے ہوئے شیعہ مجتہدین اور اہل حق کی پیشین گوئی پوری ہوئی .

پیشین گوئی ۶۳

قرآن پاک کے محکماتین اولین میں پیام نبویانے فتیہ کی پیشین گوئی

وَأَشْكُوا لِلَّهِ لَا تُصِيبُكُمُ الْعَذَابُ لَمَّا تَصَلُّوا اور تم بے حال ہو جو نماز میں ہو گویا پر رونا
ہو گئے خاصاً (پارہ ۱۹)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دیہائیں معاصیہ نازل ہوتے ہیں مہلکات اور خود کش کا قتل بدکردار پر جانتے اور اس میں بلا اختیار نہنگ و بد سب ہی مبتلا ہوتے ہیں مثلاً دبا اور قحط یا دوسری قوموں کی مکتبی ، باہمی نفاق اور پھوٹ ، ان کا شکار نہنگ و بد چمے اور بڑے سب بد ہوتے ہیں

اس آیت کی برہنہ اس لیے فتیہ عام کی اطلاع دی گئی ہے کہ ظالم و غیر ظالم سب ہی اس کی پست میں آتے ہیں گے . درحقیقت قومیت کے فقدان اور ظلم کی اختلاط کی ذات میں ایک یہی بڑی آفت ہے کہ اس صیست کا اثر عام و عام سب پر پڑتا ہے ، شہادت حضرت عثمان ذوالنورینؓ ، و انھیں ، واقعہ صیغین شہادت علیؓ ، سوا باکرؓ کا اہلے متعدد واقعات ہیں جو اس پیشین گوئی کی صحت پر نگار پکار کر گواہی دے رہے ہیں .

واقعات مذکورہ بالا میں بڑی تعدد قرآن پاک کے محکماتین اولین کی مکتبی اور اس کے لیے صیغین مذکور میں کافی خطا یہ استغناء کیا گیا ہے

ان خستوں کے وقوع کا اس کا ان خلافت راشدہ کے بعد وجود نبوی برکات اور دینی انوار کے جامع مکتبی عام و عام و گمان سے بالاتر تھا لیکن رب العالمین کا جامع علم تمام آیتوں کے واقعات پر جاری

ہے اور اس کا کلام یہ واقعات کی پیش آنکھی دے رہا ہے۔ لہذا ایسے الفاظ میں خبر دی گئی کہ نظام
 جبرطام سب اس فتنہ کا نشانہ بنیں گے اور سب ہی اس سے متاثر ہوں گے۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ لوگ
 فتنہ میں حصہ لیں اور اس میں شامل ہوں بلکہ لوگوں کو اس سے احتراز و اجتناب اور تقویٰ اختیار
 کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

یہ بخاری کی حدیث میں جو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اس فتنہ کی ان الفاظ
 میں ظرا دی گئی ہے :

سَيَكُونُ الْعَارِ الْقَادِي هَاجِرًا
 مَزَالًا نَقْرُ الْقَائِدَ خَيْرًا مِنَ الْعَاشِقِ
 الْعَاشِقُ خَيْرٌ مِنَ السَّامِعِ الْحَدِيثِ -
 عترت میں فتنے برپا ہوں گے کہ بیٹے والا ان ہی
 کڑے ہونے والے عزیز ہوگا ورنہ مومن والا اپنے والے
 سے اور چلے والا درخیز لے سے بہرہ ہوگا۔

اس جگہ ہمارے مقصد ان دس سورتوں میں فرما دیا کہ واقعات کی تفصیل لکھا نہیں بلکہ قرآن
 مجید کی پیشگوئی کا اندر چ کرنا ہے کیونکہ کلام الہی میں ان واقعات کی طرف اشارہ موجود تھا
 اور یہی اخبار عن الغیب اس کے کلام الہی ہونے سے پتہ چلتا ہے۔

پیشینگوئی عطا

یہودیوں کے کفر اور ایک ایسی قوم کے اسلام کی خبر چوکی کفر نہ کریگی

أَوَلَيْدَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْكُتُبَ
 وَالْكَتُوبَ وَالنَّبِيَّةَ قَارِئِينَ كَفَرُوهَا
 هُنَالِكَ نَقُودُكُمْ لَنُكَلِّمَهُمْ قَوْمًا لَيْسُوا
 بِهَا بِلَهْمٍ ذَرْفٍ (پارہ ۷)
 یہ قندہ لوگ ہیں جن کی قوم کو ہم نے کتاب عطا
 کی مگر وہ اس کتاب اور نبیوں کو نہ سمجھتے تھے انکار
 کر رہے تھے کہ ہم نے یہی قوم کو کتاب عطا کر رکھا ہے جو کسی انکار
 و کفر نہ کریگی۔

یہ آیت سورہ انعام کی ہے اور سورہ مذکورہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام نے ان کی کس سے انہدام
 نہ رکھا تھا۔ پیشینگوئی میں بتلایا گیا ہے کہ اگر یہ خود راستہ یہودی ایمان نہ لائیں گے تو کیا ہوا دیکھو

جسے بڑے خود مشغول جو خود غماز تھے اور مطلق انصافی کے سبب کسی کو دھڑلیں نہ لاتے تھے۔ وہ بادشاہ
 قندھار اور ہندو دھرم کے سب سے بہتے طبع اور منقلب ہونے والے امیر۔ وہ شہر اپن یا دام ملک ہمار
 سندھ میں ساری ملک بکریں پیچھو دیا۔ فرزند ان بھندی۔ فرزند دایان خان تیری کی حالت میں
 آنیوے میں۔ پنہاشی ملک حشر کیدر شاہ دوستہ احمد لی تیرے قریب سردار ہونے والے میں وہ ذی
 اہلکار میرزہ جسے اس کدہ طایفہ کدہ کی کرتی تھی اور جس کے جلوس میں اس کے ہزار غلام چھارے تھے۔
 وہ ذی طبع ذی زور۔ ذی دھن ذی قوت و شہزادہ تھے اور جن کے خاندان پشت پست
 سے تخت و تاج کے مالک تھے کہہ کے صوفی گوش جو نوالے امیر۔ ان تمام دلوں کے عداوت پر جو جن کا
 علاقہ ہزارے ہزارین کی لوح اکھتر علی اللہ علیہ السلام کے حاکم تاروں سے کسی زیادہ شہرہ کی
 حسب میں پورے سے اور ان کو کوئی ملے دھرم اور حال کی تھی جن کے علاقہ میں مبلغین سلام
 کے سوا کسی ایک عابد و فاضل ملک کا بھی گزرنہ ہوتا تھا۔ جس طرح خوشی خوشی، شہر خفا و طمع
 کی وہ غربت سے صاف ہو گئے تھے یہ سب کہہ رہا تھا۔ یہی کی قدرت کا کرشمہ تھا کہ ایک تیرے بیوہ
 کے بچہ کی سیت اس قدر چھائی جاتی ہے کہ بڑے ٹمے بدشاہ لرنہ براندام ہو جاتے ہیں اور ایک
 خاک پلیر سنگ شوگر پتہ کی بہت دلوں میں اس طرح جا گری ہو جاتی ہے کہ سب کے سب جان
 ال کو دہن راہ کئے ہوئے ہیں آیت میں صند و گنگا میں غور کرو دہری شیشی گولی ہے اور اسی
 لوگوں کے دلوں کو طبع کر دینے کی اور اور حضور خدا علی والی کو اپنا کسب سلام کار و خیر و
 نظارہ دکھا دینے کی چھاپہ میسای ہو گا۔ وہ ملک جو دنیا مدارس، بحر و بحر و ہند اور کوہستان شام
 کے درمیان واقع ہے ستارہ ایک فکر پر حق ایک ہی وقت کا شید ایک ہی ذوق قدری صفات
 پر خدا اور ایک ہی دین ہیں پر علم ہر جگہ تھا۔ شیشی گولی میں کتنی وسعت تھی اور کس صداقت
 کے ساتھ نزول آیت سے دس بارہ سال کے اندر ہی پورا عرب نور ایمان سے بے ناک ہو گیا اور
 کفر و صلاحت کفار کی چھٹی چلی گئی۔

پیشینگوئی ۱۵

ارتداد اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے متعلق

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِرِزْقِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ يُنِيبْ عَنِ الْفِتَنِ وَيَتَّقِ اللَّهَ
يُجِبْ لَهُمْ وَجْهًا مَدِينًا
أَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ وَيُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَلَا يَفْخَرُونَ بِأَنْفُسِهِمْ

ایمان والو تم میرا رزق کوئی پنے دینا ہے پھر
مائیگا تو خدا ہی قوم کو لائے گا جس سے وہ جنت
کر لیا اور جو دوسرے جنت کے لئے ہوں گے وہ ۷۸
ہوں گے ۷۷ تو اتنے اور کافروں کے لئے سمت
ہوں گے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور
کسی طاقت کفرہ کی طاقت سے ڈریں گے۔

(پارہ ۶)

آیت میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں خال خال کوئی مرتد بھی ہو جایا کرے گا مباحہ ہی ساتھ
پیشینگوئی بھی کی گئی ہے کہ جیسے مغربی نقصان کے ساتھ ساتھ اللہ نے بڑی بڑی قوموں کو
مکرمہ اسلام بنادے گا۔ خدا کے ساتھ جن کے معاملات محبت و غلوں کے ہوں گے الہیہ ایمان اور ان
کے تعلقات تواضع و انکسار کے ہوں گے۔ دشمنان دین کے ساتھ وہ خیر فتح عزت و نصرت کا کرشمہ
کر دکھائیں گے۔ وہ دساک جھوٹی تعریف یا جھوٹی حیرت سے بالاتر ہوں گے وہ علماء و فضلا حسب راسخ
ماہ میں سرفروش و جاہلاد ہوں گے آثار اسلام سے آئیں دم ہمیشہ اس پیشینگوئی کا انور ہوتا رہے
اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے بعد میلہ کذاب اٹھا اور اس کے ساتھ ہزاروں
لوگ ہو گئے ان کا ارتداد بھی نہ لایا تھا میلہ اور اس کے اقتدار کے سب دلی زبان کر رہے
تھے کہ ان پر کرتے تھے مگر میلہ کہیں بھی نبوت ثابت کرتے تھے وہی قوم کے اندر دشمنان بنائے
اور ان کے بیابان ایسے لوگ موجود تھے جو ان سرزمین کے ساتھ جنگ آ رہے ہوئے اور انہوں نے اذیت
یا قربت کا ذرا بھی لحاظ نہ کیا۔ اسودنی نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ

احادیث کی پیشینگوئیاں

اسلام ختم ہو گیا، بانی رہنے والا مذہب ہے اس لئے اس کی پیشینگوئیاں کدواں میں ہیں۔ ایک وسیع اور محیط ہے بہت سی پیشینگوئیاں ہیں جو رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں، کچھ حصہ ہے جو صحابہ کرام کے زمانہ میں پورا ہوا اس کے بعد اسی طرح ہر دور میں اس کا ایک ایک حصہ پورا ہوتا رہا جس کو پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ زمانہ کا کوئی دور ایسا نہیں گذرا جس میں آپ کی پیشینگوئی کا کوئی نہ کوئی حصہ انھوں کے سامنے نہ آتا ہو۔

فقہاء میں تقسیم ہند اور تباہی آبادی ہوا اس وقت ہنگاموں کی سرگزشت نہایت مختصر اور جاننا انداز میں اگر آپ کو دیکھی ہو تو صحیح قسم کی اس حدیث کو پڑھیے جس میں کہا گیا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں ایسی جنگ ہوگی کہ قاتل کو یہ بحث نہ ہوگی کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور مقتول کو یہ خبر نہ ہوگی کہ وہ کس جرم میں قتل کیا جا رہا ہے۔ تم لے اپنی ہتھیوں کو دیکھ لیا کہ ان ہنگاموں میں قتل و قمار کا یہی نقشہ تھا کہ انسان دوسرے انسان در ایک جماعت دوسری جماعت کے قتل کے درپے تھی اور کسی کو بھی تحقیق کی ضرورت نہ تھی کہ وہ اس کا موافق ہے یا مخالف قتل کر نیوالا کس گنہگار دوسرے کو قتل کر رہا ہے اور مقتول کیوں مفت میں مارا جا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں کو صرف گذشتہ زمانہ تک محدود کر دینا اور مستقبل میں پوری ہو جانے والی پیشینگوئیوں کا قبل از وقت انتظار کر کے شک جانا اور ان کے انکار پر

آکادہ ہو جائے اور حقیقت یہ آپ کی عموم بشت کا انکار ہے کیونکہ اگر آپ کی بشت قیامت تک کے لئے ہے تو پھر اس کی صداقت کے ثبوتات بھی دنیا کے ہر دور کے انسان کے سامنے آنے ضروری ہیں اس لئے قرآن حکیم نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کی سب پیشگیوں یا آپ کی جہات طہر میں پوری ہوں گا بلکہ بعض یعنی کچھ کا حفظ فرمایا ہے امام احمد بن حنبلہ نے بعض اہل حدیث اور متوفیین کا دیکھا ہے کہ وہ دوسری جگہ پر (وہ ایک کاد یا علی یا کدبہ) وہاں ایک عبادت گاہ ہے جس کے بعض اہل حدیث بعد مکہ (مافرا) اسی لئے کوئی وجہ نہیں کہ میں بحیرہ صوفیہ و اسلام اور قرب قیامت میں واقع ہونے والے واقعات کے متعلق پیشگیوں یا آپ کی جہات میں آپ قیامت از وقت انتظار کر کے تنگ نہ ہوں اور مرتبہ احادیث کا انکار کر دیں اور ان میں ایسی ہی نہیں کہنے لگیں جو مستند و روایت میں شہادت پیدا کرنے لگیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مشاہدات اور احکامات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی فیلی کے ذریعہ اہل دنیا کو مطلع فرمایا اور بطور پیشگیوں کی خبر دی کہ یہ امر اس طرح واقع ہو گا اور ایسا ہی ہوا۔

عنوان بالا کے تحت ہم ایسے ہی چند واقعات کا ذکر بالاختصار کرتے ہیں۔

پیشگیوں، بحری لڑائی اور ام حرام کی شہادت

حضرت امیر مومنینؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حرام کے گھر میں آرام فرمایا جب سیدہ ہجرت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ ام حرام نے وہ دریا میں کی آپ نے فرمایا کہ مجھے میری امت کے وہ عادی دکھلائے گئے جو مسجد میں جہاد کے لئے سفر کریں گے وہ اپنے جہازوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے جس طرح بادشاہ اپنے تختوں پر نشست کرتے ہیں۔ ام حرام نے عرض کیا کہ میرے لئے بھی دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور پھر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ فرمایا مجھے میری امت کے دو سرے عادی جہازوں پر سوار ہو کر جہاد کرنے والے دکھلائے گئے ام حرام نے پھر اپنے لئے

دفعہ برائے مسفید مال کو دیکھ رہا ہوں پھر تیسری ضرب لگائی اور سارا تھک چکا چور ہو گیا تب آپ
نے فرمایا اللہ اکبر اعطیت معاویہ جہ النین و اظہر انی لا یجسر الیہ عتقاد من عکائی
الساعة لیجے ملک میں کی کہیں عطا کی گئیں و اللہ میں یہاں سے اس وقت شہر منہا کے در و زول
کو دیکھ رہا ہوں یہی تھی، پیشینگوئی حضور مسلم نے اس وقت فرمائی تھی جب مدینہ پر کفار کو کھاکر
اور شکر خلاۃ ہو رہے تھے اور ان سے کیا ڈکے لئے شہر کے گرد و خندق کو دیکھ رہی تھی اس
کمزوری کی حالت میں اتنے مالک کی فتوحات کی خبر دینا بھی ہی کا کام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے
حرف بحرف پورا فرمایا۔

پیشینگوئی فتح مصر

عن ابی ذر رحمہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستعبدون
ارمنائیل کوئی بھائی القرا ریط فاستقر صوانا عندہا سیرا مان لہم ذمۃ درجہ امارا و ابیتم
و جہلہم فقتلہ علی موضعہ لئن فاتح متھا (صحیح مسلم)

تمہارے مسلمانوں میں قریب اس ملک کو فتح کر لو گے جہاں پر سکھ قیام ہے۔ تم وہاں کے لوگوں سے
بھلائی کرنا کہو مگر ان کو دمر اور دم کے حقوق حاصل ہیں پھر آپ نے ابو ذر سے فرمایا جب تم دیکھو کہ
دو شخص ایک اجنبی بلوڑ میں پھنک رہے ہیں تو تم وہاں سے چھو آؤ، پیشینگوئی کے مطابق حضرت
ابو ذر غھارہ نے قلعہ مصر کو بھی دیکھا اور وہاں بود و باش بھی اٹھ رہی تھی اور یہ بھی تھی کہ کھول سے
دیکھا کہ رسیدہ عبد الرحمن بن شریل ایسٹ بلوڑ میں کے لئے جھگڑ رہے ہیں تب وہ وہاں سے
چلے گئے۔ حدیث یحییٰ و ابو نعیم میں ایک مصر کا نام مراحہ ہے۔

پیشینگوئی ممالک مفتوحہ کا عرب سے قطع تعلق

عن ابی ذرؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العرب اقرب ما وقفت من الشام مدھا ویدھا واعدت مصر اذ وھا وینا واعدت تم مرھبھا بد اعدتک مصر،
واق نے چنے درم و غیر کو، شام نے اپنے دروینا کو اور مصر نے اپنے اروپ و دینار کو
روک یا اور تم ایسے ہی رہ گئے، جیسا کہ شروع میں تھے یعنی بن آدم کہے میں کہ ہم نے اس حدیث
میں غیر اسی کا استعمال فرمایا ہے، حالانکہ اس کا تعلق زمانہ مستقل سے ہے جس نے کہ ظلم النبی میں ایسا ہی
مقرر ہو چکا تھا، جمیع الباری ہی ہے کہ تغیر اور اروپ اس زمانے کے پہلے ہی، غیر آٹھ کوک کا اور در
پڑا اٹل، بقول بعض، دور ظل کا اور اروپ مانڈ مارا کا ہوتا ہے۔

حدیث بالا میں زمانہ کے متعلق پیشینگوئی ہے جب مدینہ منورہ میں خلافت راشدہ
کا زمانہ ختم ہو گیا، اور دمشق میں سلطنت ہو گیا قیام ہو گیا کہ پھر ان ممالک سے ایسے بعض
ممالک دورہ بشکل منسب کسی جوار کو حاصل نہ ہوا اور پیشینگوئی کے مطابق اسب چودہ صدیوں تک
اسی طرح حل و دہاں چلا رہا ہے۔

پیشینگوئی شہنشاہ ایران کے کنگن و ستر اعرابی کو پسپا کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر توین مالک سے فرمایا کیف ملک اذا التقت سوادئ کسری

(بیم باقی من طریق ابن عساکر)

یہ تہی کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس فتوایران کے موقع پر جب
مال غنیمت آیا تو اس میں کسری کے کنگن بھی تھے، تنہا ہوں نے ستر توین مالک کو دیا، دراصل وہ کنگن

پہنائے اور اپنی زبان سے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے کسریٰ ابن ہریرہ سے جوابے آپ کو رب الناس کہلاتا تھا کیسے چھین لئے اور آج سراقہ بن مالک اعرابی مدنی کو میرا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیسے کس سراقہ کو بئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چٹینگوئی کی چھین میں پہنائے گئے تھے۔
حدیث مالک منقرضہ پر خود کرد جو تین چٹینگوئیوں پر مشتمل ہے۔

(الف، طائف فاروقی کی صداقت پر جنہوں نے بئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بھری کو پورا کیا۔
اب، متوہران پر (ج) توہران تک سراقہ بن مالک کے زندہ رہنے پر کتاب الاستیعاب سے
وفا ہے کہ سراقہ نے سترہ میں وفات پائی تو حلیٰ جنی توہران کے بعد وہ صرف چند سال زندہ رہے۔
دوسرا تہذیبی اللہ علیہ وسلم کی ان تیوں چٹینگوئیوں کا بطور دیہ نے اپنی آنکھوں کو دیکھ لیا۔

پیشینگوئی

غزوہ ہند

عن ابی عمر ہریرہ عن محمد بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ہند (سنہ ۱۱ھ)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم ہندوستان کی جنگ کے منتظر
وعدہ فرمایا میں ہندوستان پر مسلمانوں کے حکمران کی خبر دی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سندوت تاپر
میں پہلے سلطان محمود غزنوی نے سترہ میں حکم کیا تھا اس طرح بھر صادق حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ہلال اسلام کی کتبوں میں ہندو دیوارا تک
کا نام ہے اور ان میں سبت سے پہلے نے ادوارا تک کو بننے والی قوموں کا نام بعد درکھ تھا
انگریزی میں ہندوستان کا نام انڈیا بھی ایک مناسبت ہے۔ لہذا حدیث بالاکا مصداق وہی غزوہ
ہو سکتا ہے جس میں دیوارا تک سے عبور کیا گیا اور وہ ہندوستان ہے۔

پیشینگوئی: حجاز میں ایک بے بدست آگ کا ظہور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من

انکار تھنشی احساق الایلی ببصہی (نہادی کلمہ)

قیامت نہیں یگ جب تک جہاز میں ایسی لگ تھیاں دہو جو بھرئی کے ادھڑوں پر اپنی روشنی
ڈالے گی چنانچہ اس چینیگوئی کا پھور رشتہ میں ہوا۔

ایک لگ کی اجڑا رہاڑ کی آتش خاں کو ہوئی اور جس روز اس کا پھور جہاز میں ہوا اس
شب بھر لگ کے بدوں نے لگ کی روشنی میں اپنے اپنے اونٹوں کو دیکھا۔

پیشینگوئی

میں لمانوئی ترکوں سے جنگ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوموا الساعات حتى تقاتلوا الخوف
صفار الاعداء جمع الوجوه زلف الامم کما ان وجعهم المجرار المطرقة (سمین)
قتیتا قائم ہوگی جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرو گے جو چھوٹی لٹکوں سے سرخ
چہرہ دے بہت ناگ دے ہوں گے اور ان کے چہرے طحال میں چڑھے ہوں گے اس پیشینگوئی کا
تسلیق فتنہ تا ایسے ہے جاکو خاں کے لشکروں نے خراسان و عراق کو تباہ کیا۔ بعد د کو و تاتار اور
بالآخر ترکوں کو بھی یث کو ملک میں شکست عظیم ہوئی تھی۔ یہ واقعہ شہر کا ہے اور میں بیٹا پانچویں
پیشینگوئی کا ہے اور انا۔

پیشینگوئی

فتح قسطنطنیہ

مسند امام احمد بن حنبل اور صحیح مسلم میں بروایت ابو ہریرہؓ اور سفیان بن ابی داؤد میں بروایت
مسار بن حنبلؓ فتح قسطنطنیہ کا ذکر موجود ہے چنانچہ چینیگوئی کے مطابق سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ
کو ۱۴۵۳ء میں فتح کیا اور ہجرت سے ساڑھے آٹھ صدیوں کے بعد دنیا نے نعم الامیر و نعم الباشا کا منظر

دیکھ یا جبریا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

پیشینگوئی ۱۱

جنگ یرین کافروں کے قتل کا تعین

بدر کی لڑائی شروع ہونے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدان کا اہل جہنم ہشتہ ہشتہ
اہل ہرمیہ اور علیہ بن علیہ، امیر بن خلف، ابو عتبہ بن مسیطہ وغیرہم سرداران مکہ فلاں فلاں جنگ قتل
کئے ہائیں گئے۔ یہاں رسول جواس حدیث کے راوی ہیں تجتبی کہ متواری درج کے بعد ہم نے دیکھ یا کہ ہر ایک
کی لاش جھپٹکی جگہ پڑی ہوئی تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگایا تھا

پیشینگوئی ۱۲

ثعلبہ بن حاطب کا نفاق

ایک دن ثعلبہ بن حاطب نے مجلس نبوی میں حاضر ہو کر اپنے فلاں اور تنگدستی کی شکایت
کرتے ہوئے آپ سے درخواست کی کہ میری تنگدستی دور ہونے کی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا تو وہ منہ
ہولنے کے بعد جدا کر دیا۔ کربلا کے واقعے کے بعد آپ نے دعا فرمائی کہ جو میں تو سب کے حقوق ادا کروں گا اور
بہت سا خدا کے سامنے میں دوسرے کا آپ نے دعا فرمائی کہ جو میں تو سب کے بعد وہ بڑا دقت مند بن گیا مگر
اس نے ادا کر دیا ہے ہی نماز پڑھتی چھوڑ دی اور صدقہ نہ دیا نہ زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ
کی پیشینگوئی کے مطابق ثعلبہ بن حاطب نے جہنم میں جاتے وقت نفاق دینا سے رخصت ہوا اور پیشینگوئی
سچ ثابت ہوئی۔

پیشینگوئی ۱۳

قیمت اس پہلے چیزوں کا واقع ہونا

حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں میری

حاضری ہوئی جبکہ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ایک چڑے کے خیر میں تشریف فرما تھے اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے شمار کرو۔

پہلے میری موت میں کے بعد فتوہ بنو نابت المقدس کا پہرا ایک و با جو تم میں ہوگی مانند تمام بکریوں کے پہرہ بہت ہونا مال کا یہاں تک کہ سوا اونٹ کسی کو دو گئے اس پر بھی وہ خوش نہ ہوگا پہرہ ایک فتنہ کہ بانی درمیا کوئی بوجے کو اس میں وہ داخل نہ ہو پھر ایک صلو جوگی تھا اسے اور نغاری کے درمیاں پہرہ وہ بھی کسی کریں گے اور تباہی کے مقابلہ میں گئے اسی ہزار میں ایک اور مرنشاس کے نیچے بارہ ہزار لوگ ہوں گے۔ چنانچہ پہلی اور دوسری پیشینگوئی کا ظہور تو دنیا کو معلوم ہے آپ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیت المقدس جو بھیج تیسری بات و با جو میں جہاں حضرت ابو صفیہؓ ابن جراح کا شکر بیت المقدس کے قریب تھا واقع ہوا کہ تین دن میں شہر برباد ہو گیا اور حضرت ابو صفیہؓ نے بھی وہی وفات پائی چوتھی بات مسلمانوں کا اندر ہونا سیدھی حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں جو میں پر مورخین کی شہادت موجود ہے پانچویں بات فتنہ عظیم سے مراد حضرت عثمانؓ کا قتل ہے کہ تمام ممالک اس فتنہ سے بھر گئے تھا اور بڑے بڑے قتل ہوئے چھٹی بات جو نے دل ہے اور ترقی اقبال نغاری اس پیشینگوئی پر دلایا ہے۔

پیشینگوئی ۱۲

خانہ کعبہ کی تولیت

فتح مکہ کے دن پختہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۰ شہر میں بنی ہاشم نے شہر میں عثمان بن طلحہ کو کعبۃ اللہ کی کنی حاکم فرماتے ہوئے اور شاد فرمایا تھا، بعد ازاں اہل الاندلس و یامی طابع مسند الخطاء جو یہ کنی سبھا اوسمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے یہ کلید کوئی دیکھئے گا تمہاری جو قائم ہوگا اس مختصر باتوں میں میں پیشینگوئیوں میں (۱) خاندان بنی ہاشم کا دنیا میں اقی رہنا

اور ان کی سب کا قائم رہنا (۳) کلیدی بیت اللہ کی حفاظت و خدمت کا اپنی سے منتقل رہا (۳)۔ ان کے ہاتھوں سے کلید چھیننے والے کا نام ظالم ہونا۔ دنیا کو ملامت سے کہہ بولنے کی سب اور ان کے عائد ان میں بیت اللہ کی کلید آج تک موجود ہے اور ایک وقت پرید بن معاویہ نے ان سے یہ کئی چھین لی تھی پھر اب اسے لوٹا کر آج شاہد ہے کہ کسی یا دشمن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ظلم کھانے کی عزت نہیں کی۔

پیشینگوئی ۱۵

یورپین اقوام اور عیسائیوں کا نیا بین عروج

المسود قریش نے ایک مرتبہ عربین اہل عامیہ کا حج معہ کے سامنے بیان کیا کہ آخری دور میں یورپین عیسائیوں کا دنیا میں عروج اور زور ہو گا عربین اہل عامیہ نے انہیں روکا وہ کہا دیکھو کیا کہ یہ ہو انہوں نے کہا میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن۔ عربوں نے تب تو دوست ہے (یہ مسلم)

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ روایت صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بیان فرمائی جب سلامی فکر تمام اہل عالم میں منظر حضور تھے جب ان کو عراق و شام، مصر و خراسان، ایران و سوڈان کی فتوحات میں کہیں ایک جگہ بھی شکست نہ ہوئی تھی جیسا کہ مسلمانوں کے سامنے جلد ملک میں پیچھے ہٹ رہے تھے اور قتل و دہم اور قیاس کے نزدیک یورپین اقوام کی کثرت و غلبہ کی کوئی وجہ بھیجہ میں نہ آسکتی تھی۔ دنیا اسلام کی یہی حالت امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ کی زندگی تک موجود تھی مگر صحابی روایت کرتے ہیں اور امام احمدیث اپنی کتاب میں درج بھی کرتے ہیں۔ آج دنیا دیکھئے کہ صادق مصدق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق امریکہ جو اپنی اہل کے ہتھارے یورپین میں برطانیہ، فرانس، ایشیائے، پرتگال، سوڈان، ناروے، ہولینڈ، اسپین اور جرمن وغیرہ کی حالت کیا ہے اور یہ اقوام کس قدر خوشحال اور دولت مند ہیں۔

پیشینگوئیؑ انت میں تشریف

نفتقرامنی حوثنتہ ومسعودی حوثنتہ - (یعنی دہرائی دھام)
میری انت میں تشریف فرما ہو جائیں گے۔

قرآن پاک کے نزول کے وقت امت محمدیہ صلعم کا سفر واجمعیہ ایک ہی نام تھا یعنی مسلم
جیسا کہ قرآن میں ہے عوسا کہہ المسلمین تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
تمہارا نام مسلمان رکھ دے۔

حضرت علیؑ کی خلافت کے آغاز تک یہی واحد اور جامع نام معروف رہا لیکن خروج
خوارج کے بعد سے نئے فرقوں کے نئے نام نکلنے شروع ہو گئے ہر ایک فرقہ کو اپنے مخصوص
نام پر مانسہ۔ پیشینگوئی اسی صدف کے ساتھ پوری ہوئی اور موجود ہی ہے کہ کروڑوں سالوں
کے عادی اس کا تصدیق میں موجود ہیں۔

پیشینگوئیؑ

میں انون کا خروج و زوال

اذا کا کتب امراء کہ حیدر کہ داعیہ کہ مسحاء کہ دامور کہ مشورعیہ کہ
فعلہ الامم حیدر کہ مریطہ ادا کا کتب امراء کہ شہداء کہ داعیہ کہ جعداء کہ
دامور کہ الحی فسا کہ فبطر الامم خیر کہ مرطہ ادا (ترجمہ)

جب تم میں سے ہنر اور نیک لوگ میری جگہ پر آئیں گے اور تمہاری والدہ کی ور تمہاری معاملات
حکومت بہ جم مشورہ سے انجام پائیگی تو زمین کا پانی بہتا رہے لیکن بہتر ہوگا اس کے باطن سے
یعنی دنیا میں رہنا تمہارے لئے عزت و کامیابی کا باعث ہوگا لیکن حیدر ایسا ہو کہ تمہاری میر

بدترین لوگ ہوں، تنہا رہے، اللہ انہیں نیک ہو جائیں اور تمہارے امور عورتوں کے اختیار میں چلے جائیں تو پھر میں کا اندر تمہارے لئے اچھا ہوگا، مگر اس کی پہلے کی یعنی زندگی میں عفت مآقی نہ رہے گی مگر اب ستر ہو گا۔

غور فرمائیے کہ کیا یہ سب کچھ نہ ہو چکا اور نہ ہو رہا ہے فرمودہ رسول صدم کے مطابق آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ زمین کے کٹوروں کے لئے زندگی میں عیش و رنگ کے دہندوں کے لئے جینے میں راحت چھیں مگر ایک زمان کے لئے ایسے میں کی پشت پر کوئی خوشی باقی نہیں رہی، الہ کہ اپنی ذاتوں اور روایتوں کا لہجہ اٹھائے اس کے نیچے چلا جائے۔

نہ گم نہ برگ نہ درخت ساسیہ دارم
ہمہ میر تم کہ دہقان بچہ کار گشت مارا
ہمیشہ سگونی

ابتدا اور انتہا میں اسلام کی غربت و بیکاری

ہذا الاسلام عریض و مسطور کما ید افطوری قہریہ (اصلہ)

اسلام کی ابتدا بے بسی اور پردہ کی نصیبتوں میں ہوئی اور قریب ہے کہ پورے دینی حالت اس پر جاری ہو جائے گی سو کیا ہی خوشی اور ہمارے بے پردہ سبوں کے لئے۔

اس حدیث میں غریب کا لفظ آیا ہے جس کے معنی پردہ دار اور بے وطن کے ہیں، مقصد یہ ہے کہ اسلام کی ابتدا ہجرت کی نصیبتوں اور مظلومیوں سے ہوئی تھی، خروج و انبال کے بعد ہجرت ہمارا زمانہ آنیوالہ ہے کہ اس وقت حق مغلوب ہو جائے گا لوگ قرآن و سنت کو چھوڑ دیں گے، ظلم و فساد اور بدعات و منکرات کا ہر طرف دور دورہ ہو گا، حق پر چلنے والے در قرآن و سنت کی پکی اور قابض پردہ کی گریوے قہداد کی کی اور بیکاری کی وجہ سے ایسے ہو جائیں گے جیسے پردہ بے یار و مددگار مسافر ہر لحاظ سے غربت و بیکاری ہوگی، ایک طرف تو یہ ہو گا کہ کھار کی بھیڑ ساری

دنیا پر بچا جائے گی۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان پریسوں کی طرح اگے دیکھ کر نہیں گئے دوسری طرف خود مسلمانوں کے اندر یہی حق پرستوں کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے۔ غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت میں بہت زیادہ غم و غصہ ہے۔ یہی حال غریب مسلمانوں کا ہے۔ پہلے غصہ اور بعد میں غم کی حالت میں مسلمانوں کی زندگی میں بے روزگاری سے گروئی ہوئی ہے۔

نئے حضرت ابو بکرؓ عمار کی حالت میں فرماتے تو یہوں فرماتے:

کل امرأ صبح فی اہله و مالوت و اولاد من شہہ اللہ فہو علیہم شمس کی طرح

اس کے گھر جوتی ہے۔ وراثت تو اس کے جوتوں کے تسمے کی قریش ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دیکھئے اور دعا فرماتے۔ اللہ صحت الیہ الدینۃ کما صحتہ

عمر پر وہیں میں ایسا ہی دس لگا دے کہ لڑنا بھول جائیں

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ عاتق سے جب آپ اس حالت میں ہوئے کہ قبیلہ بنی شعیف کی تنگ باری سے پشانی، قدر کا خوں پائے بارک کو کھج کر رہا تھا تو بے اختیار یہ

مجھے زبان پر طاری ہو گئے۔ اللہ! شک کو صفت فوق و قلہ حدیثی۔

جدید، در کس کے سامنے کہوں یہ ہے یہاں گئے پیارگی کی فراہم ہے اور بے سرو سامانی کا

لکھو کہ وہ صوم ہوا اگر ایسا ہی حال دوسری غربت میں بھی ہو نہ لایا ہے جس کی اس حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ یہ حدیث دو حقیقتیں سمجھو حوائج اکملہ نبویہ ہے جس طرح اس میں اوائل کا سارا حال فرمایا اس طرح ادا خیر کی بھی کوئی بات نہ چھوڑی۔ مادہ تصدیق علی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پہلی غربت میں جو عاتق اقبال و عروج کی خبریں دی تھیں تو زبان حق نے غریبوں کے دل میں پہلے حالت غربت کی طرف دوبارہ ہٹ آنے کی خبر دی اور میں پیار میں غراں کی بات تھانی۔

دوسرا اصل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمشا کے جو حبیب مالوں کا دور غربت کہے شروع ہو چکا اور وہ سب کچھ ہو چکا اور چور ہے جس کا مال اس حدیث کی تشریح میں سب چھو چکے ہیں۔

پیشینگوں ۱۵۔ مسلمانوں کی پیچکنی کبھی بھی نہ کی جائیگی

حضرت توفیق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی ان کے لئے

میں چلا جائے گا اور بسا جو س کے دوسرے فرقہ کی اعانت اور دوسے اسلامی فوج ایک ہدایت
 ہوں گے اور نوزیر جنگ کے بعد مختلف فرقہ پر فتح پائے گی۔ دشمن کی اس شکست کے بعد موافق فرقہ
 میں سے ایک شخص ہوا اٹھے گا کہ صلیب غالب ہوئی اور اس کی برکت سے یہ فتح نصیب ہوئی یہ
 سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس حیدرالی سے ادریت کر گیا اور کہے گا کہ صلیب سے دین
 اسلام غالب ہوا اور اس کی وجہ سے مع ما حل ہوئی باقہ فریہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے
 نکال رہے گے۔ اور اس طرح فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی بادشاہ اسلام تہسید ہوا گیا حیدر
 لک شام پر قبضہ کر لیں گے اور ان دونوں عیسائی فرقوں میں بھی باہمی صلح ہو جائے گی باقی ماندہ
 مسلمان مدینہ منورہ چلے جائیں گے اس وقت عیسائیوں کی حکومت خیرنگ (جو مدینہ منورہ سے
 قریب ہے) پہلے جائے گی۔ مسلمان اس غریب ہوں گے کہ امام ہمدی کو تلاش کیا جائے کہ ان کے
 وزیر سے یہ مطالبہ درج ہوں اور دشمن کے خبر سے نجات لے۔

پیشینگوئی ۲۲

امام ہمدی کا ظہور

حضرت امام ہمدی اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس اندیشہ
 سے کہ لوگ مجھے ضعیف اور کمزور انسان کو اس فیصلہ کن کام کی انجام دہی کے لئے تکلیف
 دیں گے کہ مطلب حلے جائیں گے۔ (ابوداؤد شریف)

اس وقت کے ادویاد کوام اور ابدال غلام آپ کی تلاش میں ہوں گے کہ آپ جس
 اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کد کا طواف کرتے ہوں گے مسلمانوں کی ایک جماعت
 پہچان کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے، بیعت کے وقت اسان سے نہ آئے گی، و ہذا ائیدیۃ
 اللہ المہدی فاسد محو الہ و اطعوا۔ اس غیبی آواز کو دہانہ کے تمام خاص و عام لوگ
 سن لیں گے۔ (مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد)

حضرت امام مہدیؑ بعد ازاں والدہ ماجدہ زہرہ محبت سے ہوں گے۔ ان کا نام محمد والدہ کا نام
 عدوانہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ وہ ان میں قدرے محبت ہوگی جس کی وجہ سے سب دل
 ہو کر کبھی کبھی رات پر ہاتھ دارتے ہوں گے۔ آپ کا جم لدنی دھندلاداد ہوگا۔ سب کے وقت
 اس کی عمر پانچ سال ہوگی۔ خلاف کے مشہور ہونے پر مدینہ کی قومیں آپ کے پاس کو منظر آجائے گی
 تمام، عرق درہی کے اوں کرام اور ابدال مقام آپ کی سبب میں اور ملک حرکتیں آری
 آپ کے لشکر میں دل بوجائیں گے اور اسی خزانہ کو جو کعبہ میں بند فرما ہے جس کو حج الکعبہ کہتے ہیں
 نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ جب سلاطین دنیا میں یہ خبر مشہور ہوگی تب خراسان سے
 ایک شخص ایک عظیم فوج لے کر آپ کی مدد کے لئے آئے گا جو راستہ ہی میں بہت سے جہازیوں اور
 بددیوؤں کا خاتمہ کرے گا (مشکوہ محاد ابو داؤد)

اس لشکر کے خدمت الہیہ کی کان منور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی، منیانی جو
 البیت کا دشمن ہوگا حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے گا یہ فوج جب کہ وہ مدینہ
 کے دریاں ایک پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تب اس فوج کے سب لوگ زمین میں دھس جائیں گے
 ان میں صرف دو آدمی بچ جائیں گے ان میں سے ایک آدمی حضرت امام مہدی کو اور دوسرا
 سفلی کو اس کی اطلاع دے گا۔ جب کی فوجوں کے اجتماع کی خبر سب کو چلے گی چاروں
 طرف سے اپنی افواج کو جمع کرنے میں مشغول ہو جائیں گے اور مالک دوم سے فوجوں کو اپنے
 بحرہ کے کرام مہدی کے مقابلہ کے لئے مبعوث ہو جائیں گے۔ جب یوں کی فوج کے اس وقت
 سرٹھنڈے ہوں گے۔ (سبح بخاری و سلم)۔ اور ہر صندے کے بچے بارہ ہر رب ہوگی جس
 کی کل تعداد ۸۰۰۰۰ ہوتی ہے۔ اس وقت امام مہدی کے کو چ فراگردید منورہ
 پہنچیں گے اور زیارت روضہ نبوی سے فارغ ہو کر نام کی طرف روانہ ہوں گے اور دمشق
 کے درگردہ یوں کی افواج سے زبردست جنگ ہوگی۔ اس وقت حضرت امام مہدی
 کی فوج میں تین گروہ ہوجائیں گے ایک گروہ نضادی سے خوشمرہ ہو کر راہ قرار اختیار

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کے لئے اس سے بڑے بڑے عرق عادات ظاہر فرمائے گا۔ اسیح مسم، اس کی پیشانی پر رکھ کر رکھا ہوگا (سیح بخاری) جس کی شامت صرف ابن سلام کرلیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو وہ دوزخ سے تعبیر کرے گا۔ اور ایک بارخ ہوگا جس کو جنت سے موسوم کرے گا۔

اپنے مخالفوں کو آگ میں ڈالے گا اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا۔ مگر وہ آگ درحقیقت بارخ کے مثل ہوگی اور بارخ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا۔ اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جس کو وہ چاہے گا دے گا (سیح بخاری) کوئی فرق اس کی خدائی کو تسلیم کرے گا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی۔ نتائج حکمت پیدا ہوگا، درخت پھلدار، ٹھنسی ہوئے تازے اور دودھ دے ہو جائیں گے۔ اور جو فرق اس کی مخالفت کرے گا اس سے وہ اشیاء زندہ ہو کر مرے گا اور جس قسم کی بہت سی ایندھنی مسافروں کو سپورچائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کی تسبیح و تہلیل کھانے پینے کا کام دے گی (بخاری و مسلم و ابوداؤد)۔

اس کے مروج سے پیشتر دو سال تک قطارہ چکا ہوگا قیسے سال دوران قضاوی میں اس کا ظہور ہوگا۔ زمین کے مدھون خرنے اس کے حکم سے اس کے ساتھ ہوا میں آگے (مسند احمد و ابوداؤد)۔ جس آدمیوں سے وہ کہے گا کہ میں تمہارے مردہ ہوں، پھر کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم میری اس قدرت و طاقت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو۔ اس کے بعد وہ شاہین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے، اس ماچوں کی منتقل ہو کر نکلے وہ یہاں آکر رہیں گے اس کی میت سے بہت سے عکسوں پر اس کا گذر ہوگا حتیٰ کہ جب وہ سرحد میں پہنچے گا اور بدریں لوگ حکمت اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ تب وہ وہاں سے لوٹ کر کو مغرب کے قریب میر ہو جائے گا اور وہاں پر فرشتوں کی حفاظت ہوگی اس لئے وہ کمرہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (سیح بخاری) وہاں سے وہ مدینہ منورہ کا قصد کرے گا اس وقت مدینہ طیبہ کے

سات درد زدے جوں گے اور ہر دروازہ کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہوں گے ہندو
 مدینہ میں دجال اور اس کی فوج داخل نہ ہو سکی گی اور بخاری و مسلم، اس زمانہ میں مدینہ
 منورہ میں تیں مرتبہ زلزلہ کی آہنگا میں سے خوفزدہ ہو کر بہ عقیدہ اوروں کی تہہ کو نکل
 بھاگیں گے اور دجال کے حال میں پس جائیں گے اور اس وقت مدینہ میں ایک ہرگس ہو گئے
 جو دجال سے مدافعت کرنے نکلے گئے۔ دجال کی فوج کے پاس پتھر پھینکا کرتے ہیں گے کہ وہاں
 کہاں ہے۔ وہ لوگ ان کی گفتگو کو غلاب اور بھوکاں کو حق کر نیکارہ کریں گے مگر جو
 ان کو اس اقدام سے روکیں گے اور کہیں گے کہ تم کو معلوم نہیں کہ جادے اور تہہ سے خدا
 دھارے کن کو نصیب جہازت کے قتل کئے سے منع کر دیا ہے۔ وہ لوگ دجال کے سامنے جا کر جان
 کریں گے کہ ایک گسٹ شخص ایسے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ دجال ان
 سرگ کو اپنے پاس بلائیگا وہ ہرگ دجال کے چہرہ کو دیکھنے ہی فرما دیں گے میں نے یہاں پہ
 لودیا دجال مومن ہے جس کو منیر اسلام صلعم نے خبر دی ہے اور تیری گمراہی کی تہذیب نہ
 یہاں کا ہے دجال غفلت میں رہے گا کہ اس شخص کو اس سے بے خبر و وہ لوگ اس حکم کو سنتے ہی
 ان کے دھمکنے کے لئے دائیں بائیں ڈال دیں گے اس کے بعد دجال خود ان دونوں کے درمیان
 سے نکل کرے گا کہ اگر اب میں اس مردہ کو رہہ کہوں تو تم لوگ میری عدالت کا پردہ بھین کرے گا
 تب وہ لوگ کہیں گے ہر نو پسے آپ کی عدالت کا پیش کر چکے ہیں اور کوئی شک و شبہ نہیں
 رکھتے ہاں اگر ایسا ہو جسے تو ہم کو مزید اطمینان ہو گا۔ دجال ان دونوں تھکڑوں کو جمع
 کر کے زندہ مونی کا حکم دینا چاہتا ہے وہ ہرگ خدا کے قدموں کی حکمت اور ارادہ سے
 زندہ ہو کر کہیں گے کہ اب تو جب کو پورا یقین ہو گیا کہ تو ہی مرد و دجال سے ملکی صوبت
 کی خبر غیب سے خدا مسلم نے دی ہے۔ دجال بھولا کر اپنے مستعدوں کو سکھو دے گا کہ ان کو درگ
 کر دہ وہ لوگ آپ کے گلے پر چھری بھریں گے مگر اس سے آپ کو کوئی ضرر اور نقص نہ
 ہو گا۔ دجال مشر مندہ ہو کر ان ہرگ کو اپنی دندخ میں ڈال دے گا۔

مگر خداوند کریم کی قدرت سے وہ آپ کے حق میں ٹھنڈی اور مگزار ہو جائے گی۔ اس وقت کے بعد وہ آپ کی عہدہ کو تہہ کرنے پر قدرت نہ لے سکے گا اور یہاں سے ملک تمام کی طرف روانہ ہو جائے گا اس سے پہلے کہ وہ دشمن سپہ سپہ حضرت امام مہدی داسا آپ کے ہوں گے اور جنگ کی تیاری اور فوج کی ترتیب وغیرہ مکمل کر چکے ہوں گے۔

جامع مسجد دمشق میں مؤذن مصر کا اذان دے گا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے سہکے سترق منارہ پر جلوہ فروز ہوں گے اور امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ امامت فرمائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت نہیں کرو کیونکہ تمہارے سبب بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت و شرف اللہ تعالیٰ نے اسی امت کو عطا فرمایا ہے۔ امام مہدی مار پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ اب شکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے مس عراج چاہی انجام دیں وہ فرمائیں گے ہیں یہ کام بہت سہل ہے آپ کے تحت میں رہیں گے تو صرف قبل دعائ کے واسطے آیا ہوں جس کا ارادہ کر سکیں کہ ہاتھ سے مفرد رہے۔

رات امن و امان کے ساتھ سر کر کے امام مہدی اپنی فوج کو لے کر مسید ان جنگ میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرے گھوڑا اور میرا لادنا تاکہ اس خون و مردوں کے شہادہ حضرت سے اللہ کی زمین کو پاک کر دوں پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اسلامی لشکر و جال کے لشکر پر حاکم ہوں گے۔

نہایت خوفناک اور گھمسان کی لڑائی ہوگی۔ اس وقت حکم مدد دہندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے کی یہ غاصبت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جہاں تک آپ کا سامنے پہنچے گا وہ وہیں نیست و نابود ہو جائے گا۔
(صحیح مسلم)

دجال آپ کے مقابلے سے بھاگے گا آپ اس مردود کا تعاقب کرتے کرتے مقامِ مذ میں اس کو پکڑیں گے، درانیہ نیزہ سے اس کا کام تھام کر کے لوگوں پر اس کی بڑکت اور موت کا اظہار فرمائیں گے (مجموعہ مسلم)، اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل و فحاشی کرنے میں مشغول ہو جائے گی۔ یہودیوں کو جو اس کے لشکر میں ہوں گے اس وقت کوئی چیز بچاؤ نہ دے سکے گی یہاں تک کہ اگر بوقتِ شب کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں کوئی یہودی پناہ لے گا تو وہ بھی آواز دیگا کہ اے خدا کے بندے! دیکھ! اس یہودی کو پکڑو اور قتل کرو خدا کی اس زمین پر دجال کا یہ قتلہ اور خدا کا زناہ چاہیں روزِ تک رہیگا جن میں سے ایک دن ایک ایک سال ایک ایک مہینہ اور ایک ایک ہفتہ کے برابر ہوگا باقی انام ایسے ہی ہوں گے جس طرح عام طبع سے ہوتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ دفن کی درازی بھی دجال کے استدراج کی وجہ سے ہوگی کیونکہ وہ طعونِ آفتاب کی گردش روکنا چاہے گا اور خدا اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کی حسبِ مشا آفتاب کو روک دے گا مگر امام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا تو اس ایک دن کی عازر ایک دن کی پڑھنی چلینے یا ایک سال کی پینے فرما یا اگر اعجاز کر کے ایک سال کی بھی ناز پڑھنی چاہیے۔

دجال کے قتلہ کو مستمم کرنے کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان مقامات کا دورہ فرمائیں گے جن کو دجال نے ناخوش و راج کر دیا ہوگا۔ وہ حالتِ تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں احقرِ عظیم نے کی خوشخبری و بحیرِ تسلی دیں گے اور اپنی مصیبتِ عامہ سے ان کے دیباہی و نقائصات کی تلافی کریں گے۔ یہ موسمِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں فتنہ برپا ہوگا کہ کفار سے عزیمت قبول نہ کرنے کے۔ (ترمذی شریف) احکام صادر فرما کر تمام کفار کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا جب کہ کوئی کافر ظاہرِ اسلامیہ میں نہ رہیگا تمام زمین حضرت امام مہدی کے عدل و انصاف سے سوزاؤں و روشن ہو جائے گی۔ ظلم دیے انصافی کی ریح نکلی ہوگی تمام

دوگ عہد اور اطاعت الہی میں سرگرمی سے شغول رہیں گے۔ آپ کی خلافت کی کل مدت سات یا آٹھ نو سال ہوگی۔ سات سال میرا بیٹوں کے فترت اور ملک کے انتظامات میں گھوس سال دجال کے ساتھ جنگ و جدل میں اور نو سال حضرت مین علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا اس حساب سے حضرت امام مہدی کی عمر ۴۹ سال ہوگی۔ ان کے بعد حضرت امام کی وفات ہو جائے گی۔ حضرت مین علیہ السلام ایک جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے۔ سکا بعد چھوٹے بڑے تمام انتظامات حضرت مین علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے۔

تمام مخلوق نہایت امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی۔ خدا کی طرف سے آپ پر رحمت نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کر چکا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی۔ ہذا میں سرنیک اور خاص بندوں کو کوہ طور پر لے جاؤں گا کہ وہ وہاں پہنچیں جو جہاں میں حضرت مین علیہ السلام کو وہ طور کے قلعوں میں جو اب بھی موجود ہے نرونی فرما کر اسباب حرب اور سامان رسد سنیا کرنے میں سرگرم ہوں گے کہ قوم یا جوج یا جوج سز سکندری کو نوڈ کرڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائے گی۔ سوئے مضبوط اور نم قلعہ کے کسی ان سے خلاصی کی صورت نہ ہوگی۔

پیشینگوئی ۲۳

خروج یا جوج یا جوج

یا جوج یا جوج یا جوج: مثلاً ابن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا مستقر تہام بلاد مشرق و بیرون ہفت اقلیم ہے۔ ان کے ستائی جانب دریائے شہر ہے جس کا پانی انتہائی سردی کی وجہ سے اس قدر غلیظ اور بھجھ ہے کہ اس میں جہاز رانی قلعی ممکن ہے۔ عسرتی و دغا انرا یہ دیواروں کے دو بڑے پہاڑ ہیں جس کی وجہ سے آمد و رفت کا راستہ مقصور ہے۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی جس میں سے یا جوج یا جوج نکل کر ابوہریرہ کے لوگوں

کو لوٹ پیا کرتے تھے اس گھائی کو دو انفرمیں نے ایک ایسی کہنی دیا جسے جس کی صدی ان دونوں پہاڑیوں کی توڑیوں تک پہنچتی ہے اور اس کی ٹوٹائی۔ گز کی ہے بند کر دیا ہے وہ لوگ دن بھر عقب رہنا اور اس کے ٹوڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر رات کو وہاں وہ کہیں اپنی قدرت کا سرے دیا ہی کر دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں اس دیوادی ایک سوراخ ہو گیا تھا مگر وہ دنیا نہیں کہ اس میں سے کوئی نکل سکے جب ان کے لئے کا وقت آیا گاتاب وہ دیوار قدرت خداوندی سے ٹوٹ جائے گی اور وہ نکل پڑیں گے ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جب ان کی پہلی جماعت بحرہ میں پہنچے گی تو اس کا سب پانی پی کر خشک کر دے گی بحیرہ طبریہ طرین میں ایک مڑ چشہ ہے جہاں پھیلاؤ سات سات یا دس دس کو مہرے در نہایت گہرا ہے۔

جب دوسری جماعت وہاں پہنچے گی تو وہ کہے گی کہ شاید اس جگہ بھی پانی ہو گا۔ یہ لوگ نکلے ہی ظلم وقت، غارتگری، پروردہ در کی طرح طرح کے مذہب رہتے اور لوگوں کو قید کر کے یہ لگ جائیں گے یہاں تک کہ کہیں اب ہم نے زمین و آسمان کو تو ختم کر دیا ہے آسمان و آسمان کا بھی خاتمہ کر دیں۔ چنانچہ آسمان پر تیر بھیکیں گے۔ حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ان کے تیردن کو خون آلود کر کے ٹوٹا بیٹھا یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہو گئے کہ اب تو بہانے سوا کوئی نہیں رہا۔

یا چونکہ جوج کے قلعہ کے سامنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غلہ کی اس قدر تنگی ہو جائے گی کہ گائے کا ایک ٹکڑی قیمت ایک شتر لگا ہو جائے گی۔ بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کے لئے کھڑے ہوں گے۔ ان کے صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر آئیں کہیں گے اس وقت عداوت کو ہم ایک بیماری بھیجے گا جس کو عرب میں لعنت کہتے ہیں یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بحیرہ طبریہ کی ناک اور گردن میں بہتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی سی دیر میں جاک کر دیتا ہے۔

ساری قوم یا جوج اجماع اس ملک مرض سے ایک ہی رات میں مر جائے گی۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ خبر سن کر قلعہ کے اندر سے تفتیش حالات کے لئے چند ساتھیوں
کو روانہ فرمائیں گے۔

عیب ان کو معلوم ہو گا کہ سب ہلاک ہو گئے اور ان کی سڑکی جوئی لاشوں کی بدبو
اور بعض سے لوگوں کا چہرہ پھرنا دشوار ہو گیا ہے تو اس مصیبت کے دغیب کے لئے پھر اپنے
ساتھیوں کے ہمراہ دست بدھا ہوں گے تب حق تعالیٰ الہی الہی گردن اور بڑے بڑے جسم
دائے چاندروں کوں پر سدا کر دے گا۔ وہ ہاتھ کچھ کو تو کھائیں گے اور کچھ کو حشر پر دس
اور دریائے شور میں پسینگیں گے اور ان کے خون و خضرہ سے زمین کو پاک اور صاف کرنے
کی غرض سے بہت زبردست اور بابرکت بارش ہوگی جو ستواڑ چالیس روز تک رہے گی
اس بارش سے سپیدار نہایت ابرکت اور بار بار ہوگی حق کے ایک بھرا مانع اور
یک گائے اور بکری کا دودھ ایک کنبے کے لئے کافی ہوگا۔ سب لوگ اس وقت نہایت
آسائش اور آرام میں ہوں گے۔ روئے زمین پر سوائے اہل ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا۔
کینہ، حسد اور بعض انا کی باقی نہ رہے گا۔ سب اطاعت خداوندی میں مشغول ہوں گے
یہاں تک کہ سب نہ بچھڑے اور رہنے کی امن لوگوں کو ایذا نہیں پہونچائیں گے۔ غم باجوج
اجوج کی تواروں کی نیامیں تیرا اور کانی ایک حرکت تک بطور ایسا نہ کام آئیں گی۔
سات سال تک یہ حالات رہتی رہیں گے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوات، اس کے
بعد قدمے خواہشات نفسانی ظہور پذیر ہوگی۔

یہ عہد واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جہد میں ہوں گے۔
دنیا میں آپ کا قیام، ہم سال رہے گا آپ کا علاج ہوگا اور لاویسید ہوگی پھر آپ
انتقال فرما کر حضرت رسول قبولی اللہ علیہ وسلم کے دروختہ مطہرہ میں مدون ہوں گے۔

پیشینگوئی

خلافت جیہاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ بعد ایک شخص جیہاد کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے یہ عمان اور ملک یمن کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت عدل و انصاف کے ساتھ امور خلافت کو انجام دیں گے ان کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے جن کے زمانہ میں کفر و جہل کی رسوائی عام ہو جائے گی اور ظلم بہت کم ہو جائے گا اور انما و زندقہ پھیل جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

پیشینگوئی

خسف ہوگا اور دھواں اٹھے گا

اس کفر اور ایمان کے زمانہ میں ایک مکان مشرق اور ایک مغرب میں جہاں شکر تقدیر رہتے ہوں گے جنس جائیگا اسیں دونوں میں آسمان سے لگ دھواں نمود رہے ہوگا اور زمین پر چھ جائے گا جس کی وجہ سے لوگ نہایت غریق اور تنگی میں ہوں گے مومنین کو اس سے نجات ملے گی ماسموم ہوگا اور کافروں کو نہایت تکلیف ہوگی اور بیوش ہو جائیں گے۔ کسی کو ایک دن کے بعد کسی کو دو دن کے بعد اور کسی کو تین دن کے بعد بیوش آئے گا۔ یہ دھواں چالیس روز تک مسلسل رہے گا۔ (مسلم)

پیشینگوئی

مغرب آفتاب طلوع ہوگا

زمی انجوا کا ہند ہوگا یوم نحر کے بعد رات نہایت دراز ہوگی یہاں تک کہ بچے چلا اٹھیں گے، مسافر تنگ دل ہو جائیں گے اور خوشی چہرہ نگاہ میں جانے کے لئے شروع کر دیں گے۔

پیشینگوئی ۳

پہلے نفعِ حضورؐ سے تمام عالم فنا ہو جائے گا

معاذ اللہ! ہم عاشقِ اہلِ عجم کی دوسری تاریخ کو جب کہ لوگ پہلے کاموں میں مشغول ہوں گے، آگاہ ایک باریک بینی اور ذاتی دے گی نکل کی طرح یہ نفعِ حضورؐ جو تمام اطرافِ عالم کے لوگ اس آواز کو سنتے ہیں یکساں اور برابر ہوں گے سب جیسے ان ہو جائیں گے کہ یہ کسی آواز ہے اور کہاں سے آتی ہے رفتہ رفتہ یہ آواز بھی کی کرک کی طرح سخت اور بلند تر ہوتی جائے گی تاہم عالم میں اس کی وجہ سے بے بسی اور سیراری پھیل جائے گی جب وہ اپنی پوری تخیلی اور سنت پر مبنی گئی تب لوگ خوف و دہشت کی وجہ سے مرنے لگیں گے زمین میں ہلزلہ آئے گا جس کے خوف اور ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں کی طرف اور چشمی باغ وادیوں کی طرف بھاگیں گے زمین حایا میں بوجھائے گی سندھ اُبل کر قرب و جور کے مقامات پر چر لو جائیں گے آگ بجھ جائے گی، نہایت بلند پہاڑ ٹھٹھنے لگوئے ہو کر تیز ہوا کے پھے سے ریت کی طرح اڑیں گے، مگدوہ غبار کے اٹھنے و راندھوں کے لئے کے سب تمام عالم تیر و تار ہو جائے گا وہ آواز دہم دم سخت ہوتی جائے گی، یہاں تک کہ اس کی ہونہار سے آسمان پھٹ جائے گا، ستارے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ہر چیز فنا ہو جائے گی ابلیس کی روح بھی تھیں کر لی جائے گی۔ یہ تصور سے مسلسل چھ ماہ تک آسمان رہے گا نہ اس سے نہ پہاڑ نہ سمندر، نہ ادا کوئی چیز سب سب نیست و نابود ہو جائیں گے فرشتے بھی مر جائیں گے جب سوائے ذاتِ باری علیہ السلام کے کوئی اور باقی نہ رہے گا اس وقت خداوند ربِ عزت فرمائے گا کہاں ہیں بادشاہ کس کے لئے سچ کی عظمت ہے پھر خود ہی ارشاد فرمائے گا، اے نبی و قہار کے لئے ہے پس ایک وقت تک کیلئے ذاتِ واحد ہی رہے گی۔ ایک مدت کے بعد کہ جس کی مقدار سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا

دوسرے نوپیدائش کی بیاہ قائم کرے گا۔

پیشینگونی ۳۲

دوسرا نفع ضرور جس سے ہر چیز دوبارہ موجود ہو جائے گی

نفع ضرور دل کے بعد جبکہ چالیس برس کی مقدار زمانہ گزرجائے گا تب اللہ تعالیٰ اسرائیل کو زندہ کر کے نفع ضرور کا حکم دیگا۔ وہ دوبارہ موجود ہو چکیں گے جس سے دل ٹانگہ مائل بن کر پھر جبرائیل، میکائیل اور عزرائیل انہیں گئے پھر بنی زمین و آسمان چاند و سورج موجود ہوں گے اس کے بعد ایک بار تو ہوئی جس سے ہر وہ کی طرح زمین کا ہر وہی نفع جس کے ساتھ زندہ ہوگا اس دوبارہ پیدا کرنے کو اسلام میں لوث و شکر کہتے ہیں جس کے ثبوت میں بکثرت آیات قرآنی اور احادیث نبوی موجود ہیں۔

پھر بیت المقدس کے اس مقام پر جہاں مغرہ خلق ہے چھونکا جائے گا۔ قبر و مین سے لوگ اس شکل میں پیدا ہوں گے جس طرح بطن مادر سے یعنی ہر بدن پر بے فتنہ بے پریش مگر صرف سروں پر ہاں اور منہ میں دانت ہوں گے نام خود و دکان گونگے ہیرے انگلیوں اور ناتواں سب کے سب سلیم لاس پیدا ہوں گے۔ سب سے پہلے زمین سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے آپ کے بعد نبی علیہ السلام پھر انبیاء و صلحین شہداء و صلحین آئیں گے۔ دیکھو بخاری و مسلم، اس کے بعد امام حنفی، پھر ماتین، پھر کاکر و تھوڑی تھوڑی دیر بعد بچے بعد دیگرے برآمد ہوں گے۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیحی علیہ السلام کے درمیان ہوں گے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کے پاس اور دوسری امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس جتلی ہو جائیں گی۔

تندہ بول اور خوف کے باعث سب کی آنکھیں آسمان کی طرف مچی ہوں گی۔

کوئی شخص کسی کی شرمگاہ پر نظر نہ ڈال سکے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

جب نام لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو جائیں گے تب آفتاب اس قدر نزدیک کر دیا جائے گا کہ اس کی گرمی اور حرارت کی وجہ سے تمام جسموں پر پستہ جاری ہو جائے گا کسی کا پسینہ صرف پیر کے ٹوہے میں ہو گا کس کا شئے تنگ۔ کسی کا پستہ ڈانگ کسی کا زانو تنگ کسی کا سینہ اور گردن تنگ۔ جب حسب احوال پسینہ چڑھ جائے گا اور کھار منہ اور کانوں تنگ پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور اس سے ان کو سخت تکلیف ہوگی، پیاس کی وجہ سے قیاب ہوں گے۔ پیاس بھانے کی طرح سے حوض کوثر کی طرف جائیں گے۔

پیشینگوئی ۳

حوض کوثر کے بارگاہ

قیامت کے دن ہر نبی کے لئے ایک حوض ہو گا اور ہر ایک امت کے لئے ایک شناخت اور علامت ہو گی۔

پیشینگوئی ۴
تمام حوضوں سے بڑے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہکد زیا، وہ شیریں ہے، اور اس کے ٹکڑے لٹے ہیں جسے کڑواہن کے نام سے۔ آپ کی امت کثرت خست عصار و صوے ہو گی کہ اعضاء و صوفیت کے دل نہایت روشن اور چمکدار ہوں گے۔ (صحیحین)
آپ اپنی امت کو پہچان کر حوض کوثر کے پانی سے سہراب فرمائیں گے۔ جو ایک مرتبہ پانی پئے گا پھر کبھی پیسا نہ ہو گا

پیشینگوئی ۴

شفاعت کے متعلق

میدانِ حشر میں آفتاب کی گرمی کے علاوہ اور بھی نہایت ہولناک اور پیش

آئیں گے اور ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ انہیں نکالیں گے اور معاصی میں مبتلا رہیں گے (صحابہ میں بالآخر لوگ چار اور پریشان ہو کر شفاعت کی عرض سے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ اے اللہ! شر آپ ہی وہ شخص ہیں جس کو خداوند عالم نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا، جنت میں سکونت عطا فرمائی اور تمام شیائے نام کھائے آج ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ ہم کو حق تعالیٰ سے نکلنے سے نکالت دے۔ غضب آدم علیہ السلام فرمیں گے کہ خداوند کریم آج اس قدر برسرِ غضب ہے کہ ایسا کس نے تھا اور آئندہ ہو گا چرکہ سے ایک نفرش سرزد ہوئی ہے وہ یہ کہ باوجود منافقت کے میدانے جھگڑوں کا ایک دانہ کھا ہوا تھا جسے اس پر مواعد کا ثمر ہے میسراندر شفاعت کرنے کی ہمت نہیں ہاں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ حضرت آپ کا یہ بیٹا بہت بڑا ہے جو سب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بسندۂ شکر گزار کا لقب عطا فرمایا ہے ہماری حالت زار کو دیکھ کر ہماری شفاعت فرمائیے۔ آپ فرمائیں گے کہ آج خداوند کریم ایسا برسرِ غضب ہے کہ کبھی نہ کبھی ہو گا اور مجھ سے ایک نفرش ہوئی وہ یہ کہ میں نے اوب کا لحاظ نہ کر کے اپنے بیٹے کی طرفالہ کے وقت بارگاہِ الہی میں اس کی نہایت کا سوال کیا تھا اب آج اس کے مواعد سے ڈرتا ہوں میرا عرض نہیں کہ میں شفاعت کر سکوں۔ تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ خداوند قدوس نے ان کو اپنا خلیل فرمایا ہے پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو خلیل کے خطاب سے عتب فرمایا ہے انگ کو آپ کے لئے برد و سلام کر دیا اور اہم بنایا آپ ہماری شفاعت فرمائیے کہ ان نکالیف سے ہماری رہائی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج خداوند قدوس ایسا برسرِ غضب ہے کہ کبھی ایسا ہو اور نہ ہو گا۔ مجھ سے کین مرتبہ ایسا کلام سرزد ہو گا کہ جس جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے میں اس

کے موافقہ سے فوفزہ ہوں اس لئے مجھ میں شفاعت کرنے کی قوت نہیں ہے، تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ خداوند کریم نے ان کو اپنا خیم بنایا ہے۔ لوگ آپ کی طرف آئیں گے، اور عرض کریں گے کہ اے موسیٰ آپ کیا دشمن میں جہنم سے جاؤ، سلطانہ تعالیٰ نے تم کو فرما دیا اور تورات اپنے دست قدرت سے لکھ کر دی، ہماری شفاعت کیجئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ آج اس قدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہو سکا اور نہ ہوگا، میرے ہاتھ سے ایک قبیلہ شخص بغیر اس کی اہادت کے قتل ہو چکا ہے اس کے موافقہ سے آج ہوں اس لئے میرے ہاتھ شفاعت کرنے کی قدرت نہیں، بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے اے عیسیٰ خدا نے آپ کو روح اور کل کہا ہے، جبرائیل علیہ السلام کو آپ کا رفیق بنایا اور آیات معجزات عطا فرمائی آج ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب نجات دے، وہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ آج اس قدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا، آئندہ ہوگا، کیونکہ میری امت نے کبھی تو مجھ کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور کبھی میں خدا اور ان اقوال کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا لہذا میں ان اقوال کی تحقیقات کے مواضع سے ڈرتا ہوں، تاب شفاعت نہیں رکھتا۔ البتہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ لوگ انحضرت صلیم کے پاس آکر عرض کریں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ محبوب خدا ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیکھے پچھے تمام محبوں کی مسافرت کی بشارت اور خوشخبری دی ہے اگر وہ میرے انبیاء خدا کی طرف سے کسی قسم کے حق سے فوفزہ ہیں تو میں مگر آپ تو اس سے مومن اور محفوظ ہیں آپ خاتم النبیین ہیں اگر آپ بھی ہم کو اپنی میں جواب دیں گے تو پھر ہم کس کے پاس جائیں، آپ ہمارے لئے درگاہ و باب العزت میں شفاعت فرمائیے ہم کو آج محسنوں کے دروازے پر آپ فرمائیں گے کہ ہاں مجھ کو خدا نے اس لائق بنایا ہے تمہاری شفاعت کرنا آج میرا حق ہے، اب ہم حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے حق تعالیٰ اس روز حضرت

جبرائیل کو براق دے کر تمام لوگوں کے سامنے بھیجے گا آپ اس پر سوار ہو کر آسمان کی طرف روانہ ہوں گے۔ آسمان پر ایک نہایت نورانی اور کشادہ مکان و کھلاؤ دے گا جس میں حضور صلعم داخل ہوں گے اس مکان کا نام مقام محمود ہے۔ جب تمام لوگ آپ کو اس مکان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں گے تب آپ کی تعریف و توصیف کرنے لگیں گے حضور صلعم کو یہاں سے عرش معلیٰ پر تکیا اپنی نظر آئے گی جس کو دیکھتے ہی آپ سات روز تک مسلسل سر بسجود رہیں گے تب ارشاد الہی ہوگا کہ اے محمد سر اٹھا دو کہو گے سنو گا، جہاں آؤ گے وہاں آکر غنا کرو گے قبول کروں گا جس حضور صلعم اپنے سر مبارک کو اٹھا کر فدائے قدوس کی اس قدر حمد و ثنا کریں گے کہ اولین و آخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی۔ اس وقت آپ فرمائیے اے خدا! تو نے بندہ یحییٰ جبرائیل و حصہ فرمایا تھا کہ قیامت کے روز جو تو چاہے گا وہاں گا میں میں سے جہد کا ایسا چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ فرمایا گا میرا پیغام باطل نہ پھانسیں اور درست نتائج میں بخیر کو خوش کروں گا اور تیری شفاعت قبول کروں گا۔ زمین کی طرف ہادی بھی زمین پر جلوہ افروز ہونیوالا ہوں۔ بسندہ دن کا حساب لے کر ہر ایک کو حسب احوال جزا دوں گا پس حضور سرور کائنات صلعم زمین پر واپس تشریف لائیں گے۔ لوگ آپ سے دریافت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں کیا ارشاد فرمایا آپ جواب دیں گے کہ فدائے قدوس زمین پر جلوہ افروز ہونیوالا ہے ہر ایک کو حسب احوال جزا دیگا۔

پیشینگوئی

بند و نیک اعمال کا حساب ہوگا

ساتوں آسمانوں کے فرشتے اتر کر زمین پر مسلسل وارفت بستہ ہو جائیں گے اس کے بعد عرش معلیٰ کے فرشتے نازل ہو کر صفت بستہ ہو جائیں گے، پھر حضرت اسرافیل بحکم خدا ہندو کی صورت میں آئیں گے جس کی آواز سے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اس وقت حق تعالیٰ

عرش پر جلوہ فرما کر نزول فرمایا گا اس عرش کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے کیفیت
نزول عرش بوجہ ہوشی کسی کو معلوم نہ ہوگی اس کے بعد پھر حضرت اسرافیل صلی اللہ علیہ وسلم
کے جس سے تمام لوگ ہوش میں آجائیں گے اور عالم غیب کے وہ پردے جو آجنگہ حائل تھے
سب اٹھ جائیں گے۔

سب سے پہلے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئیں گے (صحیحہ بخاری)
اس کے بعد جن تعالیٰ کی مرضی کے مطابق باہر ترتیب تمام لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ اس وقت
چاند اور سورج کی روشنی بیکار ہو جائے گی اور آسمان و زمین اللہ کے نور سے روشن ہو جائے
گے۔ سب کے پہلا حکم جو دو گاہ رب العزت سے صادر ہو گا وہ یہ کہ سب خاموش ہو جائیں
اس کے بعد ارشاد ہو گا کہ اے بند و عہد تو تم سے میرا اختتام دنیا تک جو بھل بری باتیں تم
کرتے تھے یہ سننا تھا اور فرشتے ان کو کھتے تھے میں آج تم پر کسی قسم کا جوہر و ظلم نہ ہو گا بلکہ
مہربانی سے احمال تم کو دکھلا کر جزا و سزا دی جائے گی۔

جو شخص اپنے احمال کو نیک پائے گا اس کو چاہیے کہ خدا کا شکر ادا کرے اور جو اپنے
احمال کو بری صورت میں پائے وہ اپنے اوپر ملامت کرے۔ اس کے بعد جنت و دوزخ
کو حاضر کرنے کا حکم ہو گا کہ لوگ ان کی حقیقت کا معائنہ کر لیں۔ اس دن اگر کوئی شخص
مستحق خیر ہوں کے احمال کے موافق بھی ملے گا تو اس کا تب بھی یہی کہے گا کہ افسوس آج کے
دن کے لئے میں نے کچھ بھی تو نہ کیا۔

جہنم کی گھڑی اور بدبو اس قدر ہوگی کہ ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہوگی
ایکے بعد بند و بھگے احمال ذی صورت بنا کر حاضر کر دیئے جائیں گے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ
جہاد، غنائق، تلاوت قرآن، ذکر الہی وغیرہ احمال خیر عرض کریں گے کہ رب العزت ہم
حاضر ہیں حکم ہو گا کہ تم سب نیک احمال ہو اپنی اپنی جگہ پر موجود رہو موقع پر تم سب سے
دریافت ہو گا ان کے بعد اسلام حاضر ہو کر کہے گا خداوند کو سلام ہے اور میں سلام ہوں

حکم ہوگا کہ قریب آئیں جو کہ آج تیرے ہی ترک کی وجہ سے مواخذہ ہوگا اور تیرے ہی سبب لوگوں سے درگزر کی جائے گی (لفظ اسلام سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے) اس کے بعد دانکہ کو حکم ہوگا کہ ہر ایک کے اعمال نامہ کو اس کے پاس بھیج دے پس ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔

مؤمنین کا اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ دے دائیں ہاتھ میں اور کفار کا پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں جب ہر ایک اپنے اپنے اعمال نامے کو دیکھے گا تو بموجب حکم خداوندی ایک ہی نظر میں اپنے نیک و بد اعمال کو ملاحظہ کرے گا۔

اب حکمت خداوندی کا تقاضہ ہوگا کہ ہر ایک سے سوال کیا جائے چنانچہ رب کے پہلے کافروں سے توحید اور شرک کے متعلق سوال ہوگا وہ جواب دیتے ہوئے شرک و سوامت انکار کر دیں گے کہ ہم نے ہرگز شرک نہیں کیا ان کے غلات زمین دن و رات اور وہ فرشتے جو اچھے اعمال کو کھتے تھے ہاتھ پیر بدن کے اعضا اور خود ان کی زبانیں شہادت دہی گی۔ تب ان کو جہنم میں ڈال دیا جائیگا اور تمام مشرکین آتش پرست اور برے بیہودوں انصار کا اور منافقین جہنم کے مختلف طبقات میں گوناگوں عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے اور ہمیشہ وہ جہنم میں رہیں گے۔

میدان عشر میں مسلمانوں کے حالات بھی حسب اعمال مختلف ہوں گے۔ کچھ لوگ تو صاحب جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کچھ اپنے گناہوں کی سزا بھگتے ہوئے جہنم میں جائیں گے اور نہایت عیش و آرام کے ساتھ مختلف درجات میں ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

مَقَامَاتِ تَصَوُّف

تصنیف

حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب سنن علی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ

بنارس (یو. پی.)

مقامات تصوف میں شعبہ اصلاح نفس و اخلاق سے متعلق مفید ترین

مسائل اور احسان و تصوف کو نہایت پاکیزہ انداز میں پیش کیا گیا ہے
اس میں بتایا گیا ہے کہ تصوف دین و شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے

اور نہ کسی حال میں وہ اسلامی شرائع و احکام سے مستغنی ہو سکتا ہے۔ اس

کے علاوہ علم تصوف کی تعریف و حقیقت، بیعت کی حقیقت اور اس کی

ضرورت، ہندوستان میں رائج مشائخ طریقت کے مشہور سلاسل تصوف

کا تفصیلی تعارف، سلاسل چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کے

بانی اکابر کے احوال و اقوال نیز دیگر علمی و اخلاقی مباحث کو طبع انداز میں

پیش کیا گیا ہے۔ جس کا صحیح اندازہ کتاب کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے